جدید ایڈیشن 2017

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بندِ قبا دیکھ

ذکر میلاد النبی ﷺ، صلوۃ وسلام اور دیگر معمولات اہلسنت پر اعتراض کرنے والوں کی اپنی بدعات

دیوبندی مکاتب فکر کی مشہور بدعات	سعودی/اہلحدیث مکاتب فکر کی مشہور بدعات
۞ دعا بعد عیدین و خطبہ ۞ زبان سے نماز کی نیت	۞ ہر سال 27 رمضان کی اجتماعی دعا
۞ ختم بخاری، ختم خواجگان، ختم خواجگان قادریہ	۞ رمضان کا اجتماعی اعتکاف ۞ من گھڑت درود
۞ سیرت النبی ﷺ کے جلسے/صحابہ کے ایام وجلوس	۞ ہر سال غسل کعبہ ۞ غسل گنبد خضرا
۞ تبلیغی جماعت کے مروجہ چلے	۞ عمامہ/ٹوپی کی بجائے سعودی شماغ وعقال
۞ دلائل الخیرات کے غیر منقول درود اور وظائف	۞ سعودیہ کا نیشنل ڈے ''عید الوطنی'' / یوم الوطنی

مناظر اہل سنت حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد اختر رضا خان مصباحی مجددی مہراج گنجوی (ممبئی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بدعاتِ وہابیہ

کا علمی و تحقیقی محاسبہ

ذکر میلادالنبی ﷺ، صلوۃ وسلام اور دیگر معمولات اہلسنت پر اعتراض کرنے والوں کی اپنی بدعات

دیوبندی مکاتب فکر کی مشہور بدعات	سعودی/اہلحدیث مکاتب فکر کی مشہور بدعات
❁ دعا بعد عیدین و خطبہ ❁ زبان سے نماز کی نیت	❁ ہر سال 27 رمضان کی اجتماعی دعا
❁ ختم بخاری، ختم خواجگان، ختم خواجگان قادریہ	❁ رمضان کا اجتماعی اعتکاف ❁ من گھڑت درود
❁ سیرت النبی ﷺ کے جلسے/صحابہ کے ایام وجلوس	❁ ہر سال غسل کعبہ ❁ غسل گنبد خضرا
❁ تبلیغی جماعت کے مروجہ چلے	❁ عمامہ/ٹوپی کی بجائے سعودی شماغ وعقال
❁ دلائل الخیرات کے غیر منقول درود اور وظائف	❁ سعودیہ کا نیشنل ڈے "عیدالوطنی"/یوم الوطنی

مناظر اہل سنت حضرت علامہ و مولانا

مفتی محمد اختر رضا خان مصباحی مجددی مہراج گنجوی

نام کتاب	:	بدعات وہابیہ کا علمی و تحقیقی محاسبہ
مؤلف	:	مناظر اہل سنت حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد اختر رضا خان مصباحی مجددی مہراج گنجوی (دارالعلوم مخدومیہ، ممبئی، انڈیا)
معاون	:	مولانا احمد رضا قادری رضوی حنفی سہارنپوری
سیٹنگ	:	محمد ارشاد احمد مصباحی۔9833844851
پروف ریڈنگ	:	حضرت مولانا محمد طارق صاحب قبلہ نظامی استاذ دارالعلوم مخدومیہ جوگیشوی ممبئی
سن اشاعت	:	2017
ناشر	:	دارالعلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری، ممبئی
رابطہ	:	دارالعلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری، ممبئی

022-26788628.موبائل:9773497935

9833844851 / 9506263729

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ

اجمعین. اما بعد !

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ .

کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" (پارہ 28: الصف 2,3)

"اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے، کتنی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو"

میرے محترم مسلمان بھائیوں، بہنوں، بزرگوں!

رات ہو یا دن، صبح ہو یا شام، گھر ہو یا بازار، مساجد ہو یا اسٹیج ہم اہلحق اہل سنت وجماعت یا رسول اللہ ﷺ کہنے والے مسلمانوں پر علماء وہابیہ کی طرف سے بدعت بدعت کے فتوؤں کی گولہ باری کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جب کہ ان فتویٰ لگانے والوں کی اپنی حالت اس قدر عجیب تر ہے کہ بدعت کے جن خود ساختہ اصول وقواعد کی رو سے یہ ہمیں بدعتی کہتے ہیں انہیں اصول وقواعد کی رو سے یہ خود بے شمار بدعتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ: "دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آ گیا مگر اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا" بدعت کے اپنے خود ساختہ اصولوں پر خود تو مخالفین عمل کرتے نہیں مگر ساری دنیا کے مسلمانوں کو بدعتی قرار دینے کا ٹھیکہ ضرور اٹھا ہوئے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں ہم اہل سنت و جماعت کو بدعتی کہنے والے وہابی، دیوبندی، نجدی، سعودی اور غیر مقلدین اہل حدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کے ایسے ہی کارناموں کا علمی وتحقیقی جائزہ لیا گیا ہے جو خود انھیں کے اصول وقواعد کی رو سے خالص بدعات ہیں کہ وہ امور نہ تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں اور نہ ہی صحابہ وتابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہیں، لیکن اس کے باوجود علماء وہابیہ ان کاموں کو بڑی پابندی کے ساتھ کر رہے ہیں۔

لہٰذا عوام اہلسنت سے گزارش ہے کہ جب بھی اس مکتبہ فکر کا کوئی فرد میلاد و فاتحہ یا معمولات اہلسنت وغیرہ پر گفتگو کرے اور اُس پر بدعت کا بھوت سوار ہو تو اُسے کہیں کہ پہلے اپنے گھر کی ان بدعات کا ثبوت پیش

کرو۔اور جس طرح یہ حضرات ہم سنیوں سے میلاد و فاتحہ وغیرہ پر دلیلِ خاص یا مستقلاً فعل نبی ﷺ یا فعل صحابہ یا فعل تابعی [علیہم الرضوان اجمعین] کا مطالبہ کرتے ہیں آپ سنی حضرات بھی ان وہابیوں سے ان کی ان بدعات پر ان سے دلیلِ خاص یا مستقلاً فعل نبی ﷺ یا فعل صحابہ یا فعل تابعی [علیہم الرضوان اجمعین] کا مطالبہ کریں اور ان سے کہیں کہ ایسی آیت یا حدیث دکھاؤ جس میں تمہارے (یعنی علماء وہابیہ کے) فلاں عمل کا خاص ذکر اور واضح ثبوت ہو۔

مثلاً **بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنے کو علماء دیوبند نے جائز کہا اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں تو اب ان علماء دیوبند سے یہ مطالبہ کیجیے کہ کوئی ایسی آیت یا حدیث پیش کریں جس میں خاص نماز عیدین یا خاص خطبے کا واضح ذکر ہو اور ساتھ دعا کا ثبوت بھی ہو یا کوئی ایسی حدیث پیش کریں جس میں مستقلاً فعل نبی ﷺ یا فعل** صحابہ یا فعل تابعی [علیہم الرضوان اجمعین] سے اس کا صراحتاً ثبوت ملتا ہو۔

اسی طرح غیر مقلدین علماء اہل حدیث اور سعودیہ کے پیروکاروں سے مطالبہ کریں کہ **27 رمضان المبارک کو جو اجتماعی دعا خانہ کعبہ میں تمہارے امام کرواتے ہیں اس پر دلیلِ خاص یا مستقلاً فعل نبی ﷺ یا فعل صحابہ یا فعل تابعی پیش کرو۔** اسی طرح دیگر تمام بدعات وہابیہ جن کا ذکر ہماری اس کتاب میں موجود ہے ان پر بھی ایسے ہی مطالبے کیجیے۔جب تک منکرین حضرات اپنی ان بدعات کا ثبوت اپنے اصول وقواعد کے مطابق پیش نہ کریں، اس وقت تک ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ، فاتحہ اور عرس وغیرہ موضوعات پر گفتگو نہ کریں۔

الحمد للہ! علماء اہل سنت وجماعت حنفی [بریلوی یا رسول اللہ ﷺ کہنے والوں] کے عقائد ونظریات قرآن و سنت کے عین مطابق ہیں، کوئی بھی موضوع اٹھا کر دیکھ لیجیے ہر ایک موضوع پر علماء اہل سنت وجماعت نے قرآن و سنت سے ناقابل تردید دلائل وبراہین پیش فرما کر اپنے موضوع کو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن کر دیا ہے۔ لیکن مخالفین اہلسنت نے ہمیشہ آنکھیں بند کر کے اعتراضات والزامات کا سلسلہ جاری رکھا، انہی سلسلوں میں ایک ''بدعت'' کا مسئلہ بھی بڑا اہم ہے۔بات بات پر بس مخالفین کی زبان سے بدعت بدعت کے فتوے مشین گن کی گولیوں کی طرح نکلتے ہیں۔لیکن ان لوگوں کی اپنی حالت تو یہ ہے کہ خود جو مرضی ہے، کریں نہ انہیں بدعت نظر آتی ہے نہ قرآن وسنت کی مخالفت ہوتی ہے اور نہ ہی خیر القرون سے ثبوت کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی بدعت کے وہ اصول وقواعد انہیں یاد رہتے ہیں جن کی بنیاد پر یہ حضرات ہم سنیوں کو بدعتی وجہنمی قرار دیتے ہیں۔

آج ہم آپ کے سامنے مخالفین اہلسنت کے اصول وقواعد کے تحت انہی کے صرف چند معمولات پیش کریں گے جو کہ خود انہیں کے اپنے خود ساختہ اصول وقواعد سے بدعات وخرافات ہیں، تا کہ یہ حضرات اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھ لیں کہ جو ہم سنیوں کو تو بدعتی بدعتی کہتے نہیں تھکتے وہ خود کتنی بدعات وخرافات کا شکار ہیں۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر   دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

اس معاملے میں علماء دیوبند کے نزدیک سنیوں کے صرف دو چار معمولات پر ہی بدعت کے فتوے جاری ہوتے ہیں باقی وہ خود جو مرضی ہے کریں اپنے کاموں کو وہ جائز قرار دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ داڑھی منڈے دیوبندی وہابی حضرات بھی ذکر رسول ﷺ کی محافل کو بدعت بدعت کہتے دکھائی دیتے ہیں لیکن خود ان کو اپنا بدعتی چہرہ کبھی نظر نہیں آتا۔ داڑھی منڈانے پر ان کو بدعت وحرام کے فتوے بھول جاتے ہیں، شادی، بیاہ میں بے پردہ فیشن ایبل محترمات (وہابی عورتیں) بدعات وخرافات کو بھول جاتی ہیں لیکن جب سنی گھرانے کی عورتیں محافل میلاد کا انعقاد کرتی، کراتی ہیں تو یہ ان بے پردہ فیشن ایبل محترمات (وہابیہ) کو بدعت نظر آتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ بڑے بڑے علمائے دیوبند کو صرف میلاد، فاتحہ ہی بدعت نظر آتا ہے باقی خود جو مرضی ہیں کرتے ہیں۔ خود علماء دیوبند کے حکیم اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

> ”میں چاہتا ہوں کہ دین اپنی اصلی حالت پر آ جائے مگر اکیلے میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ جو لوگ متبع سنت ہیں اور اپنی ہی جماعت [دیوبندی فرقے ناقل] کے ہیں **اُن کے یہاں بھی بس یہی دو چار چیزیں تو بدعت ہیں جیسے مولد کا قیام۔ عرس۔ تیجا۔ دسواں۔ اس کے علاوہ جو اور چیزیں بدعت کی ہیں اُنہیں وہ بھی بدعت نہیں سمجھتے۔ چاہے وہ بدعت ہونے میں اُن سے بھی اشد ہوں۔** مثلاً بیعت ہی کو دیکھئے جس ہیئت اور جس عقیدہ سے آج کل لوگ اس کو ضروری سمجھتے ہیں وہ بالکل بدعت اور غلط عقیدہ ہے لیکن کسی سے کہیں تو سہی، اپنی ہی [دیوبندی] جماعت کے لوگ مخالفت پر آمادہ ہو جائیں“۔

(الافاضات الیومیہ جلد دہم، ملفوظ 119 ص ۱۵۲)

علماء دیوبندی کے امام و حکیم اشرفعلی تھانوی کے اس دوٹوک اعلان سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ وہابی دیوبندی مذہب میں صرف میلاد و فاتحہ جیسے کام ہی پر بدعت بدعت کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔ان کاموں کے علاوہ دیوبندی وہابی حضرات خود جو مرضی کرتے رہیں لیکن ان کو بدعت نہیں کہتے، چاہیے وہ اصول وہابیہ کے مطابق بدعت ہونے میں میلاد و فاتحہ سے بھی اشد ہی کیوں نہ ہوں۔

﴿اہل سنت و جماعت کی طرف سے بدعت کا رد﴾

الحمدللہ عزوجل! ہم اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی بدعت ضلالہ کے سخت خلاف ہیں اور ہمارا موقف یہی ہے کہ بدعت ضلالہ کا مرتکب شخص تمام جہاں سے بدتر بلکہ جہنم کا کتا ہے۔

جیسا کہ خود حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اهل البدعة شر الخلق و الخليقة "بدعتی لوگ تمام جہان سے بدتر ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء، مروی از ابو سعید موصلی، ۲۸۹/۸)

ایک اور مقام پر حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا:

"اصحاب البدع كلاب اهل النار" اہلِ بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں۔

(کنز العمال فصل فی البدع ۲۱۸/۱ ۔الجامع الصغیر مع فیض القدیر حدیث ۴۰۷۹ ج ۱/ ۵۲۸)

ایک اور مقام پر حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا:

لايقبل الله لصاحب بدعة صلوة ولا صوما ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهاد اولا صرفا ولا عدلا يخرج من الاسلام كما تخرج الشعرة من العجين۔

اللہ کسی بدمذہب (بدعتی) کی نہ نماز قبول کرتا ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ جہاد نہ فرض نہ نفل، بدمذہب اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال۔(کنز العمال فصل فی البدع ۲۲۰/۱ ۔الترغیب والترہیب الترہیب من ترک السنۃ الخ ۸۶/۱ ۔سنن ابن ماجہ باب البدع والجدل صفحہ ۶)

پس جو بھی حقیقی بدعتی ہے تو اس کا اہل سنت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارے اکابرین و علماء اہلسنت نے ہمیشہ بدعات ضلالہ و خرافات کا رد بلیغ کیا۔ ہمارا ایمان سرور کائنات ﷺ کی احادیث پر ہے۔ لہٰذا ان کے مقابلے میں ہم بدعت ضلالہ پر عمل تو کیا ان کو جوتوں کی نوک پر رکھتے ہیں۔

......ہم مسلمان ''دین اسلام'' کے پیروکار ہیں ''مذہب وہابیہ'' کے نہیں......

لیکن یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہمارے نزدیک بدعت ضلالہ وہ ہے جو شریعت کے بیان کردہ اصول و قواعد کے مطابق بدعت ضلالہ ہو، رہا علماء وہابیہ و دیابنہ کا کسی کام کو بدعت کہنا تو اس پر ہم سنی مسلمان دو ٹوک یہ کہتے ہیں کہ ہم مذہب وہابیہ کے پیروکار نہیں بلکہ ہم سنی مسلمان دین اسلام کے پیروکار ہیں۔ لہٰذا اگر ہمارے کسی عمل کو وہابی مذہب والے بدعت کہیں تو ہمارے نزدیک اس کی کچھ اہمیت نہیں کیوں کہ شریعت وہابیہ نہ ہم پر لاگو ہوتی ہے اور نہ ہم اس کے پابند ہیں۔ ہم سنی ہیں اور دین اسلام مذہب اہل سنت و جماعت کے پابند ہیں۔

علماء وہابیہ کا یہ معاملہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی شیعہ اپنے ''فقہ جعفریہ'' سے کوئی تعریف بیان کرے اور پھر اس کو سنیوں پر لاگو کر دے۔ تو کیا کوئی عاقل شخص شیعہ کے اس اصول کو قبول کرے گا؟ ہرگز نہیں! تو پھر مذہب وہابیہ کی بیان کردہ تعریفوں اور اصولوں کے سنی حضرات کیوں کر پابند ہو سکتے ہیں؟ لہٰذا ہمارے لئے ہمارے اکابرین اہل سنت کی کتب اور ان کی بیان کردہ تعریفیں اور اصول ہی حجت ہے، مذہب وہابیہ کی تعریفیں، اصول اور شرک و بدعت کے فتوے ہمارے لئے ہرگز ہرگز حجت نہیں ہیں۔

......مسلمانوں کو بدعتی کہنا خارجیوں کا طریقہ......

اے میرے مسلمان بھائیو بہنوں!

یہ بھی یاد رہے کہ مسلمانوں کو خواہ مخواہ بدعتی کہنے والا طبقہ آغازِ اسلام ہی سے چلا آ رہا ہے اور کسی کام کو خواہ مخواہ بدعت اور مسلمانوں کو خواہ مخواہ بدعتی کہہ دینا بھی مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ یہ شیطانی گروہ خارجیوں کا شعار ہے۔

چنانچہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ کامل میں خارجیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ خارجیوں نے (یزید بن عاصم محاربی) نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ (اور جماعت صحابہ) کو کہا

"اے علی! کیا تم ہم کو ڈراتے ہو۔ آگاہ رہو اللہ کی قسم! ہم تم (لوگوں) کو قتل کردیں گے تب تم جانو گے کہ ہم میں سے کون مستحق عذاب ہے پھر اس کے بھائی نکلے اور خوارج کے ساتھ مل گئے اسی طرح روز بروز جمعیت ان کی بڑھتی چلی گئی ایک روز (تمام خارجی) عبد اللہ بن وہب راسی کے گھر میں جمع ہوئے اور اس نے خطبہ پڑھا۔

"فاخرجوا بنا اخواننا من هذاه القرية الظالم اهلها الى جانب هذا السواد الى بعض كور الجبال او بعض هذه المدائن منكرين لهذه البدع المضلة. الخ"

جس میں اس نے کہا کہ اس شہر کے لوگ (یعنی جماعت صحابہ) ظالم لوگ ہیں ہمیں (یعنی گروہ خارجی کو) لازم ہے کہ پہاڑوں یا دوسرے شہروں کی طرف نکل جائیں تا کہ گمراہ **کرنے والی بدعتوں سے ہمارا انکار ثابت ہوجائے** ۔الخ مخلصاً (التاریخ کامل جلد ثالث صفحہ ۱۴۵ بحوالہ فتنہ وہابیہ ص ۲ اعلامہ محمد انوار اللہ فاروقی) اسکے علاوہ یہی روایت الفاظ کے تغیر سے ابن جریر نے الطبری فی تاریخ الامم والملوک ۳/ ۱۱۵، ابن اثیر نے الکامل ۳/ ۲۱۳۔ ابن کثیر نے البدیۃ والنھایۃ ۷/ ۲۸۶ اور ابن جوزی نے المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ۵/ ۱۳۰ میں نقل فرمائی۔

اسی طرح علامہ عبد الکریم شہرستانی نے الملل والنحل میں لکھا ہے کہ

"زیاد بن امیہ نے عروہ ابن اوبیہ سے جو خارجی تھا پوچھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کیا حال تھا؟ کہا: اچھے تھے پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا تو اس خارجی نے کہا: ابتدا میں چھ سال تک ان کو میں بہت دوست رکھتا تھا **پھر جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں** ان سے علیحدہ ہوگیا۔ (الملل والنحل صفحہ ۶۹ جلد ۱، فی بیان الخوارج)

تو دیکھا آپ نے کہ اہل حق کو خواہ مخواہ بدعتی کہنا خارجیوں کا شعار ہے۔ اور آج بھی خارجیوں کی نسل ہم سنیوں کو خواہ مخواہ بدعتی اور ہمارے شریعت کے عین مطابق کاموں کو بدعت بدعت کہہ کر بدنام کر رہی رہے ہیں۔ لیکن حقیقتاً تو یہ خارجی گروہ خود بدعتی، گمراہ اور جہنمی ٹولہ ہے۔

اب آیئے! اپنے اصل موضوع کی طرف چلتے ہیں اللہ تعالیٰ عزوجل ہمیں حق بات سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

وہابی دیوبندی تبلیغی جماعت
والوں کی بدعات

دیوبندی مکتبہ فکر والوں کی اپنے ہی اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 1

......دیوبندی مکتبہ فکر کا نیا عمل ''دعا بعد عیدین وخطبہ''......

دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء وا کابرین نے بعد نمازِ عیدین اور بعد خطبہ کے دعا مانگنے کو مسنون، مستحب اور جائز قرار دیا حالانکہ یہ عمل نہ ہی ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی صحابہ کرام الرضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے اور نہ ہی تابعین عظام الرضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔

آیئے پہلے آپ کی خدمت میں علماء دیوبند کے وہ حوالے پیش کرتے ہیں جن میں علماء دیوبند نے بعد نمازِ عیدین اور بعد خطبہ کے دعا مانگنے کو جائز، مسنون ومستحب قرار دیا ہے اور پھر اس کے بعد ہم وہ نظارہ بھی پیش کریں گے کہ دیوبندی علماء وا کابرین اپنے ہی اصولوں سے اس عمل کو جائز، مسنون ومستحب کہہ کر کس طرح بدعتی وگمراہ، شریعت میں دخل اندازی کرنے والے جاہل وگمراہ ثابت ہوتے ہیں۔

اشرفعلی تھانوی صاحب کا فتوی ''بعد نماز عیدین وخطبہ دعا مسنون''

☆......علماء دیوبند کے اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ

> **''بعد نمازِ عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا، گو نبی ﷺ اور انکے صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے <u>منقول نہیں</u>** مگر چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے **<u>اسلیئے بعد نمازِ عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا</u>''**

(بہشتی زیور، گیارہواں حصہ، عیدین کی نماز کا بیان، مسئلہ نمبر ۴)

معلوم ہوا کہ خود دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی کو اس بات کا اقرار ہے کہ یہ عمل نبی ﷺ اور انکے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے منقول نہیں لیکن اس کے باوجود تھانوی صاحب عمومی دلائل کی وجہ سے اس عمل کو مسنون (سنت) قرار دیتے ہیں۔

﴿دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ ”بعد نماز عیدین وخطبہ دعا مستحب“﴾

اسی طرح علماء دیوبند کے خالد محمود صاحب نے اپنی کتاب میں دارالعلوم دیوبند کے دو فتوے درج کیے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

”ہمارے حضرات اکابر مثل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور دیگر حضرات اساتذہ مثل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مدرس سابق مدرسہ ہذا اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحب صدر مدرس مدرسہ ہذا وغیرہم کا یہی معمول رہا ہے کہ **بعد عیدین کے بھی مثل تمام نمازوں کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے** اور احادیث میں بھی مطلقاً نمازوں کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے اس میں عیدین کی نماز بھی داخل ہے۔ **لہذا راجح ہمارے نزدیک یہی ہے کہ دعا بعد نماز عیدین بھی مستحب ہے** اور مولانا عبد الحیٔ صاحب کا فتوے بندہ نے بھی دیکھا تھا کہ **محض اس وجہ سے کہ عیدین کی نماز کے بعد دعا کا ذکر نہیں ہے**، دعا کا نہ ہونا معلوم نہیں ہوتا اور دیگر احادیث سے سب نمازوں کے بعد دعا ہونا ثابت ہے بس اس کو بھی اس پر محمول کیا جائے گا کیونکہ جب کلیۃ استجاب، دعا بعد صلوت کے ثابت ہو گیا **تو اب یہ ضرور نہیں کہ ہر ہر نماز کے بعد تصریح وارد ہو**، کما ھو ظاھر اور بہشتی گوہر میں بھی غالباً مولانا عبد الحیٔ صاحبؒ کے فتویٰ کے اتباع سے ایسا لکھا گیا ہے۔ بندہ کے نزدیک وہ مسلم نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

(عبقات ص ۱۱۳ مصنف خالد محمود دیوبندی)

دارالعلوم دیوبند کا دوسرا فتویٰ "بعد نماز عیدین وخطبہ دعا مستحب"

اسی کتاب میں خالد محمود دیوبندی نے دیوبندی مفتی محمد شفیع صاحب کا فتویٰ پیش کیا، انہوں نے لکھا کہ

"احادیث قولیہ میں نبی کریم ﷺ سے باسانید صحیحہ ہر نماز کے بعد جس میں نماز عید بھی داخل ہے، دعا مانگنے کی فضیلت اور ثواب منقول ہے، **اگرچہ احادیث فعلیہ میں عمل کی تصریح نہیں** مگر نفی بھی منقول نہیں۔ اس لئے احادیث قولیہ پر عمل کرنا اور ہر نماز کے بعد اور عیدین کے بعد دعا مانگنا جائز و مستحب ہوگا الخ۔ (عبقات ص ۱۱۳ مصنف خالد محمود)

ان تینوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ اکابر دیوبند کے نزدیک بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے مستحب ہے، مسنون ہے اور اکابرین علماء دیوبند کا اس پر عمل بھی رہا ہے۔

اب ہم دیوبندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... قرآن پاک کی کون سی آیت میں بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت موجود ہے؟
- ...... کون سی حدیث (صریح) میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی؟ کوئی ایک حدیث صریح پیش کر دیں۔
- ...... کوئی ایک روایت (دلیل خاص) پیش کر دیں جس میں ہو کہ خلفاء راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی تھی۔
- ...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین میں سے کسی نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی تھی؟
- ...... کیا تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین میں سے کسی نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی تھی؟
- ...... کیا تبع تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین میں سے کسی نے بعد نماز عیدین وخطبہ کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی تھی؟

میرے مسلمان بھائیو!

علماء دیوبند اپنے اس عمل پر اپنے اصول وقواعد بدعت کے مطابق ایک حوالہ بھی پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ مذکورہ بالا علماء دیوبند کے فتویٰ جات میں واضح طور پر اس بات کا بھی اقرار ہے کہ یہ عمل منقول نہیں ہے۔ لہذا اپنے

اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق علماء واکابرین دیوبند بعد نماز عید وخطبہ کے دعا کو جائز، مستحب، مسنون کہہ کر بدعتی وگمراہ ٹھہرے۔

دیوبندی ''فتاوی فریدیہ'' اور علماء دیوبند کی خانہ جنگی

معزز قارئین کرام! پچھلے صفحات پر آپ نے ملاحظہ کیا کہ اکابر علماء دیوبند نے اس دعا کو مستحب وجائز لکھا لیکن آیئے اب علماء دیوبند کے محدث کبیر فقیہ العصر مفتی محمد فرید جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتویٰ ملاحظہ کیجیے۔سوال وجواب دونوں پیش خدمت ہیں۔

سوال ...... : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دعا بعد از نماز عید کرنی چاہے یا از خطبہ عید؟ بینوا توجروا

الجواب ......: حضور ﷺ سے نماز عید کے بعد یا خطبہ عید کے بعد دعا کرنے یا نہ کرنے کے متعلق کوئی روایت ہمیں معلوم نہیں، **البتہ بظاہر نہ کرنا راجح معلوم ہوتا ہے، ولا النقل الینا**، نیز پیغمبر علیہ السلام سے اس کے منع کے متعلق بھی کوئی روایت مروی نہیں، پس قواعد کی رو سے یہ دعا عفو اور مباح ہے۔ **البتہ عوارض خارجیہ التزام وغیرہ کی وجہ سے ناجائز ہوگا**۔ وھو الموفق (فتاوی فریدیہ جلد ۳: باب صلاۃ العیدین ص ۲۰۲)

اب دیکھئے اشرفعلی تھانوی اور دار العلوم دیوبند کے مفتیان صاحبان تو اس عمل کو جائز ومسنون بتا رہے ہیں لیکن ان کے مقابلے میں خود انہی کے مفتی محمد فرید صاحب کا فتویٰ ہے کہ ''البتہ بظاہر نہ کرنا راجح معلوم ہوتا ہے ...... **البتہ عوارض خارجیہ التزام وغیرہ کی وجہ سے ناجائز ہوگا**۔

ضبط کرتا نہیں کنارہ ہنوز

ہے گریبان پارہ پارہ ہنوز

﴿سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے پہلے اصول سے اکابرین دیوبند بدعتی﴾

میرے مسلمان بھائیو! علماء دیوبند کے ہاں میلاد شریف، گیارہویں، عرس وغیرہ کے رد پر یہ اصول بڑے زور وشور سے بیان کیا جاتا ہے کہ جو کام نبی پاک ﷺ یا صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نہیں کیا ''ان کا نہ کرنا بھی ان کی سنت ہے اور اس کی مخالفت بدعت'' چنانچہ علماء دیوبند کے محدث اعظم وامام سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب ''راہ سنت'' میں اسی مسئلہ پر بڑا زور دیا اور نا سمجھی میں مختلف بزرگوں کی عبارات کو بطور دلیل پیش کرنے کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ

''ان تمام عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ باوجود محرک اور سبب کے <u>آنحضرت ﷺ کا کسی کام کو نہ کرنا ایسا ہی سنت ہے جیسا آپ کا کسی کام کو کرنا سنت ہے</u> اور جو شخص آپ کی اس سنت پر عمل نہیں کرتا وہ محدثین کرام کی تصریح کے مطابق بدعتی ہوگا'' (راہ سنت ۹۳)

تو اس اصول سے بھی اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب، دار العلوم دیوبند کے مفتیان صاحبان، رشید احمد گنگوہی صاحب، قاسم صاحب نانوتوی صاحب اور دیگر دیوبندی حضرات اساتذہ مثل محمد یعقوب، محمود الحسن وغیرہ بدعتی و گمراہ ٹھہرے۔

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو میرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

﴿سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے دوسرے اصول سے اکابرین دیوبند بدعتی﴾

اسی طرح سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب راہ سنت میں اس بات پر بڑا زور لگایا کہ جو کام نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین اور تابعین اور آئمہ مجتہدین سے منقول نہ ہو وہ بدعت ہے۔ چنانچہ مختلف عبارات درج کرنے کے بعد سرفراز صفدر کہتے ہیں کہ

''حضرات فقہاء احناف اس کو <u>مکروہ بھی کہتے ہیں اور بدعت بھی</u>۔ اور دلیل صرف اتنی ہی پیش کرتے ہیں <u>کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ وتابعینؒ سے منقول نہیں</u>...... ان

عبارات میں حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا خصوصیت سے حضرات فقہاء احناف نے ذکر کیا ہے کہ **چونکہ یہ یہ کام حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین سے منقول نہیں لہذا بدعت ہے**"(راہ سنت ص ۹۷،۹۸)

تو علماء دیوبند کا یہ اصول واضح ہوا کہ نبی پاک ﷺ یا صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین کا کسی کام کو نہ کرنا اور آپ ﷺ سے کسی کام کا منقول نہ ہونا بھی بدعت ضلالہ ہے۔تو اب سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کی ان عبارات اور بیان کردہ اصول وقواعد کے مطابق بھی اکابرین دیوبند (اشرفعلی تھانوی، دارالعلوم دیوبند کے مفتیان، رشید احمد گنگوہی، قاسم صاحب نانوتوی، محمد یعقوب محمود الحسن و دیگر تمام اکابرین و علماء دیوبند) بدعتی وگمراہ ٹھہرے کیونکہ عیدین وخطبے کے بعد دعا منقول نہیں جیسا کہ تھانوی نے لکھا کہ

"بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا، کو نبی ﷺ اور انکے صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں" (بہشتی زیور)۔

تو دیکھئے صاف کہتے ہیں کہ منقول نہیں لیکن اس کے باوجود یہ دیوبندی حضرات غیر منقول عمل (بقول سرفراز صفدر بدعتی عمل) پر عمل پیرا تھے اور ہیں۔لہذا علماء دیوبندی کا اپنا یہ عمل سرفراز صفدر دیوبندی کے اصول کے مطابق بدعت ٹھہرے اور اس کے عامل بدعتی وجہنمی ٹھہرے۔

یہ کیسے مرحلے میں پھنس گیا ہے میرا گھر یا لک
اگر چھت کو بچا بھی لوں تو پھر دیوار جاتی ہے

﴾سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے تیسرے اصول سے تھانوی و اکابر دیوبند بدعتی﴿

اسی طرح علماء واکابرین دیوبند نے عیدین وخطبہ کے بعد دعا کے جائز، مستحب ومسنون ہونے پر جن دلائل کا ذکر کیا ہے وہ عمومی دلائل ہیں، اب آیئے علماء دیوبند کے محدث اعظم سرفراز صفدر دیوبندی صاحب سے پوچھئے کہ علماء واکابرین دیوبند کے ایسے دلائل دینے پر ان پر کیا حکم عائد کریں گے؟ تو سرفراز صفدر صاحب اس مسئلہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ

> ''الغرض اہل بدعت کی یہی اصولی غلطی ہے کہ وہ احکامِ عامہ سے امورِ خاصہ ثابت کرنے کی بے جا سعی کرتے ہیں'' (راہ سنت: ص ۱۳۵)

یہی سرفراز صفدر دیوبندی مزید لکھتے ہیں کہ

> ''ان عبارات سے معلوم ہوا کہ احکامِ عامہ سے امورِ خاصہ کا اثبات ہرگز صحیح نہیں ہے، تاوقتیکہ ان کی تخصیص کے لئے الگ **اور مستقل خاص دلیل موجود نہ ہو**۔ کیونکہ شریعت کی کسی عام دلیل کو اپنی مرضی سے خاص کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ مطلق کو اس طرح مقید کر دینا اور عمومات کو اس طرح خصوص کے قالب میں ڈھال دینا، **یہی احداث فی الدین اور منصب تشریع پر دست اندازی ہے**'' (راہ سنت: ص ۱۳۳)

تو سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے مطابق اشرفعلی تھانوی دیوبندی اور دارالعلوم دیوبند کا یہ فتویٰ نہ صرف ان کی اصولی غلطی ہے بلکہ احداث فی الدین (بدعت) اور منصب تشریع پر دست اندازی بھی ہے۔ اب اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم علماء دیوبند کے عامر عثمانی دیوبندی کا وہ شعر پیش کر دیں جس میں انہوں نے خود علماء دیوبند کے بارے میں کہا تھا کہ

اسلاف کے دل بھی تیرے فتووں سے ہیں مجروح ۔۔۔ تکفیر کا یہ شوق فزوں دیکھ رہا ہوں

(تجلی دیوبند، مئی ۵۷ء: شمارہ نمبر ۳ جلد نمبر ۸)

﴿سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے چوتھے اصول سے اکابر دیوبند بدعتی﴾

اسی طرح سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے یہ اصول بھی بیان کیا بلکہ اپنی کتاب ''راہ سنت'' کے باب چہارم کا نام ہی یہ رکھا کہ

''عبادات کے اندر اپنی طرف سے اوقات اور کیفیات کا تعین کرنا بدعت ہے'' (راہ سنت: ۱۱۸)

اور پھر لکھتے ہیں کہ

''یہ ضروری نہیں کہ کوئی چیز اصل ہی میں بُری ہو تو وہ بدعت ہوگی بلکہ وہ اہم طاعات اور عبادات بھی جن کو شریعت نے مطلق چھوڑا ہے اُن میں اپنی طرف سے قیود لگا دینا یا ان کی کیفیت بدل دینا، یا اپنی طرف سے اوقات کے ساتھ متعین کر دینا، یہ بھی شریعت کی اصطلاح میں بدعت ہوگی اور شریعت اسلامی اس کو پسند نہیں کرے گی'' (راہ سنت: ۱۱۸)

اسی طرح دعا میں تجع کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے سرفراز صفدر دیوبندی نے لکھا کہ:

''اگر چہ دعا اپنے مقام پر ایک بہت بڑی عبادت ہے لیکن بقید تجع محض اس لئے منع ہے کہ آپ ﷺ سے اور آپ کے صحابہ کرامؓ سے ایسا ثابت نہیں...... غور تو کیجیے کہ کس طرح یہ اکابر آپ ﷺ کے عمل پر زیادتی وا ور تغیر ہیئت اور کیفیت کو بدعت قرار دیتے ہیں اور اس سے منع کرتے ہیں (راہ سنت: ۹۴، ۹۵)

تو اس اصول سے بھی علماء دیوبند خود ہی فیصلہ کرلیں کہ عیدین و خطبہ کے بعد غیر منقول دعا بدعت ٹھہری کہ نہیں؟ اور اکابرین و علماء دیوبند بدعتی و گمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟ واضح طور پر سرفراز صفدر کے ہاتھ اکابرین علماء دیوبند کے گریبانوں کو چاک کرتے نظر آرہے ہیں۔ مزید تبصرے کی بجائے عامر عثمانی دیوبندی کا شعر پیش خدمت ہے جس میں وہ خود علماء دیوبند سے مخاطب ہیں کہ

اللہ رے یہ مسند افتاء کی اہانت!　　　اپنوں کا بھی ہوتا ہوا خوں دیکھ رہا ہوں

(تجلی دیوبند، مئی ۱۹۵۷ء شمارہ نمبر ۳ جلد نمبر ۸)

یہاں پر خاص طور پر ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ دعا ایک عبادت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث

شریف میں بھی موجود ہے۔

"الدعاء ھو العبادۃ" (رواہ احمد والترمذی وابوداود والنسائی وابن ماجۃ وغیرہ)

اورخود علماء دیبند کے مفتی اعظم سرفراز خان صفدر نے اپنی کتاب "راہ سنت" میں دعا کے بارے میں لکھا کہ

"اگرچہ دعا اپنے مقام پر ایک بہت بڑی عبادت ہے" (راہ سنت: ۹۴)

اور جب دعا عبادت ہے تو عیدین وخطبہ کے بعد یہ عبادت (دعا بعد نماز عیدین وخطبہ) نبی پاک ﷺ صحابہ، تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت نہیں تو علماء دیوبند کے اصول وقواعد بدعت کے مطابق ایسی عبادت بھی بدعت ضلالہ ٹھہری اور علماء دیوبند بھی بدعتی وگمراہ ٹھہرے۔

ایک تاویل کا ازالہ

تاویل ......: ممکن ہے کہ کوئی دیوبندی صاحب یہ کہہ دے کہ چلو منقول نہیں لیکن اس میں حرج کیا ہے؟ گناہ کیا ہے؟ خرابی کیا ہے؟

ازالہ......: تو اس تاویل کا جواب بھی سرفراز صفدر دیوبندی صاحب ہی سے پوچھ لیجیے، کہتے ہیں کہ

"اور یہی اہل بدعت کا وطیرہ ہے کہ وہ اپنی خواہش اور عقل کو ہر مقام پر دخل دیتے ہیں کہ اس میں کیا حرج ہے؟ اس میں کیا گناہ اور عیب ہے؟ اس میں کیا خرابی ہے؟ یہ بھی جائز ہے، یہ بھی مستحب ہے اور کار ثواب ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر اس پر انہوں نے مطلقاً غور نہ کیا کہ اگر ایک چیز مطلق جائز ہے تو قید لگانے سے شاید وہ جائز نہ ہو...... الغرض اہل بدعت کی یہی اصولی غلطی ہے کہ وہ احکام عامہ سے امور خاصہ ثابت کرنے کی بے جا سعی کرتے ہیں"

(راہ سنت ص ۱۳۵)

اس مقام پر بھی عامر عثمانی دیوبندی کا شعر جو انہوں نے دیوبندیوں کے بارے میں کہا وہ عرض ہے کہ

کیا گردش دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ دیوبند تیرا حال زبوں دیکھ رہا ہوں

(تجلی دیوبند، مئی ۱۹۵۷ء شمارہ نمبر ۲ جلد نمبر ۸)

نوٹ: سرفراز صفدر کی کتاب "راہ سنت" کا منہ توڑ مدلل جواب مناظر اہلسنت مفتی محمد عبدالمجید خان سعیدی رضوی صاحب نے

چار جلدوں میں بنام "البرھان القاطع فی الرد علی المنہاج الواضح" المعروف "مصباح سنت بہ جواب راہِ سنت" دے دیا ہے۔ اس کا لازمی مطالعہ کیجیے۔

......عیدین وخطبہ کے بعد دعا اور دعا بعد نماز جنازہ......

اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب نے صاف لکھا کہ مذکورہ عمل "منقول نہیں مگر چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اسلئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہو گا۔" (بہشتی زیور) دار العلوم دیوبند کے فتوے کے مطابق "احادیث میں بھی مطلقاً نمازوں کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے اس میں عیدین کی نماز بھی داخل ہے" (عبقات)

تو اب ہم کہتے ہیں کہ اسی اصول کے مطابق بعد نماز جنازہ کی دعا بھی ثابت ہوئی کہ نہیں؟ جب بقول علماء دیوبند کے مطلقاً نمازوں کے بعد دعا والی احادیث میں عیدین کی نماز کی دعا بھی داخل ہے تو پھر نماز جنازہ اس مطلق سے کیوں کر خارج ہے؟

لہذا علماء دیوبند کے اس استدلال سے بعد "نماز جنازہ" دعا کرنا بھی مستحب ٹھہرا۔ لیکن نمازِ جنازہ کے بعد دعا کے بارے میں تو دیوبندی مکتبہ فکر کے حضرات اس قدر متشدد ہیں کہ دعا کرنے والوں سے جھگڑے کرتے ہیں، دعا کے موقع پر جان بوجھ کر دنیاوی باتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی مشغول رکھتے ہیں کہ کہیں دعا میں شریک نہ ہو جائیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ.

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا کے بارے میں تو دیوبندی حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ عمل نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین وتبع تابعین سے منقول نہیں اس لئے بدعت ہے لیکن عیدین کے بعد دعا کے بارے میں باوجود اس اقرار کے کہ یہ منقول نہیں اس کے باوجود اپنے اس عمل کو جائز ومستحب بتاتے ہیں۔ یہاں منقول نہ ہونے کو بدعت نہیں کہتے، یہ علماء دیوبند کا بدترین تضاد نہیں تو اور کیا ہے؟

پھر دار العلوم دیوبند کے مفتی صاحبان کے مطابق "احادیث سے سب نمازوں کے بعد دعا ہونا ثابت ہے بس اس کو بھی اس پر محمول کیا جائے گا کیونکہ جب کلیۃ استحباب، دعا بعد صلوت کے ثابت ہو گیا تو اب یہ ضرور نہیں کہ ہر ہر نماز کے بعد تصریح وارد ہو" (عبقات) تو جناب جب یہ ضروری نہیں تو پھر نماز جنازہ کے بعد دعا کی تصریح کیوں ضروری ٹھہری؟

آخر علمائے دیوبند کو اس طریقۂ استدلال کا حق کس نے دیا کہ جن اصولوں سے وہ دعا بعد عیدین کو جائز و مستحب قرار دیتے نظر آتے ہیں انھیں اصولوں کو نماز جنازہ کے بعد والی دعا کے جواز کے حق میں مسترد کر دیتے ہیں؟ کیا یہ بقول مولوی سرفراز صفدر دیوبندی "منصب تشریع پر دست اندازی" نہیں ہے؟

ثابت ہوا کہ علمائے دیوبند کا یہ بدلتا ہوا رنگ دراصل اپنے اور بیگانے کے فرق کا ہی نتیجہ ہے کہ خود ہی اصول گڑھیں کبھی اس کو قبول کریں تو کبھی مردود کریں۔ خود پر آئے تو مستحب و مسنون جانیں اور دوسروں کی بات آئے تو بدعت و ممنوع کہیں۔ کیا یہ شریعت مطہرہ کے ساتھ ایک بھونڈا مزاق نہیں ہے؟

......دار العلوم دیو بند اور سرفراز صفدر صاحب دست و گریبان

قارئین کرام آپ نے پچھلے صفحات پر فتاوی دار العلوم دیوبند کا مکمل فتویٰ ملاحظہ فرمایا ہے۔ جس میں علماء دیوبند نے ایک شرعی مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے سب سے پہلے جواز ثابت کرنے کے لیے اپنے اکابرین و علماء دیوبند کے ناموں کی فہرست درج کر دی۔ ذرا ملاحظہ کیجیے کہتے ہیں کہ

> "ہمارے حضراتِ اکابر مثل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور دیگر حضراتِ اساتذہ مثل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مدرس سابق مدرسہ ہذا اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحب صدر مدرس مدرسہ ہذا وغیرہم کا یہی معمول رہا ہے کہ **بعد عیدین کے بھی مثل تمام نمازوں کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے**" فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ
>
> (عبقات ص ۱۱۳ مصنف خالد محمود دیوبندی)

جناب والا! اب ہم علماء دیوبند سے سرفراز صفدر کے ہی اصول پر یہ سوال کرتے ہیں کہ ان ناموں میں صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین کا نام کہاں ہے؟ حضرات ائمہ مجتہدین اور مستند محدثین کا نام کہاں ہے؟ یا آپ حضرات نے اپنے دیوبندی علماء و اکابرین کو صحابہ اور ائمہ مجتہدین میں شامل کر دیا ہے؟ یاد رہے کہ پلٹ کر یہ سوال آپ ہم سے نہیں کر سکتے کیونکہ یہ اصول تو آپ دیوبندی حضرات کے امام سرفراز صفدر نے بیان کیا، جب میلاد شریف کے جواز پر ایک فہرست انوار ساطعہ میں پیش کی گی تو آپ کے سرفراز صفدر دیوبندی نے اس پر یوں اعتراض کیا تھا۔

> "مولوی عبد السمیع صاحب (وغیرہ) جب آئے تو انہوں نے اپنے دل کی تسکین اور اپنے

حواریوں کی تشفی کے لئے تہتر[۷۳]ناموں کی فہرست بھی دے دی کہ یہ حضرات عمل مولد کو مستحسن سمجھتے ہیں (انوار ساطعہ ۲۴۸، ۲۵۰)

''مگراس پر غور نہ کیا کہ حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین کا نام بھی ان میں ہے یا نہیں؟ حضرات آئمہ مجتہدین اور مستند محدثین کا ذکر بھی ہے یا نہیں؟......اور جو بعض محقق عالم ہیں، وہ خود قیاس فاسدہ کی غلطی کا شکار ہیں'' (راہ سنت: ۱۶۵، ۱۶۶)

پھر اسی طرح جب میلاد شریف کے موضوع پر یہ کہا گیا کہ اہل سنت حنفی بریلوی اور علماء دیوبند کے متفقہ پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کا انعقاد کرتے تھے تو اس کے رد پر دیوبندی علماء نے جواب دیا کہ

''پھر (پیر و مرشد علماء دیوبند) حاجی صاحبؒ کسی شرعی دلیل کا نام نہیں ہے۔لہذا حاجی صاحبؒ کا ذکر کرنا سوالات، شرعیہ میں بے جا ہے۔ فتاوی رشیدیہ ج ا ص ۹۸

(راہ سنت: ص ۱۶۶)

میرے مسلمان بھائیو! خدارا! انصاف کیجیے اور دیکھئے کہ جب ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذکر میلاد النبی ﷺ کا معاملہ آیا تو دیوبندیوں نے سب بزرگوں کو رد کر دیا اور کسی بزرگ کے عمل کو بطور تائید بھی قبول نہ کیا۔لیکن جب خود علماء دیوبند کے اپنے گھر کا معاملہ آیا تو ایسا مسئلہ جس پر کوئی دلیل خاص موجود نہیں، نبی پاک ﷺ، صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین کا عمل بھی منقول نہیں لیکن چونکہ معاملہ علماء دیوبند کے گھر کا تھا اس لیے یہاں علماء دیوبند کے ناموں کی فہرست پیش کرتے ہوئے قطعاً کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ ہوئی۔یہ ہے علماء دیوبند کی دورخی پالیسی اور ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ سے کھلی عداوت! اس پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجیے

سوال یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے علماء کا ایک شرعی مسئلہ میں اپنے دیوبندی علماء کے ناموں کی فہرست لکھ کر پیش کرنا (بمطابق سرفراز صفدر دیوبندی) کیا ان علماء دیوبند کے اسماء کسی دلیل شرعی کا نام ہے؟ کیا ان علماء دیوبند کے اسماء کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا نہیں؟ کیا یہ علماء خود قیاس فاسدہ کی غلطی کا شکار نہیں؟ تو سرفراز صفدر کے اصول سے تو دارالعلوم دیوبند کے فتوے کا آغاز ہی غیر شرعی ولغو ٹھہرا۔مبارک ہو!!

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 2

......دیوبندی مکتبہ فکر کا عمل ''زبان سے نماز کی نیت''......

آیئے اب اصولِ وہابیہ دیابنہ کے مطابق دیوبندیوں وہابیوں کی ایک اور مشہور بدعت ملاحظہ کیجیے۔ زبان سے نماز کی نیت کرنا نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام وتابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت نہیں جس کا اقرار خود علماء دیوبند نے بھی کیا ہے چنانچہ ''فتاوی دارالعلوم دیوبند'' حاشیہ میں لکھا ہے کہ

"اذ لم ینقل عن المصطفی ﷺ ولا الصحابہ ولا التابعین" زبان سے نیت کرنا نہ تو مصطفی ﷺ سے منقول ہے اور نہ صحابہ کرام سے ثابت ہے نہ تابعین عظام سے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد دوم، کتاب الصلوۃ، حاشیہ نمبر ۱ ص ۱۱۰)

اسی طرح دیوبندی مولوی عبدالشکور صاحب نے بھی لکھا کہ ''زبان سے نیت کہنا نبی ﷺ اور صحابی رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں'' (علم الفقہ: ص ۱۷۰، حصہ دوم)

قارئین کرام! آپ حیران ہوں گے کہ اہل سنت وجماعت حنفی بریلوی سے تو ہر ہر معاملے میں قرآن وحدیث اور عمل صحابہ وتابعین علیہم الرضوان اجمعین سے دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن جب علماء وہابیہ کے گھر کا معاملہ ہو تو علمائے وہابیہ باوجود یہ کہ ''نیتِ نماز کرنا منقول ہی نہیں'' لیکن اس کے باوجود اسے نیت کو جائز ومستحب قرار دیتے ہیں، اور کسی دلیل خاص اور فعل نبی ﷺ یا عمل صحابہ وتابعی علیہم الرضوان اجمعین کی یہ ضرورت تک محسوس نہیں کرتے۔

......دیوبندی عبدالشکور صاحب کا فتویٰ زبان سے نیت جائز ومستحب......

چنانچہ دیوبندیوں کے مولوی عبدالشکور صاحب نے بھی لکھا کہ

''زبان سے نیت کہنا نبی ﷺ اور صحابی رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں...... مگر ہمارے فقہاء نے اس کو جائز **بلکہ مستحب کہا''** (علم الفقہ: ص ۱۷۰، حصہ دوم)

تو دیکھئے دیوبندی بزرگ خود قبول کررہے ہیں کہ یہ عمل منقول تو نہیں لیکن اس کے باجود جائز ومستحب ہے۔ یاد رہے کہ یہ ''علم الفقہ'' علماء دیوبند کی عام کتاب نہیں بلکہ اس کتاب ''علم الفقہ'' کے ص ۲۳ میں یہ لکھا ہے کہ اس کتاب میں نمبر

مسئلہ میں وہی قول لکھا جائے گا جس پر فتویٰ ہے' اور دیوبندیوں کے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع نے اس کتاب پر تقریظ بھی لکھی اور اس کو بہترین کتاب قرار دیا ہے۔لہذا کوئی دیوبندی اس کتاب کو غیر معتبر بھی نہیں کہہ سکتا۔

......دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ زبان سے نیت بدعت نہیں جائز ہے......

دارالعلوم دیوبند کے مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی دیوبندی سے پوچھا گیا کہ **"آیا تلفظ بہ نیت نماز بدعت است؟"** (یعنی کیا نماز کی نیت زبان سے کرنا بدعت ہے؟) تو اس کے جواب میں دارالعلوم دیوبند کے مفتی نے فتویٰ دیا۔

> **"تلفظ بہ نیت نماز بدعت نیست"** (یعنی زبان سے نماز کی نیت کرنا بدعت نہیں)
>
> (فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد دوم، کتاب الصلوۃ، سوال نمبر ۲۳۶ ص ۱۱۰)

تو دیکھیے اس میں بھی دیوبندی مفتی نے یہ اقرار کیا کہ زبان سے نماز کی نیت بدعت نہیں۔

......دارالعلوم دیوبند کا دوسرا فتویٰ زبان سے نیت مستحب

☆......اسی طرح سوال نمبر ۲۳۹ کیا گیا کہ "منیۃ المصلی میں لکھا ہے کہ نماز کی نیت کے الفاظ زبان سے کہنے مستحب ہیں اور دل سے نیت کرنی فرض ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ زبان سے نیت کرنی بدعت ہے"

تو اس سوال کے جواب میں دیوبندی مفتی کہتے ہیں کہ

> "صحیح یہ ہے کہ زبان سے الفاظ نیت کہنے میں کچھ حرج نہیں **بلکہ مستحب ہے** لیکن ضروری ہے کہ دل میں بھی نیت کرے۔**حنفیہ کا محقق مذہب یہی ہے**" (فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد دوم، کتاب الصلوۃ، سوال نمبر ۲۳۹ ص ۱۱۱)

تو یہاں پر بھی دیوبندی مفتی صاحب نے زبان سے نیت کرنے کو مستحب قرار دیا۔اسی طرح مزید ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ کیجیے۔

......دارالعلوم دیوبند کا تیسرا فتویٰ زبان سے نیت مستحب

☆......سوال نمبر ۲۴۰ کیا گیا کہ "زید کہتا ہے کہ زبان سے نیت کرنا بدعت ہے عمر کہتا ہے کہ سنت ہے" تو دارالعلوم دیوبند کے مفتی نے یہ فتویٰ دیا کہ

"اصل نیت دل سے ہے اور زبان سے کہنے کو بھی فقہاء کرام نے مستحب لکھا ہے۔ در مختار میں ہے و **المعتبر فیھا عمل القلب الازم للارادة الخ و التلفظ بھا مستحب فھو المختار الخ**" (فتاوی دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد دوم، کتاب الصلوۃ، سوال نمبر ۲۴۰ ص ۱۱۱)

ان تینوں فتووں میں دار العلوم دیوبند کے مفتی صاحب نے زبان سے نیت کو نہ صرف جائز لکھا بلکہ مستحب قرار دیا۔

دیوبندی انبیٹھوی صاحب کا فتویٰ یہ نیت جائز "ملحق بالسنۃ"

اسی طرح علماء دیوبند کی مستند ترین کتاب براہین قاطعہ میں زبان کے ساتھ نیت کو ملحق بالسنۃ قرار دیا۔

"اور نیت کا لفظ جو بدعت نہ ہوا تو اس کی دلیل جواز کی موجود ہے کہ حج میں تلفظ لسان حدیث میں وارد ہے اور نیت قلبی کو کہ فرض ہے اس سے قوت بلکہ بعض وقت بدون اس کے حاصل ہی نہیں ہوتی لہذا ملحق بالسنۃ ہوگی" اھ بلفظہ ملاحظہ ہو۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۴۷، ۴۹)

عبارت ہذا میں انبیٹھوی صاحب نے کسی صریح معیاری دلیل کے قائم کیے بغیر محض اپنے قیاس سے نماز کی نیت زبان سے کرنے کو جائز ہی نہیں ملحق بالسنۃ بھی قرار دیا ہے۔

نوٹ......: دیوبندی امام کی جہالت دیکھیں کہ نیت کو شرط کی بجائے "فرض" کہہ رہا ہے۔

......دیوبندی مناظر اوکاڑوی کے مطابق زبان سے نیت کرنا بدعت حسنہ ہے......

اسی طرح علماء دیوبند کے وکیل و مناظر محمد امین صفدر اوکاڑی لکھتے ہیں کہ

"زبان کی محض رعایت کا کوئی اعتبار نہیں، ہاں اگر دل کے ارادہ کی مضبوطی کے لئے زبان سے نیت کرے تو بہتر ہے (عالمگیری) **احبہ السلف** سلف نے **اس کو پسند فرمایا ہے** (در مختار ص ۲۷۹ ج ۱) کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہے اور **یہ بدعت حسنہ ہے** کیونکہ اس کو مشائخ نے مستحسن قرار دیا ہے تاکہ دل کی نیت مضبوط ہو اور دل کے وسواس دفع ہوں۔ شرح نقایہ ص ۶۷ ج املا علی القاریؒ" (تجلیات صفدر جلد: 1 ص 353 مسعودی فرقہ کے سوالات کے جوابات)

اسی طرح فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے کہ "جب کہ حلیہ میں ہے کہ شبہ یہ ہے کہ بدعت حسنہ ہے [سئیہ نہیں] ۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد دوم، کتاب الصلوۃ، حاشیہ نمبر ا ص ۱۱۰)

تو دیکھئے زبان سے نیت کو پسند بھی کیا گیا اور پھر یہ تسلیم بھی کیا گیا کہ یہ ہے تو بدعت، لیکن "بدعت حسنہ" ہے۔

......"بدعت حسنہ" کا اقرار......

عام طور پر علماء دیوبند حضرات بدعت حسنہ کا انکار کرتے نظر آتے ہیں لیکن جب علماء دیوبند خود کسی عمل کو اختیار کرنا چاہیں تو اس وقت بدعت حسنہ بھی مان لیتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا حوالے زبان کے ساتھ نیتِ نماز کو بدعت حسنہ کہا گیا لیکن جب ذکر رسول ﷺ کی بات آئے تو یہی دیوبندی علماء حضرات "بدعت حسنہ" کا انکار کردیتے ہیں اور کل بدعۃ ضلالہ کہہ کر رد کرتے ہیں، گویا گھر کی بات آئے تو سب قبول لیکن جب ذکر رسول ﷺ کی بات آئے تو یہی سب کچھ پس پشت ڈال کر بدعت بدعت کی رٹ لگاتے ہیں ۔معاذ اللہ !!تو یہاں سے اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کا یہ مواقف بھی درست ثابت ہوا کہ بدعت کی ایک قسم "حسنہ" بھی ہوتی ہے۔جو جائز وقابل عمل ہوتی ہیں ،اور صرف بدعت ضلالہ ہی منع ہے۔

......دیوبندی اشرفعلی تھانوی صاحب کے الفاظِ نیت

علماء دیوبند کے اشرفعلی تھانوی بہشتی زیور میں لکھتے ہیں

اگر زبان سے نیت کہنا چاہے تو اتنا کہہ دینا کافی ہے نیت کرتی ہوں میں آج کے ظہر کے فرض کی اللہ اکبر یا نیت کرتی ہوں میں ظہر کی سنتوں کی اللہ اکبر"

(بہشتی زیور حصہ دوئم ص ۸۲)

اسی طرح متعدد دیوبندی علماء نے نیت کے مختلف الفاظ تحریر کیے ہیں ۔مگر ہم علماء دیوبند کی بڑی معتبر شخصیت اشرفعلی تھانوی صاحب ہی کے حوالہ پر ہی اکتفاء کرتے ہیں کیوں کہ یہی وہ ذات ہے جس کے پاؤں دھوکر پینا دیوبندی دھرم میں نجات اخروی کا سبب ہے۔

اب ہم دیوبندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کیا نبی پاک ﷺ نے نماز شروع کرنے سے قبل زبان سے نماز کی نیت کی تھی؟ یا زبان کے ساتھ نیت کرنے کا حکم دیا تھا؟ اگر دیا تو نیت کے وہ الفاظ بتائیں جو سرکار ﷺ نے سکھائے ہیں؟

۞...... کیا خلفاء راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے نماز شروع کرنے سے قبل زبان سے نماز کی نیت کی تھی؟ اگر کی تھی تو بتائیں کہ وہ کن الفاظ کے ساتھ نیت کرتے تھے؟

۞...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نماز شروع کرنے سے قبل زبان سے نماز کی نیت کی تھی؟ اگر کی تھی تو بتائیں کہ وہ کن الفاظ کے ساتھ نیت کرتے تھے؟

۞...... کیا تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نماز شروع کرنے سے قبل زبان سے نماز کی نیت کی تھی؟ اگر کی تو بتائیں کہ وہ کن الفاظ کے ساتھ نیت کرتے تھے؟

۞...... "حضور اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں تیس ہزار سے زائد نمازیں ادا فرمائیں مگر آپ سے کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے بایں الفاظ زبان کے ساتھ نیت فرمائی" تو پھر آپ حضرات علماء دیوبند اس مروجہ عمل کو مستحب کہہ کر کیوں عمل کر رہے ہیں؟

۞...... پھر جب نماز کی نیت نبی پاک ﷺ، صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کی تو آپ کے اپنے اصول و قواعد بدعت کے مطابق یہ عمل بدعت ہوا اور اکابرین علماء دیوبند بدعتی ٹھہرے تو پھر یہاں آپ بدعت کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے؟

۞...... پھر یہ بھی بتائیں کہ جو کام رسول اللہ ﷺ، صحابہ یا تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا وہ آپ کے نزدیک اچھا اور کار ثواب کیوں کر ہو سکتا ہے؟

۞...... پھر جب اکابرین علماء دیوبند یہ تسلیم کرتے ہیں کہ نماز کی نیت نبی پاک ﷺ، صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے منقول نہیں تو پھر علماء دیوبند ایسے کام کو جائز و مستحب و ملحق بالسنۃ کس دلیل خاص سے قرار دے رہے ہیں؟

۞...... پھر آپ کے علماء دیوبند نے اس عمل کو مستحب لکھا تو مستحب کی تعریف بیان کریں نیز یہ بھی بتائیں کہ کیا ایسا کام جو رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے منقول ہی نہ ہو وہ آپ کے خود ساختہ اصول

بدعت کے پیش نظر مستحب کیوں کر ہوسکتا ہے؟

یاد رہے کہ علماء دیوبند نے زبان سے نماز کی نیت کو مستحب قرار دیا اور مستحب ایسا عمل ہوتا ہے جس پر عمل کرنا ثواب ہے (دیکھو اصلی بہشتی گوہر: حصہ یازدہم، اصطلاحات ضروریہ ص ۲۳ے) تو زبان سے نماز کی نیت کرنا علماء دیوبند کے نزدیک صرف جائز ہی نہیں بلکہ ثواب کا کام ٹھہرا۔ اور ہر نیا کام جس کو ثواب سمجھ کر کیا جائے خود علماء دیوبند کے اصول وقواعد کے مطابق بدعت ضلالہ کہلاتا ہے لہذا اب یا تو علماء دیوبند اس عمل کو بدعت قرار دیکر اکابرین دیوبند کو بدعتی وجہنمی قرار دیں یا پھر اس کا ثبوت اپنے اصول وقواعد کے مطابق دلیل خاص سے پیش کریں۔

ثبوت پیش کریں! مطالبہ

زبان کے ساتھ نماز کی نیت کو علماء دیوبند نے جائز ومستحب (ثواب) لکھا تو ہم تمام علماء دیوبند سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنے اصول وقواعدِ بدعت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں نبی کریم ﷺ کی کوئی ایک حدیث یا خلفاء راشدین یا دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین یا تابعین علیہم الرضوان اجمعین کا کوئی ایک حوالہ پیش کردیں جس میں اس کا واضح ثبوت ہو لیکن ان شاء اللہ عزوجل! قیامت تک علماء دیوبند ایک حوالہ بھی پیش نہیں کرسکتے۔

بدعت حسنہ کے منکرین حضرات توجہ فرمائیں

الحمدللہ عزوجل! ہم اہلسنت تو بدعت حسنہ کے قائل ہیں لیکن دیوبندی، سعودی اور اہلحدیث مکاتب فکر کے علماء حضرات بدعت حسنہ کے قائل نہیں تو وہ سب حضرات جو بدعت حسنہ کے قائل نہیں زبان کے ساتھ نیت نماز کو بدعت حسنہ کہنے کا حق نہیں رکھتے۔ بلکہ علماء واکابرین امت کے مطابق ان کا یہ عمل بدعت وگمراہی ہے۔ آیئے ذرا ملاحظہ کیجیے!

۞ ...... علامہ احمد قسطلانی فرماتے ہیں یعنی

"نبی اکرم ﷺ کا زبان کے ساتھ لفظاً نیت کرنا منقول نہیں اور نہ ہی آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو تلفظ بالنیۃ کی تعلیم دی اور نہ ہی آپ نے اس کی تلقین فرمائی"

(المواہب اللدنیہ جلد چہارم ۲ے)

۞ ...... اسی طرح مرقات ومواہب لدنیہ میں ہے کہ

"حضور اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں تیس ہزار سے زائد نمازیں ادا فرمائیں مگر آپ سے کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے بایں الفاظ زبان کے ساتھ نیت فرمائی"

(مرقات جلد اول: ۴۷، المواہب اللدنیہ جلد چہارم ۷۳)

۞ ...... غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے امام ابن قیم نے زاد المعاد جلد اول ص ۲۰۱ رمیں اور اسی طرح ابوالحسن مبشر احمد ربانی نے اپنی کتاب "آپ کے مسائل" ص ۱۱۳ ر پر واضح طور پر لکھا ہے کہ:

"نبی کریم ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس سے پہلے کچھ نہ کہتے اور نہ زبان سے نیت کرتے اور نہ یوں کہتے کہ میں چار رکعت فلاں نماز منہ طرف قبلہ کے امام یا مقتدی ہو کر پڑھتا ہوں اور نہ ادا یا قضا یا فرض وقت کا نام لیتے۔ یہ دس بدعات ہیں اس بارے میں ایک لفظ بھی کسی نے رسول اللہ ﷺ سے سند صحیح یا سند ضعیف یا مرسل سے قطعاً نقل نہیں کیا بلکہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنھم میں سے کسی ایک سے بھی ایسا منقول نہیں اور نہ ہی کسی تابعی نے اسے پسند کیا اور نہ آئمہ اربعہ نے"

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد اول: ص ۱۱۳)

۞ ...... اسی طرح غیر مقلدین اہلحدیث وسعودیوں کے امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ:

"اگر کوئی انسان سیدنا نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر بھی تلاش کرتا رہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے زبان سے نیت کی ہو تو وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو گا سوائے سفید جھوٹ بولنے کے اگر اس میں بھلائی ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے پہلے کرتے اور ہمیں بتا کر جاتے"

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد اول: ص ۱۱۳)

تو جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام وتابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کسی بھی طرح زبان سے نیت کرنا ثابت نہیں تو علمائے دیوبند کے اپنے اصول بدعت کے پیش نظر یقیناً یہ عمل بھی بدعت

ٹھہرا اور سارے دیوبندی اس بدعت کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے بدعتی ہوئے۔

اہل سنت وجماعت کے موقف کی تائید

مگر ہم اہل سنت وجماعت کا موقف یہ ہے کہ اگر نیا کام اچھا ہو اور خلاف شرع نہ ہو تو اس کے کرنے میں کچھ حرج نہیں، ہمارے علماء نے بدعت حسنہ کے تحت ایسی باتوں پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔

۞ ...... ''فقیہ حضرت ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ زبان سے نماز کی نیت کرنے کے متعلق لکھتے ہیں کہ

''امام ابن الہمام نے بعض حفاظ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بطریق صحیح نہ ہی بطریق ضعیف ثابت ہے کہ آپ نماز شروع کرتے وقت زبان سے کچھ نہ کچھ کہتے تھے اور صحابہ اور تابعین سے بھی منقول نہیں بلکہ اتنا منقول ہے کہ جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے' وھذہ بدعۃ لکن عدم النقل و کونہ بدعۃ لاینافی کونہ حسنا '
زبان سے نیت کرنا بدعت [نیا کام] ہے لیکن عدم نقل اور اس کا بدعت [نیا] ہونا اس کے حسن [اچھا و جائز] ہونے کے منافی نہیں۔ (کبری شرح منیہ صفحہ ۲۹۶)۔

حیرت ہے کہ علمائے دیوبند ایک طرف تو بدعت حسنہ کا انکار کرتے ہیں مگر دوسری طرف خود ان کے فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں بدعت حسنہ کو تسلیم کیا گیا چنانچہ نیت کے موضوع ہی میں یہ گفتگو موجود ہے کہ:

''و قال فی الحلیۃ و لعل الاشبہ انہ بدعۃ حسنۃ'' جب کہ حلیہ میں ہے کہ شبہ یہ ہے کہ بدعت حسنہ ہے [سیئہ نہیں]۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد دوم، کتاب الصلوۃ، حاشیہ نمبر ا ص ۱۱۰)

دیکھئے اقرار ہے کہ نبی پاک ﷺ، صحابہ و تابعین سے منقول نہیں لیکن اس کا نیا ہونا حسن ہونے کے منافی نہیں اور یہ بدعت حسنہ ہے تو جناب یہی اصول ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ، گیارہویں شریف اور عرس و فاتحہ وغیرہ کے بارے میں بھی تسلیم کیوں نہیں کر لیتے؟

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ علماء دیوبند کے اکابرین جو کام کریں وہ سب جائز و مستحب قرار پائے بلکہ وہاں بدعت حسنہ بھی قبول کر لی جائے لیکن اہل سنت حنفی بریلوی کی بات آئے تو یہی اصول چھوڑ کر بدعت بدعت کی رٹ لگائی

جائے۔ بہر حال علماء دیوبند کا یہ عمل بھی خود دیوبندیوں کے اصولوں کے مطابق بدعت ہے اور وہ تمام دیوبندی علماء واکابرین جنہوں نے اس عمل کو جائز و مستحب کہا اپنے ہی اصولوں سے بدعتی و گمراہ ٹھہرے۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 3

﴿دلائل الخیرات "دیوبندی مستند کتاب" کے غیر منقول اوراد و وظائف! بدعت﴾

اب علماء دیوبند کے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق خود علماء دیوبند کی تیسری بدعت ملاحظہ کیجیے۔ دیوبند مکتبہ فکر کی کتاب المہند میں "دلائل الخیرات" اور اس میں موجود غیر منقول درود شریف اور ذکر و اذکار کے بارے میں لکھا ہے کہ:

> "ہمارے نزدیک حضرت ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر وثواب طاعت ہے **خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو** یا درود شریف کے دیگر رسائل مولفہ کی تلاوت سے ہو، لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ حضرت سے منقول ہیں **کو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہوہی جائیگا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا**۔۔۔۔۔۔خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور **دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے** (المہند صفحہ ۴۱،۴۲)

اسی طرح علماء دیوبند نے لکھا کہ

> "**دلائل الخیرات** کا اکثر حصہ چونکہ درود شریف پر مشتمل ہے اس لیے اسے **بطور وظیفہ پڑھنا جائز ہے بلکہ ثواب کا کام** اور رحمتوں کے نزول کا ذریعہ ہے"
>
> (فتاویٰ حقانیہ جلد۲ ص۲۵۲)

قارئین کرام! دیکھیں کہ اکابرین علماء دیوبند نے دلائل الخیرات میں موجود غیر منقول درود شریف، ذکر و اذکار کو مستحب (کار ثواب عمل) قرار دیا ہے اور ان کے اکابرین اس کو پڑھا بھی کرتے تھے۔ تو اب ہم اس پر علماء دیوبند سے چند سوالات دریافت کرنے سے قبل ان کے اپنے گھر سے چند اصول وقواعد پیش کرتے ہیں تا کہ مسئلہ اور مسئلے کی نوعیت سمجھنے میں آسانی ہو۔

……بدعت کے بارے میں علماء دیوبند کے اصول وقواعد……

دیوبندی مکتبۂ فکر کے امام سرفراز صفدر صاحب کا حوالہ ملاحظہ کیجیے جس میں انہوں نے یہ کہا کہ جو کچھ نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین اور خیر القرون سے ثابت ہے صرف وہی دین ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''کیونکہ جو کچھ انہوں (نبی پاک ﷺ، صحابہ، اہل خیر القرون) نے فعلاً یا ترکاً کیا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت بے دینی'' (راہ سنت: باب ہفتم ص ۱۶۰)

یہی سرفراز صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''دین صرف وہی ہے جو ان حضرات (خیر القرون) سے ثابت ہوا ہے''

(درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ: ص ۶)

یہی سرفراز صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''یہ یاد رہے کہ جس طرح کسی ثابت شدہ چیز کا کرنا اپنے مقام پر سنت ہے اسی طرح غیر ثابت شدہ چیز کا ترک اور نہ کرنا بھی اپنی جگہ اور اپنے محل میں سنت ہے''

(درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ: ص ۵۳)

اب ان اصول وقواعد اور ان جیسے دیگر حوالہ جات جو ہم نے اس کتاب میں پیش کیے ہیں اور علماء دیوبند کی کتب میں موجود ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم دیوبندی مکتبۂ فکر کے علماء سے چند سوالات کے جوابات چاہتے ہیں؟

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞…… کیا دلائل الخیرات میں موجود تمام درود شریف ووظائف اور ذکر واذکار کا ثبوت نبی پاک ﷺ کی احادیث صریحہ سے ثابت ہیں؟ اگر ثابت ہیں تو اپنے اصول وقواعد کے مطابق ان احادیث صریحہ کو پیش کریں۔

۞…… کیا دلائل الخیرات میں موجود تمام درود شریف ووظائف، ذکر واذکار پر نبی پاک ﷺ کا اپنا عمل ثابت ہے؟ یا آپ ﷺ نے اس کتاب میں مندرج تمام درود، وظائف، ذکر واذکار پڑھنے کی تعلیم فرمائی؟

۞…… کیا دلائل الخیرات میں موجود تمام درود شریف ووظائف، ذکر واذکار کا پڑھنا حضرت ابو بکر صدیق

حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہیں؟

۞...... کیا دلائل الخیرات میں موجود درود شریف و وظائف، ذکر و اذکار پر صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین میں سے کسی ایک کا بھی عمل ثابت ہے؟

۞...... آپ علماء دیوبند کا اصول تو یہ ہے جو عمل منقول نہ ہو وہ بدعت ضلالہ ہوتا ہے لیکن یہاں دلائل الخیرات کے غیر منقول درود و وظائف کو مستحب اور نہایت موجب اجر و ثواب طاعت قرار دیا تو آخر آپ حضرات علماء دیوبند نے یہاں اپنے ان اصول و قواعد کو ترک کر کے کن دلائل شرعیہ سے دلائل الخیرات کے غیر منقول درود و وظائف کو مستحب اور نہایت موجب اجر و ثوا قرار دیا؟ وہ دلیل پیش کریں۔

۞...... پھر یہ بھی بتائیں کہ غیر منقول درود، ذکر و اذکار پڑھنے پر اجر و ثواب کس طرح مل سکتا ہے جبکہ آپ حضرات علماء دیوبند کے نزدیک تو جس چیز کا ثبوت خیر القرون میں نہ ہو تو اس کو اجر و ثواب کی نیت سے کرنا بھی بدعت ضلالہ ہے۔ تو پھر اپنے اس اصول کو یہاں ترک کیوں کیا؟ اور اسے بدعت کی بجائے ثواب کیونکر ٹھہرایا؟

۞...... پھر بقول بعض حضراتِ دیوبند "الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" منقول نہ ہونے کی وجہ سے بدعتی درود ہے تو جو غیر منقول درود شریف دلائل الخیرات میں ہیں وہ بھی بدعتی درود ہیں کہ نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ فرق بیان کریں اور اگر وہ بھی بدعتی درود ہیں تو اس کا پڑھنا باعث اجر و ثواب کیوں کر ہوگا؟

کبھی کچھ کبھی کچھ! یہ تضاد کیوں؟

قارئین کرام! یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ "الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کو تو بعض حضراتِ دیوبند غیر منقول بتا کر بدعتی درود قرار دیتے ہیں لیکن خود دلائل الخیرات میں موجود غیر منقول درود شریف (یعنی ایسے درود شریف جو نبی پاک ﷺ، صحابہ و تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت نہیں) ہیں لیکن ان کو نہ صرف قبول کرتے ہیں بلکہ ان پر اجر و ثواب، دس دس رحمتیں، برکتیں اور گناہوں کی مغفرت کی بشارتیں سناتے ہیں۔

اب ہے کسی بدعت کے ٹھیکدار دیوبندی مولوی میں ہمت، جو یہ کہے کہ دلائل الخیرات کے جو غیر منقول درود شریف، ذکر و اذکار ہیں وہ سب دین سے خارج ہیں اور بدعتی درود، بدعتی ذکر و اذکار ہیں، اور جو دیوبند علماء ان پر عمل کرتے کرواتے رہے ہیں وہ سب بھی بدعتی و جہنمی ہیں؟

دیوبندی مکتبہ فکر کی چند تاویلات کا ازالہ

دیوبندی مکتبہ فکر کے بعض حضرات! دلائل الخیرات کے درودووظائف پر یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ معتبر بزرگان دین نے تصفیہ قلوب کے لئے جو اعمال واشغال بتائے ہیں وہ بدعت نہیں کیونکہ یہ سب امور اصول شریعت سے ثابت ہیں۔

ازالہ

معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ یہ تاویل علماء دیوبند کے دھرے مہیا کی عکاسی کر رہی ہے کیونکہ جب خود علماء دیوبند کوئی نیا کام کرنا چاہیں تو اس کو کھینچ تان کر بدعت کی فہرست سے نکالنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں، جیسا کہ دلائل الخیرات کے درودووظائف، جو نہ ہی نبی پاک ﷺ سے ثابت ہیں، نہ ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہیں اور نہ ہی تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں لیکن پھر بھی دیوبندی علماء ان کو مستحب جائز وکار ثواب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خود بانی مذہب وہابیت محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکار نہ صرف دلائل الخیرات بلکہ بزرگوں سے منسوب تمام وظائف، ذکرواذکار کو بدعت بلکہ شرک تک سمجھتے ہیں۔ جس کی تفصیل آگے پیش ہو رہی ہے بہر حال اس تاویل کا جواب ملاحظہ کیجیے۔

☆...... علماء دیوبند کا یہ کہنا کہ یہ اشغال صوفیہ ثابت الاصل ہیں اس لئے بدعت نہیں تو اس کے بارے میں صرف اتنا عرض ہے کہ آپ جملہ اشغال [بالخصوص دلائل الخیرات] کو ایک ایک کر کے لکھیں پھر ہر ایک کی اصل کی علیحدہ علیحدہ نشاندہی کر دیں تا کہ ہم بھی دیکھ سکیں کہ معمولات اہل سنت آپ کے بقول کیونکر بدعت اور یہ اشغال کس طرح ثابت الاصل اور جائز ہیں۔ پھر دیوبندی علماء بالخصوص سرفراز صفدر دیوبندی کے پیروکار اپنا یہ اصول ضرور یاد رکھیں کہ مسائل کی اصل کا کھوج لگا کر اس کی نشاندہی کرنا مجتہد مطلق کا کام ہے نیز اپنی حیثیت بھی واضح کر دیں۔

☆......سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے اشغال صوفیہ کو صحیح الاصل ہونے کے ثبوت میں الاعتصام وغیرہ کتابوں کا سہارا لیا ہے۔ جس کے جواب میں اولاً تو ہم کہتے ہیں کہ یہ خود سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے اصول کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب راہ سنت ص ۱۶۵، ۱۶۶ پر 73 بزرگوں کی فہرست کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ان فہرست میں کسی صحابی، تابعی یا آئمہ مجتہدین کا ذکر نہیں اور بعض کو قیاس فاسدہ کی غلطی کا شکار مانا ہے۔ تو جناب

والا! اشغال صوفیاء کو صحیح الاصل ثابت کرنے کے لیے جن کتابوں کا علماء دیوبند سہارا لیتے ہیں تو کیا آپ کے اس مذکورہ بالا اصول کے مطابق ان کے مصنفین صحابہ ہیں؟ تابعین ہیں؟ یا تابع تابعین یا آئمہ مجتہدین ہیں؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں　　لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

☆......پھر انہی دیوبندی علماء کے سامنے جب ان کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں تو بڑے زور و شور سے یہ جواب دیتے ہیں کہ

"پھر (پیر و مرشد علماء دیوبند) حاجی صاحبؒ کسی شرعی دلیل کا نام نہیں ہے۔ لہذا حاجی صاحبؒ کا ذکر کرنا سوالات، شرعیہ میں بے جا ہے۔ فتاوی رشیدیہ ج ا ص ۹۸

(راہ سنت: ص ۱۶۶)

تو جناب والا! جب بزرگ آپ کے نزدیک شرعی دلیل کا نام نہیں تو پھر غیر منقول وظائف و ذکر و اذکار کے لئے آپ جن علماء و بزرگوں کی کتابوں کے حوالے دیتے ہیں کیا وہ بزرگ شرعی دلیل ہیں؟ کیا ان کا ذکر سوالاتِ شرعیہ میں کرنا اب درست ہو گیا؟

عجیب بات ہے کہ علماء دیوبند کا لینے کا ترازو الگ ہے اور دینے کا ترازو الگ۔ خود جب علماء دیوبند کے گھر کی بات آئے تو اپنے سب اصول ہی بھول جاتے ہیں اور سب کچھ جائز ٹھہرا لیتے ہیں۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں　　ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

☆......کیا علمائے دیوبند اس وجہ فرق کو بیان کرنے کی زحمت گوارا کریں گے کہ جب معمولات اہل سنت حنفی بریلوی اور دلائل الخیرات کے وظائف، ذکر و اذکار (دیگر اشغال صوفیہ) دونوں کی ہیت کذائیہ بقول علماء دیوبند غیر منقول ہیں تو ان میں سے ایک بدعت و خلاف شریعت اور دوسرا سنت اور مطابق شریعت کیوں ہے؟ لیکن اپنے اصول کے مطابق دلیل صریح، دلیل خاص ہی پیش کیجئے گا؟

☆......پھر عجب بات ہے کہ بزرگوں کے عرس کرنا، نذر و نیاز کرنا، ختم پڑھنا، شغل کرنا تو بدعت ہو، لیکن ان کے وظائف و ذکر و اذکار بدعت نہ ہوں۔

☆......پھر سرفراز صفدر دیوبندی کو کیا ہوا کہ خود اپنے لکھے ہوئے اصول و قواعدِ بدعت کو ہی بھول گئے یا پھر جان

بوجھ کر مجبوراً ان سے چشم پوشی کرنی پڑی کیونکہ خود ان کے اکابرین صوفیاء کرام کے وظائف وذکرواذکار کے قائل تھے اور دلائل الخیرات پر عمل پیرا تھے۔ کچھ تو ہے ورنہ تو معمولات اہل سنت پر برستے ہوئے وہ بڑے طمطراق انداز میں یوں لکھتے ہیں:

"اگر یہ فعل وافعلوالخیر سے ثابت ہوتا تو حضرات خلفاء راشدین اور صحابہ کرام اور خیر القرون کے سلف صالحین پر یہ عقدہ کیوں نہ کھلا؟ کیا ان کے سامنے وافعلوالخیرا" کا قرآنی مضمون نہ تھا؟ اگر یہ کاروائی خیر ہوتی تو وہ حضرات کبھی اس سے نہ چوکتے"۔

(درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ: ص ۴۶)

تو اب انہیں اصولوں کے پیش نظر ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ دلائل الخیرات کے ایسے نئے نئے درود، ذکرو اذکار، وظائف کا وہ عقد خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور خیر القرون کے سلف صالحین علیہم الرضوان اجمعین پر کیوں نہ کھلا؟ اور جن دلائل سے علماء دیوبند نے ان کو جائز ومستحب ثابت کیا، ہم اس پر بھی یہی کہتے ہیں کہ خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور خیر القرون کے سلف صالحین علیہم الرضوان اجمعین پر یہ عقد کیوں نہ کھلا؟ کیا ان کے سامنے یہ دلائل نہیں تھے؟ اور بذبان علماء دیوبند اگر ان غیر منقول درود، ذکرواذکار میں کوئی خیر ہوتی تو اہل خیر القرون کبھی ان سے نہ چوکتے۔

لہذا علماء دیوبند اس مسئلے میں اگر اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ اپنے اصول وقواعدِ بدعت سے انحراف نہ کریں بلکہ جن اصول وقواعدِ بدعت کے تحت ہم اہلسنت حنفی بریلوی کے معمولات ونظریات کو بدعت بدعت کہتے ہیں انہی اصول وقواعد کو دلائل الخیرات اور صوفیاء کرام کے ذکرواذکار و وظائف پر بھی لاگو کریں اور پھر اپنے اصول کے مطابق ہر ہر عمل پر دلیل خاص پیش کریں۔

معزز قارئین کرام! آپ خود غور کریں کہ جب خود دیوبندی علماء کوئی کام شروع کرتے ہیں تو اپنے اصول بدعت کو ترک کرکے اس کو جائز ٹھہرا لیتے ہیں لیکن جب معاملہ اہلسنت کا ہو تو انہی اصول وقواعد کا سہارا لے کر اسے بدعت وناجائز قرار دیتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ (**"دلائل الخیرات پر دیوبندیوں کی خانہ جنگی"** کے لئے **"قہر خداوندی بر فرقہ دیوبندی"** ملاحظہ کیجیے۔)

......وہابی امام اسماعیل دہلوی کے مطابق درود و وظیفہ بھی بدعت......

اب قارئین کی دلچسپی کے لئے سرفراز صفدر صاحب کی مذکورہ بالا تاویل کے جواب میں ہم انہیں کے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کو پیش کرنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں جنہوں نے طرح طرح کے درود و وظائف کو بڑی بے باکی کے ساتھ ناجائز و بدعت کے زمرے میں شامل کیا ہے۔ جی ہاں تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان میں تو صاف لکھا کہ

"ایک فرقے نے گوشہ نشینی ...... شغل برزخ اور نماز معکوس اور ختم اور توشے اور طرح طرح کے درود و وظیفہ...... ایجاد کیا" (تذکیر الاخوان ص ۸۱)

تو معلوم ہوا کہ اسماعیل دہلوی صاحب کے نزدیک جس طرح شغل برزخ، نماز معکوس، ختم، توشے ناجائز و بدعت ہیں اسی طرح غیر منقول درود و وظائف بھی ناجائز و بدعت ہیں۔ لہٰذا سرفراز صفدر صاحب کی مذکورہ تاویل خود ان کے اپنے امام صاحب کے قول سے باطل ٹھہری۔

......وہابیوں کے نزدیک ذکر و فکر، اقوال و افعال بدعت ہیں......

چنانچہ علماء دیوبند کے شیخ الہند حسین احمد ٹانڈوی نے بھی خود قبول کیا کہ

"وہابیہ اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ مراقبہ و ذکر و فکر و ارادت ...... وغیرہ اعمال کو فضول ولغو بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال و افعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں"

(شہاب ثاقب ۶۷)

دیکھا آپ نے کہ خود علماء دیوبند نے بھی اقرار کر لیا کہ ان کے اپنے وہابی حضرات اعمال صوفیہ مراقبہ و ذکر و فکر و ارادت ...... وغیرہ کو ناجائز اور بدعت سمجھتے ہیں۔ اب اگر یہاں منظور نعمانی صاحب کی کتاب "شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علماء حق" کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو علماء وہابیہ دیوبندیوں کے اکابرین و پیشواء ٹھہریں گے تو ثابت ہوا کہ خود دیوبندیوں کے اکابرین اور پیشوا کے مطابق یہ سب کچھ بدعت ٹھہرا۔ [معاذ اللہ]

شیخ نجد اور علمائے دیوبند کا دلائل الخیرات پر اختلاف

خود علماء دیوبند کے بہاؤالحق قاسمی دیوبندی کہتے ہیں کہ ابن سعود مذکور کے حکم سے ایک اور کتاب چھپ کر مفت تقسیم ہوئی ہے جس کا نام "الھدیۃ السنیۃ" ہے اس میں لکھا ہے (خلاصہ مطلب)

ہاں ہم اس کتاب کو تلف کرا دیتے ہیں جن میں ایسے مضامین ہوں **جو لوگوں کو شرک میں مبتلا کریں** یا ان کے سبب سے عقائد میں خلل آتا ہو جیسے روض الریاحین، کتب منفق **اور دلائل الخیرات**" (الھدیۃ السنیۃ ص ۴۵، ۴۶ بحوالہ نجدی تحریک پر ایک نظر صفحہ ۹)

اور تو اور خود حسین احمد دیوبندی ٹانڈوی صاحب نے بھی یہ قبول کیا ہے کہ

"وہابیہ خبیثہ کثرتِ صلوۃ وسلام و درود خیر الانام علیہ السلام و **قرات دلائل الخیرات** وقصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و درود بنانے **کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض بعض اشعار قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں**" (شہاب ثاقب: آٹھواں عقیدہ ص ۸۱)

مفتی حرم شریف علامہ سید احمد بن زینی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی کتاب میں لکھا کہ

"احرق کثیرا من کتب العلم "محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بہت ساری کتابوں کو جلا دیا"...... و منع الناس من قراۃ دلائل الخیرات و من الرواتب و الاذکار ......اور لوگوں کو دلائل الخیرات اور درود و وظائف پڑھنے سے منع کر دیا"

(الدرر السنیہ ص ۵۲، ۵۳ بحوالہ وہابی مذہب ص ۱۶۴)

مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ علماء وہابیہ کے نزدیک ایسے تمام درود، ذکر و اذکار، وظائف ناجائز، بدعت بلکہ شرکیہ ہیں حتّا کہ علماء دیوبند و اہلحدیث حضرات کے امام اسماعیل دہلوی صاحب نے بھی ان کا رد کیا اور پھر محمد بن عبدالوہاب نجدی صاحب کے نزدیک بھی ایسے تمام درود، ذکر و اذکار، وظائف بلکہ مکمل کتاب دلائل الخیرات ہی بدعت، کفر و شرک پر مشتمل ہے **لہٰذا ان سب باتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے محض اپنی ایک تاویل سے علماء وہابیہ دیابنہ کا اپنے لیے سب کچھ جائز قرار دینا خواہ مخواہ کی سینہ زوری ہے۔**

اور یہ بھی یاد رہے کہ علماء دیوبند کے منظور نعمانی نے محمد بن عبدالوہاب کا پورا دفاع کیا ہے۔لہذا دیوبندی حضرات محمد بن عبدالوہاب کے حوالے کا بھی انکار نہیں کر سکتے۔

بہر حال دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء! تاویلات باطلہ کے بجائے سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور صورت حال کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے یا تو دلائل الخیرات کے تمام درور، ذکر واذکار کو نبی پاک ﷺ، صحابہ وتابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت کریں یا پھر ہمت کر کے یہ اعلان کر دیں کہ دلائل الخیرات کے یہ غیر منقول درود، ذکر واذکار سب کے سب ہمارے اصول وقواعد بدعت کے مطابق من گھڑت وبدعتی ہیں اور ہمارے مشائخ دیوبند خواہ مخواہ بدعات وخرافات پر عمل کر کے بدعتی وجہنمی بنتے رہے اور اپنے مریدیوں اور پیروکاروں کو بھی اس پر عمل کروا کر بدعتی وجہنمی بناتے رہے۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 4

دیوبندی مکتبہ فکر کا عمل ''ختم بخاری'' بدعت

دیوبندی مکتبہ فکر کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب نے ''ختم بخاری'' کو جائز قرار دیا، اور آج بھی علماء دیوبند کے مختلف مدارس ومساجد میں ''ختم بخاری'' کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ایک سائل نے اسی ختم بخاری کے بارے میں دیوبندی امام صاحب سے پوچھا کہ

سوال: کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یانہیں اور بدعت ہے یانہیں۔

جواب: قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کا اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں''

(فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۶۶)

اسی طرح علماء دیوبند کے فتاوی حقانیہ میں بھی ہے کہ

''مصیبت میں بخاری شریف کا ختم کرنا قرون بالخیر میں نہیں تھا **مگر متاخرین علماء نے اس کو جائز کہا ہے** ۔لما قال العلامۃ رشید احمد گنگوہی قرون ثلاثہ میں بخاری شریف تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے...... (فتاوی حقانیہ جلد۲ص ۷۳)

اسی طرح علماء دیوبند کے نجم الفتاویٰ میں بھی ختم بخاری کے بارے میں یہ فتویٰ موجود ہے کہ

''ختم بخاری شریف علماء کے ہاں نہ تو واجب ہے اور نہ ہی فرض بلکہ لزوم کے اعتقاد کے بغیر بخاری شریف کی آخری حدیث کے موقع پر اجتماع منعقد کیا جاتا ہے جس میں علماء وطلباء کے علاوہ عوام بھی شرکت کرتے ہیں۔**مشائخ بیانات کرتے ہیں اور آخر میں دعا سے یہ اجتماع ختم ہو جاتا ہے** اور اس اجتماع کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تجربہ شاہد ہے کہ **ختم بخاری پر دعائیں قبول ہوتی ہیں**، لہٰذا ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ اس تقریب سعید میں شامل ہو جائے...... **ختم بخاری شریف جائز (ہے)**۔(نجم الفتاوی جلد اول: کتاب العقائد ص ۱۷۴، سوال: ۱۸۰)

اسی طرح علماء دیوبند با قاعدہ اہتمام کر کے ختم بخاری کی تقریب منعقد کرتے رہتے ہیں، سر دست صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے علماء دیوبند کے علامہ علی شیر حیدری صاحب کہتے ہیں کہ

"حضرت (خالد محمود مانچسٹر) نے با قاعدہ اہتمام سے تقریب ختم بخاری کا جلسہ کیا ہے، اخباروں میں اشتہارات آئے ہیں، جماعت کے لئے لنگر کا بندوبست ہوا ہے اور مجمع میں با قاعدہ تقریب منعقد کر کے ختم بخاری شریف کی" (خطبات حیدری: جلد دوم، ص 594)

اب ہم دیو بندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا قرآن وحدیث میں کہیں ایسا حکم موجود ہے کہ مصیبت کے وقت حدیث کا ختم کیا کرو؟ یا ایسا ختم کر کے دعا کرنے کا حکم موجود ہے؟ اپنے اصول وقواعد کے مطابق جواب دیجیے۔
- ...... کیا مصیبت کے وقت نبی پاک ﷺ نے کبھی حدیث کا ختم کیا تھا؟ اور ختم کے بعد دعا کرنا ثابت ہے؟
- ...... کیا خلفاء راشدین (حضرت ابو بکر و عمر عثمان و علی علیہم الرضوان اجمعین) سے ایسا ختم، اور ختم کے بعد دعا کرنا ثابت ہے؟
- ...... کیا کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے مصیبت کے وقت ختم حدیث کروایا؟ اور ختم کے بعد دعا کی؟
- ...... کیا خیر القرون میں کسی ایک بزرگ نے بھی ختم حدیث کرایا؟ اور اس کے بعد دعا کی؟
- ...... پھر ختم بخاری ہی کی تخصیص یعنی یہ صرف بخاری شریف ہی کی آخری حدیث کے موقع پر ہی کیا جاتا ہے تو یہ تخصیص کون سی آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟ آپ کے اصول وقواعد بدعت کے مطابق یہ بدعت نہیں ہوتی؟
- ...... پھر ہم علماء وہابیہ سے پوچھتے ہیں کہ جب آپ کے نزدیک ختم بخاری جائز ہے تو اسی طرح ختم مسلم، ختم ترمذی، ختم نسائی، ختم ابوداؤد، ختم ابن ماجہ، ختم طبرانی، ختم امام مالک وغیرہ بھی جائز ہیں کہ نہیں؟
- ...... "کل بدعة ضلالة" سے (بقول علماء وہابیہ) جب ہر نیا عمل گمراہی ٹھہرا تو پھر مصیبت کے وقت ختم بخاری اسی حدیث سے گمراہی ٹھہرا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ بیان کریں اور اگر یہ عمل بدعت ہے تو پھر اس کو ذکر خیر کہنے والوں پر بھی بدعتی وجہنمی ہونا کا فتوی جاری کریں۔
- ...... جب نبی پاک ﷺ پر دین مکمل ہو چکا تھا تو پھر بعد میں دین میں ایسا عمل جاری کرنا اور اس کو ذکر خیر قرار

دینا، دین میں دخل اندازی اور دین کو ناقص قرار دینے کے مترادف ہے کہ نہیں؟ کہاں گئے علمائے وہابیہ و دیابنہ کے وہ اصول بدعت جس کے مطابق معمولات اہل سنت کو بدعت و گمراہی قرار دیتے ہیں؟

۞...... دیوبندی امام گنگوہی صاحب نے کہا کہ یہ ذکر خیر ہے تو کیا نبی پاک ﷺ، صحابہ اکرام یا تابعین عظام [علیہم الرضوان اجمعین] کو اس خیر کا علم نہ تھا؟ اور آپ علماء دیوبند اس کو ذکر خیر قرار دیکر ان مقدس ہستیوں سے خود کو زیادہ سمجھدار و عقل مند قرار نہیں دے رہے ہیں؟ کہاں گئے آج آپ وہ اصول؟

بحر حال ختم بخاری [خواہ اس کو حدیث کا ختم کہو] اس کا ذکر نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین و تابع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] کسی سے بھی نہیں ملتا۔ لہذا علماء دیوبند وہابیہ کو چاہیے کہ جس طرح سنیوں کی محافل پر بدعت کے فتوے لگاتے ہیں 'ختم بخاری' پر بھی بدعت کے فتوے لگائیں۔

فتاوی رشیدیہ اور فتاوی حقانیہ کی خانہ جنگی

علماء دیوبند کے امام گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ ختم بخاری کرنا

''درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے''

(فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۶۶)

لیکن اس کے برعکس جب علماء دیوبند سے یہ پوچھا گیا کہ نیا کام شروع کرنے سے قبل ''قرآن خوانی'' کا اہتمام کرنا کیسا ہے تو دیوبندی مفتی نے حجت بازیاں کرتے ہوئے کہا ہے کہ

''بغیر ختم قرآن کے بھی اللہ تعالیٰ سے خیر و برکت کی دعا مانگی جا سکتی ہے اور مانگنی چاہیے''

(فتاوی حقانیہ جلد۲ ص ۷۵)

تو دیکھئے اگر دیوبندی کسی عمل کو قبول کرنا چاہیں تو بخاری کا ختم بھی ذکر خیر کہہ کر قبول کر لیں لیکن جب رد و انکار و ضد و ہٹ دھرمی پر اتر آئیں تو قرآن کے ختم کو بھی تسلیم کرنے سے اعراض کریں اور صاف لکھیں کہ بغیر ختم قرآن کے بھی اللہ تعالیٰ سے خیر و برکت کی دعا مانگی جا سکتی ہے اور مانگنی چاہیے۔

قارئین کرام! خدارا دیکھئے کہ یہ کیسی بدبختی ہے ان وہابیوں دیوبندیوں کی، کہ جو کام یعنی ختم بخاری ان کے بزرگوں نے کر دیا تو اس کے فضائل و برکات بغیر کسی دلیل خاص کے نکال کر پیش کر دیے لیکن ختم قرآن کا عمل چونکہ ان

کے بزرگوں سے مروجہ انداز میں ثابت نہیں اس لئے اب قرآن پڑھے بغیر بھی دعا کرنے کی بحث کررہے ہیں۔
ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن پاک افضل ہے یا کہ بخاری افضل ہے؟ اگر بخاری کا ختم ذکر خیر ہے تو کیا ختم قرآن ذکر خیر نہیں ہے؟ اور اگر بغیر ذکر خیر کے ہی دعا مانگنی چاہیے تو پھر یہی حکم علماء دیوبند نے ختم بخاری پر کیوں نہیں دیا؟ کیا گنگوہی صاحب کو اس بات کا علم نہیں تھا؟ کیا ختم بخاری کے بغیر خیر و برکت کی دعا نہیں مانگی جا سکتی؟ علماء وہابیہ کا عجیب مذہب ہے کہ قرآن کے ذکر کے بارے میں الگ فتویٰ دیتے ہیں اور بخاری کے ختم کے بارے میں الگ فتویٰ دیتے ہیں، علمائے دیوبند کی اسی دوغلی پالیسی نے امت میں بے شمار تنازعات کو پیدا کر رکھا ہے۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 5

دیوبندی مکتبہ فکر کا عمل "ختم خواجگان چشت وختم خواجگان قادریہ" بدعت

علماء دیوبند نے ختم خواجگان چشت، ختم خواجگان قادریہ کو نہ صرف جائز کہا بلکہ اس پر عمل بھی کرتے، کراتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو نہ صرف ہم سنیوں کے پیر ومرشد ہیں بلکہ دیوبندی بھی انہیں اپنا پیر ومرشد مانتے ہیں، یہی حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ "ختم خواجگان چشت کا طریقہ" لکھتے ہیں کہ:

"ہر مشکل اور مہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار "لا ملجاء لا منجا من اللہ الا الیہ" پڑھ کر الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکورہ تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھ کر ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے" (کلیات امدادیہ: ضیاء القلوب ص 65)

اسی طرح حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ "ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ" بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"کسی بڑی بات کے حاصل ہونے کے لئے **پہلے دو نفلیں پڑھے** اسکے بعد **ایک سو گیارہ بار سورۃ الم نشرح** بعد **کلمہ تمجید ایک سو گیارہ بار** اور **سورۃ یٰسین ایک بار پڑھے** اور اگر بڑا ختم کرنا ہے تو سورۃ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے" (کلیات امدادیہ: ضیاء القلوب ص 65)

تبلیغی جماعت اور علماء دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی زکریا کاندھلوی کے ملفوظات "صحبتے با اولیاء" میں بھی "ختم خواجگان" کے بارے میں لکھا ہے کہ

"حضرت کے یہاں ماہ مبارک میں اس کا اہتمام رہتا ہے اور اس کے بعد کوئی صاحب دعا کراتے ہیں جس میں خصوصیت کے ساتھ امت کے لئے دعا مانگی جاتی ہے اس کا طریقہ یہ

ہے کہ پہلے تمام شرکاءِ ختم دس دس مرتبہ درود شریف پڑھیں اس کے بعد مجموعی طور پر تین سو ساٹھ مرتبہ "لا ملجاء و لا منجا من اللہ الا الیہ" پھر تین سو ساٹھ بار مع بسم اللہ سورۃ الم نشرح، پھر تین سو ساٹھ مرتبہ "لا ملجاء و لا منجا من اللہ الا الیہ" پھر دس دس مرتبہ سب لوگ درود شریف پڑھ کر دعا کریں"

(صحبتے با اولیاء: ص 214، مرتبہ تقی الدین ندوی مظاہری)

☆......اسی طرح علماء دیوبند سے کسی دیوبندی نے ختم خواجگان چشت اور ختم قادریہ کے بارے میں سوال کیا، لیجیے وہ سوال اور علماء دیوبند کا جواب دونوں آپ خود ملاحظہ کیجیے۔

سوال......: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ (علماء دیوبند کے پیر و مرشد) کی (کتاب) "ضیاء القلوب" میں ختم خواجگان چشت اور ختم قادریہ کے طریقے موجود ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ اور ان کے بعض خلفاء کے یہاں رمضان المبارک کے اعتکاف میں بعد نماز ظہر ختم خواجگان چشت کا معمول ہے۔ خیر المدارس ملتان میں روزانہ بعد نمازِ عصر اس کا معمول ہے۔ عرصہ دراز سے ایک مسجد میں ختم خواجگان کا معمول تھا۔ بعض لوگ جو اپنے کو علمائے دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں انہوں نے اس ختم شریف کو یہ کہہ کر بند کرا دیا کہ یہ بدعت ہے۔ کیا ختم خواجگان بدعت ہے؟ (الخ)

جواب......: ختم خواجگان سب بزرگوں کا معمول ہے۔ حضرت (اشرفعلی) تھانوی قدس سرہ العزیز کے یہاں بھی معمول تھا۔ اس لئے اس کو بدعت کہنا بدعت ہے۔

المفتی ولی حسن۔ بنوری ٹاؤن کراچی۔

ختم خواجگان بدعت نہیں اس لئے اسے بدعت قرار دینا بدعت کی حقیقت سے بے خبری کی دلیل ہے۔ اس کا پڑھنا نہ ہی ہر شخص پر لازم سمجھا جاتا ہے اور نہ اس کے تارک پر نکیر کی جاتی ہے، بس یہ ایک بابرکت وظیفے کی حیثیت سے پڑھا جاتا ہے پس اسے بدعت کہنا صحیح نہیں۔ یہ وظیفہ بند کرنا غیر ضروری و نامناسب فعل ہے"۔ **(خیر الفتاویٰ: جلد 2: ص 264)**

میرے معزز قارئین کرام! کیا دین کے نام پر اس سے زیادہ دوغلی پالیسی کا بدترین نظارہ کبھی آپ نے دیکھا ہے؟ جو لوگ معمولات اہل سنت: میلاد، فاتحہ، ختم گیارہویں شریف وغیرہ کو (قرآن وحدیث سے دلائل موجود ہونے کے باوجود) بدعت وحرام کہتے ہیں انھیں علماء وہابیہ دیابنہ نے کتنی فراخدلی کے ساتھ ''ختم خواجگان چشت'' اور ''ختم خواجگان قادریہ'' وغیرہ کو جائز، مستحب اور باعث برکت تسلیم کرلیا۔

اب علماء دیوبند کے اپنے بزرگوں کے اس نئے عمل پر انہیں نہ ہی کسی آیت قرآنی کی ضرورت ہے، اور نہ ہی کسی حدیث رسول ﷺ کی، اور نہ ہی خیر القرون سے اثبات کی حاجت باقی رہی۔ بس یہی دلیل ان کے لئے کافی ہے کہ ہمارے [وہابی دیوبندی] مشائخ کرتے تھے اس لئے جائز ہے اور چونکہ اکابرین دیابنہ یہ عمل کرتے تھے تو اب علماء دیابنہ نے جھٹ فتویٰ لگایا ''حضرت (اشرفعلی) تھانوی قدسرہ العزیز کے یہاں بھی معمول تھا۔ اس لئے اس کو بدعت کہنا بدعت ہے۔'' یعنی خبردار اس کو بدعت نہ کہنا ورنہ خود بدعتی بن جاؤ گے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ!

میرے مسلمان بھائیوں بہنوں! دیکھا آپ نے کہ علماء دیابنہ کا محض اپنے اور بیگانے کے فرق نے کس طرح اپنے ہی ہاتھوں اپنے اصولوں کا خون کرڈالا بلکہ ایک نیا اصول وضع کرلیا گیا کہ وہ جو ہمارے مشائخ کے معمولات ہیں اس کو بدعت کہنا خود ہی بدعت ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم۔ اب بتائیں کیا یہ احداث فی الدین اور منصب تشریع پر دست اندازی نہیں ہے؟ اپنے اصول یاد کیجیے۔ اب کہاں گئے دیوبندی امام سرفراز صفدر کے وہ اصول جو انہوں نے معمولات اہل سنت کو بدعت وحرام ثابت کرنے کے لئے وضع کر رکھے تھے کہ'' دین وہی ہے جو ان حضرات (خیر القرون) سے ثابت ہوا ہو''۔ (درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ ص ۶)

اور ''یہ یاد رہے کہ جس طرح کسی ثابت شدہ چیز کا کرنا اپنے مقام پر سنت ہے اسی طرح کسی غیر ثابت شدہ چیز کا ترک اور نہ کرنا بھی اپنی جگہ اور اپنے محل میں سنت ہے''۔ (درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ ص ۵۳)

علماء دیابنہ اپنے یہ سب اصول وقواعد کیوں بھول گئے محض اس لئے کہ خود علماء واکابرین دیابنہ کا ان پر عمل ہے اور اب اگر ان اصول وقواعد کا نام لیا تو ان سب کو بدعتی وجہنمی ماننا پڑے گا، لیکن آپ نام لیں یا نہ لیں آپ کے اپنے اصول وقواعد سے علماء وبزرگان دیوبند سب بدعتی وجہنمی قرار پائے۔

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا قرآن وحدیث میں کہیں ختم خواجگان یا ختم قادریہ کرنے کا حکمِ صریح آیا ہے؟ یا اس کے جواز پر کوئی دلیل خاص موجود ہے؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی اس طرح کسی کے نام کا کوئی ختم کروایا تھا؟
- ...... کیا خلفاء راشدین (حضرت ابو بکر وعمر وعثمان وعلی علیہم الرضوان اجمعین) نے نبی پاک ﷺ کے نام کا یا اس قسم کا کوئی ختم کروایا تھا؟
- ...... کیا کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے نام کو کوئی ختم ہوا تھا؟ یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اس طرح کا کوئی ختم کیا تھا؟
- ...... کیا کسی تابعی رضی اللہ عنہ کے نام کا کوئی ختم ہوا تھا؟ یا کسی تابعی رضی اللہ عنہ نے اس طرح کا کوئی ختم کروایا تھا؟
- ...... کیا خیر القرون میں سے کسی ایک بزرگ نے بھی اس طرح کسی بزرگ کے نام کوئی ختم کیا یا کروایا تھا؟
- ...... پھر اس ختم سے قبل دو رکعت نماز نفل پڑھنے کی تعلیم بھی دی گئی ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ "**پہلے دو نفلیں پڑھے**" (ضیاء القلوب ص 65) تو اس طرح کے امور سے پہلے یہ دو رکعت نفل نماز کی تعلیم دینا محض وظیفہ یا علاج کہا جائے گا؟ یا کہ یہ عبادت ہے؟ یقیناً عبادت وکار ثواب کا عمل ہے تو اب علماء دیوبند اس کا ثبوت بھی ہمیں اپنے ہی اصول وقواعد کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے پیش کریں یا صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان اجمعین سے پیش کس طرح کریں۔ ورنہ اپنے اصول وقواعد کے مطابق اپنے ان اکابرین کو بھی بدعتی قرار دیں۔

اپنے لئے سب جائز کیوں؟ اور دوسروں کیلئے حرام وبدعت کیوں؟

قارئین کرام! یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دیوبندی مکتبۂ فکر کے علماء صرف سنیوں پر بدعت بدعت کے فتوے عائد کرتے ہیں لیکن خود علماء دیوبند جب کوئی نیا عمل اختیار کرتے ہیں تو اس کو بدعت نہیں کہتے، بلکہ اگر کوئی ان کے اس جدید اور غیر منقول عمل کو بدعت کہے تو یہی علماء دیوبند اس انکار کرنے والے کو بدعتی قرار دیتے ہیں **جیسا کہ دیوبندی مفتی ولی حسن نے صاف صاف لکھا کہ"**

ختم خواجگان سب [دیوبندی] بزرگوں کا معمول ہے۔ حضرت (دیوبندی اشرفعلی) تھانوی

قدسرہ العزیز کے یہاں بھی معمول تھا۔**اس لئے اس کو بدعت کہنا بدعت ہے**"

المفتی ولی حسن۔بنوری ٹاؤن کراچی۔(خیر الفتاویٰ: جلد 2:ص 264)

یہ ہے دیوبندیوں کی اکابر پرستی کہ جہاں بھر کو خواہ مخواہ بدعتی کہیں لیکن جب معاملہ دیوبندی اکابرین کے معمول کا ہوتو بدعت ہونے کا نہ صرف انکار کریں بلکہ جو اس نئے عمل کو بدعت کہے اس کے اس عمل کو بھی بدعت قرار دیں۔لاحول ولاقوۃ الاباللہ!! بحرحال آیئے ہم آپکو بتاتے ہیں کہ یہ عمل اصول وہابیہ کے مطابق کتنے بدعات کا مجموعہ ہے۔

علماء دیوبند کے اصول سے اکابرین دیوبند کا ختم خواجگان بدعت

✿......مذکورہ حوالے میں خودسائل جو کہ دیوبندی ہے اس نے یہ کہا ہے کہ یہ ختم

"حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ اوران کے بعض خلفاء کا یہاں رمضان المبارک کے اعتکاف میں بعد نماز ظہر ختم خواجگان چشت کا معمول ہے۔خیر المدارس ملتان میں روزانہ بعد نمازِ عصر اس کا معمول ہے (الخ)

اورسائل کی اس بات کا رد بھی علماء دیوبند نے نہیں کیا۔گویا ان کو بھی معلوم تھا کہ دیوبندی مدارس میں یہ ختم اسی مروجہ انداز میں ہوتا ہے تو اب یہ مخصوص وقت کی قید (یعنی رمضان میں بعد نماز ظہر، دیوبندی خیر المدارس میں بعد نماز عصر) یہ بھی علماء دیوبند کے مطابق بدعت ہے جیسا کہ علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر نے لکھا:

"جلیل القدر حضرات صحابہ کرامؓ نے نماز جیسی بہترین عبادت اورذکر جیسی اعلیٰ قربت اور درود شریف جیسی عمدہ طاعت وغیرہ کو مخصوص کیفیت اور خاص ہیئت اور **پابندی وقت کے ساتھ ادا کرنے سے** محض اس لئے منع کیا <u>کہ **اس طرز وطریقہ سے یہ کام جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیے**</u> اور ان کی ترغیب بھی نہیں دی اور آپ کے عہد مبارک میں ایسا نہیں ہوتا تھا <u>**اس لئے یہ امور بدعت ہیں**</u>۔(راہ سنت:۱۴۲)

تو اب اصول سے بھی خود علماء دیوبند کا مروجہ انداز میں ختم خواجگان چشت بدعتی اور عامل بدعتی ٹھہرے۔

علماء دیوبند کے دوسرے اصول سے اکابرین دیوبند کا ختم خواجگان بدعت

⁕ ...... پھر اس ختم سے قبل دو رکعت نماز نفل پڑھنے کی تعلیم بھی دی گئی ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ

"پہلے دو نفلیں پڑھے اسکے بعد ایک سو گیارہ بار سورۃ الم نشرح بعد کلمہ تمجید ایک سو گیارہ بار اور سورۃ یٰسین ایک بار پڑھے " (کلیات امدادیہ: ضیاء القلوب ص 65)

تو اب علماء دیوبند یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ محض وظیفہ یا علاج ہے بلکہ یہاں تو نفلی نماز (عبادت) کو بھی اس ختم کا حصہ بنایا گیا ہے گویا اصول وہابیہ کے مطابق ایک نماز کی بدعت نکالی گئی۔ نفلی نماز بھی عبادت ہی ہے تو اب یہ عبادت اصول وہابیہ کے مطابق "بدعت" ٹھہرے گی کہ نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ بیان کریں۔

جب کہ علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر مختلف حوالے درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

"آپ نے دیکھ لیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ بن ابی العاص وغیرہ جلیل القدر حضرات صحابہ کرامؓ نے نماز جیسی بہترین عبادت اور ذکر جیسی اعلیٰ قربت اور درود شریف جیسی عمدہ طاعت وغیرہ کو مخصوص کیفیت **اور خاص ہیئت اور پابندی وقت کے ساتھ ادا کرنے** سے محض اس لئے منع کیا کہ اس طرز و طریقہ سے یہ کام جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں کئے اور ان کی ترغیب بھی نہیں دی اور آپ کے عہد مبارک میں ایسا نہیں ہوتا تھا، **اس لئے یہ امور بدعت ہیں**" (راہ سنت: ۱۴۲)

تو جناب والا! اگر سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے یہ دلائل علماء دیوبند کے نزدیک درست ہیں تو پھر ختم خواجگان وغیرہ سے قبل دو رکعت نفل (نماز) پڑھنے کا مروجہ طرز و طریقہ جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت کریں ورنہ یہاں بھی بدعت ضلالہ کا فتویٰ لگائیں۔

عجب معاملہ ہے کہ ایک طرف تو سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے اپنی "راہ سنت" میں نماز چاشت، ذکر و اذکار، نماز کے بعد مصافحہ تک کو بدعت بتلایا ہے لیکن دوسری طرف ختم سے قبل دو رکعت نفلی نماز کا عمل دیوبندی مریدوں کو تعلیم دیا جا رہا ہے۔ وہاں بدعت بدعت کی رٹ اور یہاں بالکل اس کے برعکس! اب اس گتھی کو تو علمائے دیوبند ہی سلجھا سکتے ہیں لیکن قیاس و عقلی جواب سے نہیں، علاج کا بہانے سے بھی نہیں نیز فی الدین یا للدین کی خود ساختہ

تاویل بھی نہیں بلکہ اپنے اصول وقواعدِ بدعت کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب دینا ہوگا اور دھیان رہے کہ جواب میں کسی عالم یا صوفی کا قول بھی نہ ہو کیونکہ وہ تو خود علماء دیوبند کے اصول کے مطابق حجت نہیں۔

علماء دیوبند کے تیسرے اصول سے اکابرین دیوبند کا ختم خواجگان بدعت

جیسا کہ ہم نے بتایا کہ اس ختم سے قبل نفلی نماز پڑھنے کا حکم ہے اور نفلی نماز بھی اللہ عزوجل کی عبادت ہے۔اور علماء دیوبند کے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع دیوبندی کہتے ہیں کہ

"یقین کیجیے کہ عبادت کا جو طریقہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اختیار نہیں کیا وہ دیکھنے میں کتنا ہی دلکش اور بہترین نظر آئے وہ اللہ و رسول ﷺ کے نزدیک اچھا نہیں" سنت و بدعت ص ۱۰" (بدعت اور بدعتی ص: 148۔حافظ مومن عثمانی دیوبندی)

تو یہ دو رکعت نماز یعنی نفلی عبادت جو دیوبندیوں کے ختم سے قبل ادا کی گئی یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار نہیں کیا۔لہٰذا اصولِ دیوبند کے مطابق اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ کے نزدیک یہ بھی اچھا نہیں بلکہ بدعت ہے۔لہذا علماء دیوبند اپنے اصولوں کے مطابق بدعتی و جہنمی ٹھہرے۔

علماء دیوبند کے چوتھے اصول سے اکابرین دیوبند کا ختم خواجگان بدعت

اسی طرح سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب میں نماز کے بعد مصافحہ کرنے کو بدعت کہا، بلکہ نماز چاشت پر گفتگو کرتے ہوئے سرفراز دیوبندی کہتے ہیں کہ

"یہ معلوم ہے کہ نفس نماز قنوت اور بسم اللہ کی بڑی فضیلت آئی ہے مگر چونکہ مخصوص ہیئت اور کیفیت سے اور خاص اوقات کے اندر ان کا ثبوت نہ تھا اس لئے حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن مغفلؓ نے ان کو بجائے عمومات کے تحت درج کرنے کے بدعت کہا اور اس سے بچنے کی تلقین کی" (راہ سنت: ۱۳۲)

اب ہم علماء دیوبند سے پوچھتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ کے وصال سے قبل دین مکمل ہو چکا تو اس کے بعد اب ختم سے قبل دو رکعت نفل نماز کی تخصیص، پھر ختم کا مخصوص طریقہ، پھر ختم پر غیر اللہ کا نام یہ سب کچھ علماء دیوبند کے اصول بدعت سے بدعت ضلالہ کہلائے گا کہ نہیں؟ اور دین کو ناقص قرار دینا ہوگا کہ نہیں؟ لہذا علماء وہابیہ کو چاہیے کہ جس

طرح من گھڑت اصولوں سے سنیوں کی محافل پر بدعت کے فتوے لگاتے ہیں، غیر اللہ، غیر اللہ کے نام لیکر حرام حرام کہتے ہیں تو انہی اصولوں اور فتوؤں سے آج دیوبندی علماء و بزرگوں بھی بدعتی، جہنمی ٹھہرے۔

علماء دیوبند اپنے اصول وقواعد کو یاد رکھیں

اب یہ بھی یاد رہے کہ جب کل بدعت ضلالہ سے دیوبندی ہر نئے کام کو بدعت قرار دیتے ہیں تو پھر اصول دیوبند کے مطابق ''کل'' کے اس عموم (بقول وہابیہ) سے صوفیاء کرام و مشائخ عظام کے یہ اعمال و وظائف بھی خارج نہیں ہو سکتے نیز کسی اکابر و مشائخ کے عمل واجازت سے اصول وہابیہ کے مطابق یہ تمام وظائف واعمال (ختم وغیرہ) بدعت ہونے سے خارج بھی نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا علماء دیوبند کسی صورت ان کے ثبوت پر ہرگز کسی بزرگ یا شیخ کا حوالہ بطور جواز پیش نہیں کر سکتے بلکہ صرف اللہ عزوجل ورسول اللہ ﷺ کے کلام سے ہی ان کا ثبوت پیش کرنا ہوگا کیونکہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے خود یہ کہا ہے کہ:

> **''اور کوئی مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں اور ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ ورسول کے کلام کو اصل رکھیے اور اسی کی سند پکڑے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے''**
>
> (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ۱۷)

لہٰذا وہابی دیوبند علماء اس ختم کے ثبوت پر **مولویوں کی باتوں کے بجائے اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کے کلام سے سند پکڑیں اور ان کی عقلوں کو کچھ دخل نہ دیں بلکہ قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کریں۔**

اسی طرح اسماعیل دہلوی صاحب نے ایک آیت پیش کر کے یہ اصول پیش کیا ہے یہ اصول بھی علماء دیوبند کو یاد رہے، کہتے ہیں کہ:

> ''اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی راہ ورسم کا ماننا اور **اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اُس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے** سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کی خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کے یا مجتہد کے یا غوث وقطب کے مولوی ومشائخ

کے یا باپ دادوں کے یا کسی بادشاہ ووزیر کے یا پنڈت کی بات کو اور ان کی راہ ورسم کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے اور آیت وحدیث کے مقابلے میں اپنے پیر واستاد کے قول کی سند پکڑے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے'' (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ۴۳،۴۴)

لہٰذا اب علماء دیوبند کو چاہیے کہ ختم خواجگان وختم قادریہ کا ثبوت قرآن وحدیث سے پیش کریں کیوں کہ اس کے ثبوت کے لئے اگر انہوں نے کسی عالم یا شیخ (غوث وقطب، مولوی ومشائخ) کے قول کو سند پکڑا اور ان کی راہ ورسم کو تسلیم کر لیا تو بقول مولوی اسماعیل دہلوی علماء دیوبند خود مشرک ٹھہریں گے۔

علماء دیوبند اپنے اصول وقواعد کی رو سے بزرگوں کا حوالہ پیش نہیں کر سکتے

اسی طرح دیوبندی امام سرفراز صفدر کے تلمیذ رشید حافظ مومن خان عثمانی کی کتاب میں ہے کہ

''اہل بدعت جتنی بدعات کرتے ہیں وہ ساری خرافات بزرگوں کی اقتداء کے عنوان سے کرتے ہیں اور بزرگوں کا نام استعمال کر کے اپنا پیٹ بھرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی بدعات کے دفاع میں بزرگوں کو بطور ڈھال استعمال کرتے ہیں اور ان کے پاس سب سے بڑا ہتھیار بھی یہی ہے'' (بدعت اور بدعتی: ص 175)

لہٰذا علماء دیوبند ختم خواجگان اور ختم قادریہ کے جواز پر صرف قرآن وسنت سے ثبوت پیش کریں بزرگوں اور کسی اکابر کا نام استعمال نہ کریں اور نہ ہی اپنی اس بدعت کے دفاع میں بزرگوں کو بطور ڈھال استعمال کریں۔

اب سرفراز صفدر کے تلمیذ کا بیان کردہ شعر ہی پیش خدمت ہے۔

مومن کرتے کیوں ہو دل آزردہ ہمارا

ہم زخم خوروں کا صفدر نے کھیل ہے بگاڑا

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 6

------دیوبندی مکتبہ فکر کا عمل "سیرت النبی ﷺ کے پیروگرام" بدعت------

تمام اہل علم جانتے ہیں کہ دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء "سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور پیروگراموں" کا اہتمام کیا کرتے ہیں، اوران جلسوں اور پیروگراموں کو نبی پاک ﷺ سے محبت وتعظیم کی علامت، باعث رحمت، باعث برکت جانتے ہیں بلکہ تمام مصائب سے نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

چنانچہ علماء دیوبند کے اکابر احتشام الحق تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

"ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہے کہ **یہ سیرت کے جلسے اور محفلیں منعقد کرکے** اپنے پیغمبر سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں **عقیدت ومحبت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں** ذکرِ نبی ﷺ سے اللہ کی **رحمتیں نازل ہوتی ہیں سکینہ نازل ہوتی ہے** اور وہ شہر اور بستی **عام آفتوں اور مصیبتوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ فرمادیتے ہیں** جہاں سرکار دو عالم ﷺ کا تذکرہ بیان کیا جارہا ہو اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس جگہ آپ کا ذکرِ مبارک کیا جاتا ہے وہاں **اللہ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں**" (عشق رسول ﷺ اور علمائے دیوبند: ص 244)

اسی طرح علماء دیوبند کے علامہ عبدالستار تونسوی صاحب کہتے ہیں کہ

"سیرت کے جلسے بھی مناؤ۔ پاک پیغمبر ﷺ کی سیرت کا پرچم بھی اٹھاؤ"

(خطبات ربیع الاول: ص 152: ترتیب ندیم قاسمی)

اسی طرح مزید لکھا ہے کہ

"سیرت النبی ﷺ کا بیان ان (احتشام الحق) کا دل پسند موضوع اور ایک لحاظ سے ان کی زندگی کا عشق تھا سیرت النبی ﷺ کے جلسوں میں ان (احتشام الحق) کا بیان خاص طور پر دلکش اور نرالا ہوتا تھا"

(عشق رسول ﷺ اور علمائے دیوبند: ص 245، ابوطلحہ محمد اظہار الحسن محمود)

اسی طرح علماء دیوبند کے جامعہ بنوریہ کا سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کے بارے میں فتویٰ ہے کہ

"نبی کریم ﷺ کی سیرت بیان کرنے کے لئے جلسے کا انعقاد اور اس سلسلہ میں لوگوں کو **شرکت کی دعوت دینا** اگر چہ اس کا اہتمام مسجد کے اندر ہی ہو بلا **شبہ جائز اور باعث ثواب ہے** اور اگر چندہ دینے والوں کی طرف سے اس قسم کے پیرگراموں میں صرف کی اجازت ہو تو مسجد انتظامیہ بھی اس کا اہتمام کر سکتی ہے مگر کھانے کا پیروگرام اگر مسجد سے ہٹ کر کیا جائے تو یہ بہتر ہے۔" (الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ: فتویٰ نمبر ۳۷۸۸۳)

علماء دیوبند کے مذکورہ بالا ان حوالوں سے یہ معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے نزدیک

❁...... سیرت النبی ﷺ کے جلسے اور محفلیں سرکار دو عالم ﷺ سے عقیدت و محبت کا نذرانہ ہے۔

❁...... سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور محفلوں میں ذکر سے اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

❁...... سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور محفلوں میں ذکر نبی ﷺ سے سکینہ نازل ہوتی ہے۔

❁...... سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور محفلوں میں ذکرِ نبی ﷺ سے آفتیں اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں، اور برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

❁...... علماء دیوبند کے فتوے کے مطابق سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کا انعقاد جائز اور باعث ثواب ہے۔

❁...... علماء دیوبند کے فتوے کے مطابق ان پیرگراموں میں شرکت کے لئے دعوتیں بھی دی جاسکتی ہیں۔

❁...... علماء دیوبند کے فتوے کے مطابق ان پیرگراموں کیلئے چندے بھی جمع کیے جاسکتے ہیں۔

اب ہم دیوبندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

❁...... علماء دیوبند کوئی ایک آیت یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایک حدیث پیش کر دیں جس میں مروجہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور محفلوں کو منعقد کرنے پر دلیل خاص موجود ہو۔

❁...... ہم علماء دیوبند سے پوچھتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں کتنی مرتبہ مروجہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں و جلوسوں کا انعقاد کیا گیا؟ مکہ مکرمہ میں کتنی مرتبہ ہوا اور مدینہ منورہ میں کتنی مرتبہ ہوا؟ ثبوت دیجیے۔

❁...... خلفاء راشدین وصحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ مروجہ سیرت النبی ﷺ کے

جلسوں وجلوسوں کا انعقاد کیا تھا؟

۞...... تابعین وتابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ مروجہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں و جلوسوں کا انعقاد کیا تھا؟

۞...... اب ہم علماء دیوبند کے اصول وقواعد کے مطابق پوچھتے ہیں کہ کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کو نبی پاک ﷺ سے محبت نہ تھی تو آخرانہوں نے مروجہ سیرت النبی ﷺ کے جلسے اور محفلیں کیوں نہ منعقد فرمائیں؟

۞...... اور اگر مروجہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں اور جلسوں کا ذکر خیر القرون سے نہیں ملتا تو پھر ان کا انعقاد جائز اور کار ثواب سمجھ کر کرنا اصول وہابیہ کے مطابق بدعت ضلالہ ہے کہ نہیں؟

علاج و اصلاح کی تاویل کا ازالہ

تاویل ...... : علماء دیوبند کی طرف سے یہ تاویل کی گئی کہ ہم سیرت النبی ﷺ کے جلسے وجلوس محض علاج یا اصلاح کی غرض سے کرتے ہیں ثواب وعبادت سمجھ کر نہیں کرتے۔ اسلئے ہمارے سیرت النبی ﷺ کی محافل واجتماع وغیرہ جائز ہیں اور آپ اہلسنت کی محفل میلاد بدعت ہے۔

ازالہ ...... : اولاً آپ حضرات سے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ آپ لوگوں نے ان نئے کاموں کے جواز کے لئے علاج یا اصلاح کی جو تقسیم کی ہے اس پر آپ کے پاس دلیل خاص کیا ہے؟، آخر یہ اصول کہاں سے ثابت ہے؟

پھر دوسری بات یہ بتائیں کہ ”کل بدعة ضلالہ “کے ”کل“ (بقول علماء دیوبند) کے عموم سے آپ کا یہ اصول کس دلیلِ خاص سے خارج ہوا ہے وہ بھی پیش کریں۔

تیسری بات یہ ہے کہ سیرت النبی ﷺ کے جلوسوں کو خود علماء دیوبند نے محبت رسول ﷺ اور تعظیم رسول ﷺ میں داخل کیا ہے تو آپ کی تاویل کے مقابلے میں ان علمائے دیوبند کا صریح بیان آپ کی نظر میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

نیز یہ بھی بتائیں کہ کیا محبت رسول ﷺ اور تعظیم رسول ﷺ آپ کے نزدیک دین سے خارج ہے؟ معاذاللہ !

چوتھی بات یہ ہے کہ ان مجلسوں اور محفلوں پر علماء دیوبند کا رحمتوں، برکتوں کے نزول کا دعویٰ یہ بتاتا ہے کہ ان کو مقدس و دینی مجالس ومحافل سمجھ کر انعقاد کیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں آپ کی مذکورہ بالا تاویل کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟

پھر سب سے بڑا اور اہم سوال یہ ہے کہ اصلاح وعلاج کی ان تمام تر تاویلات کے باوجود کیا اس کے جواز کو خود آپ کے علمائے دیوبند نے قبول کرلیا ہے؟ کیا علمائے دیوبند کی نظر میں اب یہ جلوس بدعت نہیں رہے؟ آپ کی مذکورہ بالا تاویلات کا حشر دکھانے کے لئے اب ہم آپ کو آپ ہی کے علماء کی بارگاہ میں لے چلنا چاہتے ہیں۔ بار خاطر نہ ہو تو اپنے ہی علماء کی ان تصریحات کا بغور مطالعہ کریں!

''دیوبندی فتویٰ''سیرت النبی ﷺ کے جلسے وجلوس بدعت''

ایک طرف تو علماء وہابیہ دیابنہ سیرت النبی ﷺ کے جلسوں وجلوسوں کا انعقاد کرتے ہیں اور تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہ محض اصلاح وعلاج ہے۔لہٰذا یہ بدعت نہیں لیکن خود ان کے اپنے ہی دیوبندی علماء نے ان کی اس تاویل کو قبول نہ کیا بلکہ اس کو بدعت اور رسمی مظاہرے قرار دیکر ممنوع قرار دیا ہے۔چنانچہ علماء دیوبند کے مولوی یوسف لدھیانوی اپنی کتاب میں سیرت النبی ﷺ اور میلاد النبی ﷺ کے جلسوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''سلف صالحین نے کبھی سیرت النبی کے جلسے نہیں کیے اور نہ میلاد کی محفلیں سجائیں''

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص 84)

☆مزید لکھتے ہیں کہ

''چھ صدیوں میں جیسا کہ میں[یوسف لدھیانوی دیوبندی] ابھی عرض کرچکا ہوں، مسلمانوں نے کبھی سیرت النبی کے نام سے کوئی جلسہ یا میلاد کے نام سے کوئی محفل نہیں سجائی''

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص صفحہ 85)

معلوم ہوا جس طرح دیوبندی علماء کے نزدیک محفل میلاد النبی ﷺ کا چھ صدیوں سے ثبوت نہیں بالکل اسی طرح سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کا بھی ثبوت نہیں۔لہٰذا اب جو دیوبندی حضرات سیرت النبی ﷺ کے محافل، جلسے وجلوسوں کو علاج واصلاح کی نیت کا نام دیکر بدعت سے خارج کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیں کہ خود ان کے علماء دیوبند ہی نے اس اصلاح وعلاج والی تاویل کو قبول کرنے کی بجائے صاف طور پر اسے بدعت قرار دے رہے ہیں۔

......"دیوبندی فتوی" سیرت النبی ﷺ کے جلوس شیعہ کی نقالی......

پھر سیرت النبی ﷺ کی محافل اور جلسوں کو محض اصلاح وعلاج کہہ کر خود کو بدعت کے دائرے سے خارج کرنے کی کوشش کرنے والے علماء دیوبند کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کے مفتی اعظم صاحب نے تو ان کا رد کرتے ہوئے ان کو شیعوں کی نقالی تک قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ دیوبندی مفتی اعظم تقی عثمانی نے یہ لکھا ہے کہ

"**نبی کریم ﷺ نے تو ہمیشہ اس امت کو ان رسمی مظاہروں سے اجتناب کی تلقین فرمائی**......صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پوری حیات طیبہ میں کوئی شخص ایک نظیر ایک مثال اس باب پر پیش کرسکتا ہے کہ **نبی کریم ﷺ کی سیرت کے نام پر ربیع الاول میں یا کسی مہینے میں کوئی جلوس نکالا گیا ہو**؟ بلکہ پورے تیرہ سو سال کی تاریخ میں کوئی ایک مثال کم از کم مجھے تو نہیں ملی کہ کسی نے آپ کے نام پر جلوس نکالا ہو۔ ہاں! شیعہ حضرات محرم میں اپنے امام کے نام پر جلوس کرتے تھے، **تو ہم نے سوچا کہ انکی نقالی میں ہم بھی جلوس نکالیں گے** حالانکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے **من تشبہ بقوم فھو منھم** جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان میں سے ہو جاتا ہے"۔ (میلاد النبی اور سیرت النبی کے جلسے اور جلوس تالیف تھانوی، تقی عثمانی صفحہ ۲۹، ۳۰ مرتب محمد سلمان سکھروی مکتبہ الاسلام کراچی)

تو اب تقی عثمانی دیوبندی صاحب کے مطابق دیوبندیوں کے یہ جلسے رسمی مظاہرے ہیں جن سے بچنا چاہیے۔ اور یہ شیعوں کی نقالی ہیں۔ لہٰذا ان کو اصلاح وعلاج کہنا بھی خود اپنے ہی دیوبندی علماء کا رد کرنا ہے۔ ہم اہلسنت حنفی بریلویوں پر آپس میں دست وگریبان کا الزام لگانے والے علماء دیوبند خود اپنے ہی علماء واکابرین سے خانہ جنگی میں مبتلا نکلے۔ تو جو علماء دیوبند تشدد کی راہ اختیار کرتے ہوئے میلاد شریف کو عیسائیوں کی نقالی کا طعنہ دیکر اسے فعل حرام قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں آج اپنے ہی آئینہ میں اپنا بھیانک چہرہ دیکھ لیں کہ بقول علمائے دیوبند وہ خود شیعہ کی نقالی کر رہے ہیں۔

دیوبندی فتویٰ سیرت النبی ﷺ کے جلسے بدعت

اسی طرح علماء دیوبند کے جامعہ بنوریہ کا سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کے بارے میں فتویٰ پچھلے صفحات پر گزرا جس میں انہوں نے ان جلسوں کے انعقاد کے بارے میں کہا کہ

''**بلاشبہ جائز اور باعث ثواب ہے**'' (الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ ،فتویٰ نمبر ۲۷۸۸۳) جب کہ دیوبندی مولوی یوسف لدھیانوی کا حوالہ بھی گزرا کہ یہ ''سیرت النبی کے جلسے بھی چھ صدیوں بعد شروع ہوئے'' ملخصا (اختلاف امت اور صراط مستقیم) تو اب چھ صدیوں بعد شروع ہونے والے کام کو ثواب سمجھنا علماء دیوبند کے اپنے اصولوں سے یقیناً بدعت ہے۔ چنانچہ علمائے دیوبند کے مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب ''کل بدعۃ ضلالہ'' کے تحت لکھتے ہیں کہ

> ''فرمایا کہ ہر وہ کام جو میں نے بیان نہیں کیا اور میری طرف سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان نہیں کیا ،جس پر عمل نہیں کیا اس کو **اپنی طرف سے ثواب سمجھ کر کرنے لگیں** تو وہ گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی''

(خطبات الرشید :جلد ۲ بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ ص ۱۴۲)

یہی دیوبند مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب مزید کہتے ہیں کہ

> ''جن چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے ثواب نہیں بتایا اگر ان میں ثواب سمجھیں گے تو آپ متوازی حکومت بنا رہے ہیں یا نہیں؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حکومت کے مقابلہ میں آپ اپنی حکومت چلانا چاہتے ہیں''

(خطبات الرشید :جلد ۲ بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ ص ۱۴۴)

یہی دیوبند مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب مزید کہتے ہیں کہ

> ''جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ثواب کا طریقہ نہیں بتایا آپ کون ہوتے ہیں اس میں ثواب بتانے والے ۔ایک ناچیز بندہ اور مقابلہ کرے اللہ و رسول ﷺ کا''

(خطبات الرشید :جلد ۲ بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ ص ۱۵۴)

دیوبندی علامہ علی شیر حیدری کہتے ہیں کہ

"جو حضور ﷺ نے نہیں بتلائی تو جتنا مرضی کہے اچھی ہے، میں نہیں مانتا۔ اچھی ہوتی تو میرے نبی ﷺ ضرور بتلاتے" (خطبات ربیع الاول: 304)

تو علماء دیوبند کے یہ سیرت النبی ﷺ، مقصد میلاد النبی ﷺ، عظمت رسول ﷺ کانفرنس جیسے مختلف عنوانات کی محافل، جلسے اور جلوس خود علماء دیوبند کے اصول وقواعدِ بدعت سے بدعت ضلالہ قرار پائے بلکہ مذکورہ حوالے کی رو سے علماء دیوبند یہ جلسے، جلوس نکال کر اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی حکومت کے مقابلے میں اپنی حکومت بنا رہے ہیں، اللہ عزوجل و رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ لہذا محض اصلاح وعلاج کی خود ساختہ تاویلات کا سہارا لیکر ان کو علماء دیوبند اپنے حق میں ہرگز جائز ثابت نہیں کر سکتے۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 7

......دیوبندی مکتبہ فکر کا عمل "خلفاء راشدین کے ایام وجلوس بدعت"......

تمام اہل علم جانتے ہیں کہ دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء ! ہمارے آقا کریم ﷺ کا کوئی دن نہیں مناتے، میلاد النبی ﷺ کے جلسے وجلوس کا انعقاد نہیں کرتے لیکن حیرت کی بات ہے کہ یہی دیوبندی علماء ہمارے آقا کے غلاموں یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے ایام مناتے ہیں اور ان کے نام پر جلسے وجلوس بھی نکالتے ہیں۔ آقا (ﷺ) کے ایام منانے کو بدعت قرار دیتے ہیں جبکہ آقا (ﷺ) کے غلاموں [صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین] کے ایام کو بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ عجیب معاملہ ہے کہ آقا کے ایام منانا تو بدعت ہو لیکن غلاموں کے ایام منانا جائز و مستحب ہو!

بحر حال علماء وہابیہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے ان ایام کو سرکاری سطح پر منانے اور عام تعطیل کا مطالبہ بھی کرتے نظر آتے ہیں۔ جس کسی کو ثبوت درکار ہوں تو نیٹ پر سرچ کر کے دیکھ سکتا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ جس پر ہم حوالہ جات پیش کریں، دیوبندی وہابی مکتبہ فکر کے لوگ اس کا انکار نہیں کر سکتے۔

علماء دیوبند کی نام نہاد جہادی تنظیم لشکر جھنگوی کے حق نواز جھنگوی کہتے ہیں کہ

> "ہم یوم صدیق اکبرؓ پر جلوس نکال چکے ہیں میں نے سنی زعما اور سنی علماء کرام سے کہا ہے ذرا چند سال اپنے فتوے کی توپ کا منہ بند رکھو، میں تم سے زیادہ بدعت کے موضوع کو پڑھ چکا ہوں......ہم صدیق اکبرؓ کے یوم کے جلوس نکالیں گے۔ جب یہ پختہ ہو گا تو فاروق اعظمؓ کا یوم آئے گا۔ ۱۸ ذوالحجہ کو عثمان غنیؓ کا آئے گا، جب وہ پختہ ہو گا ہم دس محرم کا بھی جلوس نکالیں گے اور وہ جلوس حسینؓ کی مدح جرات، بہادری، شجاعت کا جلوس ہو گا اور ان کے خلاف ماتم کرنے والے جو ان کی بزدلی یا ان کی بہادری پر نفس گیری کرتے ہیں۔ یہ ان کے خلاف ہو گا۔ یہ جلوس جب ملک میں عام ہوں گے تو ایک اسٹیج آئے گی خود شیعہ کہیں گے کہ نہ ہم جلوس نکالتے ہیں نہ تم نکالو......ہم دس محرم کا جلوس بند کرا کر دم لیں گے **چلو نہ بند ہو بالفرض لیکن جس شوق سے اصحاب رسول ﷺ کو گالی دی جائے گی ہم اسی جوش کے ساتھ**

اصحاب رسول ﷺ کی مدح سرائی کر کے دکھائیں گے ۔(مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی 15 تاریخ ساز تقریریں، صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵۔ ادارہ نشریات اسلام لاہور: پاکستان)

اسی طرح علماء دیوبند کے نجم الفتاوی کا حوالہ بھی ملاحظہ کیجیے

سوال-----: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے یوم پیدائش اور یوم وفات وغیرہ منانے کا کیا حکم ہے؟ وراسی طرح یہ مطالبہ کرنا کہ یوم صدیق اکبر سرکاری طور پر مناتے ہوئے عام تعطیل کی جائے۔ شریعت مطہرہ میں اس مطالبہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟"

الجواب حامد أو مصليا ......: صورت مسئولہ میں اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایام کو اس طرح منایا جائے کہ ان کی دینی خدمات اور سیرت کو بیان کیا جائے تا کہ ان کے حالات زندگی اور دوسرے معمولات لوگوں کے سامنے آئیں جس سے لوگوں میں دین کی رغبت اور شوق پیدا ہو **تو یہ عمل جائز و مستحسن ہے**۔ البتہ اس کو دین کا حصہ نہ سمجھا جائے اور اس کا التزام واہتمام بھی نہ کیا جائے ۔**نیز اس دن چھٹی کرنا اور جلوس نکالنا عدم ثبوت کی بناء پر جائز نہیں، اس سے احتراز کرنا چاہیے**۔ لما في المشكوة عن عائشه رضي الله عنها قالت رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد .وفي شرعة البهية :ان عمل المولد بدعة لم يقل بي و لم يفعله رسول الله ﷺ و الخلفاء و الائمة ......وقد اتفق علماء المذاهب الاربعة بذم هذا العمل .بحواله راه سنت" (نجم الفتاوی جلد اول: ص ۲۱۵: سوال ۲۲۲)

اب ہم دیوبندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے مروجہ ایام منانے پر اپنے اصول وقواعد کے مطابق کوئی ایک دلیل خاص پیش کر دیں۔
- ...... پھر ان مروجہ محافل واجتماعات کی مشروعیت کا تعین بھی دلیل خاص سے پیش کریں، نیز جو بھی دعویٰ کریں اس پر قرآن وحدیث سے دلیل خاص ضرور پیش کریں۔

۞...... اگر خلفاء راشدین علیہم الرضوان اجمعین کے ایام منانا جائز ہیں تو کیا ان کے زمانے میں یہ ایام منائے گئے تھے؟

۞...... چلیں یہ بتا دیں کہ خلفاء راشدین کے بعد کے صحابہ یا تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے مروجہ انداز میں خلفاء راشدین کے ایام کا انعقاد کیا تھا؟

۞...... کیا تابعین یا تابع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] نے خلفاء راشدین کے ایام کا انعقاد کیا؟

۞...... صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کا گستاخ اور خارجی گروہ تو ان کے زمانوں میں موجود تھا جو ہر طرح ان مقدس ہستیوں کی مخالفت کرتا تھا تو کیا ان کے مقابلے میں (حق نواز جھنگوی صاحب کی طرح) خیر القرون میں مروجہ انداز میں اہل حق نے محافل، مجالس اور جلسوں کا انعقاد کیا تھا؟

۞...... نیز یہ بھی بتائیں کہ ان مروجہ ایام صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کے انعقاد کیلئے جانی و مالی تعاون کرنے والے یا کسی بھی طرح سے اس میں حصہ لینے والے حضرات اجر وثواب کے مستحق ٹھہرتے ہیں کہ نہیں؟

۞......علماء دیوبند کی تاویل کا ازالہ خود علماء دیوبند کے قلم سے......۞

تاویل......: میرے محترم مسلمان بھائیو! ممکن ہے کہ کوئی دیوبندی یہاں یہ کہہ دے کہ ہم ان ایام کو دین یا دین کا حصہ سمجھ کر نہیں کرتے اسلئے یہ بدعت نہیں۔

۞......ازالہ......۞

تو اس پر اولاً سوال یہ ہے کہ کیا دین کے نام پر ایسا نیا کام کرنا جس کو دین یا کا حصہ سمجھ کر نہ کیا جائے ایسا کرنا جائز ہے؟ مستحب ہے؟ مباح ہے؟ جو بھی ہے اس پر بھی دلیل خاص قرآن وحدیث سے پیش کیجئے؟

ثانیاً یہ تاویل بہت ساری وجوہات کی بناء پر باطل ہے کیونکہ علماء دیوبند ان ایام کے انعقاد کے لئے سر دھڑ کی بازی لگاتے ہیں اور اگر مخالفین روکنے کی کوشش کریں تو میدان جنگ بھی گرم ہو جاتا ہے اور پھر یہ غیر دینی سمجھے جانے والے پیروگرام کے انعقاد کے لئے لڑتے ہوئے مارے جانے والے دیوبندی حضرات کو مقام شہادت کا درجہ بھی دیا جاتا ہے تو یہ کیسا پیروگرام ہے کہ دین بھی نہیں دین کا حصہ بھی نہیں لیکن مرنے والا مقام شہادت پر ضرور فائز ہو

جاتا ہے؟

۞...... پھر یہ دین و دنیا اور ثواب اور غیر ثواب کی تاویل کرنا محض فریب کاری ہے کیونکہ خود علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب فرماتے ہیں کہ

"غرضیکہ دین و دنیا، مذہب و سیاست میں فرق نکالنا یہ اہل یورپ کی پیداوار ہے۔ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کا دامن اس تفریق سے بالکل پاک و منزہ ہے۔ مسلمان کی دنیا بھی دین ہے۔ بلکہ مسلمان کا سونا جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا وغیرہ بلکہ زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو دین ہے یہاں تو یہ نظریہ ہے جیسا کہ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ "احتسب نومتی کما احتسب قومتی "یعنی میں اپنی نیند کو بھی ایسا ہی ثواب سمجھتا ہوں جس طرح اپنے کھڑے ہو کر نماز اور تہجد پڑھنے کو۔ بخاری ج ۲ ص ۶۲۲۔

(الکلام المفید فی اثبات التقلید: ص ۸۳)

یہی سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ

"حضرات! مسلمانوں کا دین اور دنیا۔ مذہب اور سیاست دو الگ الگ راہتے نہیں۔ بلکہ مسلمان کی سیاست اور دنیا بھی دین ہی ہے، یہاں دین اور دنیا کا اور مذہب و سیاست کا فرق نکالنا زندقہ اور الحاد ہے"

(الکلام المفید فی اثبات التقلید: ص ۵۸)

لہذا اب یہ کہنا کہ یہ ایامِ صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کی مجالس، جلسے وجلوس دین نہیں ہے یا ثواب کا کام نہیں یا ثواب سمجھ کر نہیں کئے جاتے یہ سب تاویلات باطلہ خود علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب کے قلم سے باطل ٹھہریں بلکہ زندقہ والحاد قرار پائے۔

مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

اب ذرا دیوبندی حضرات اپنے مفتی محمد سعید خان دیوبندی کا فتویٰ بھی ملاحظہ کرلیں کہ وہ ان ایام کو صاف طور پر بدعت قرار دیتے ہوئے اپنے دیوبندی برادران پر اپنے غصے کا اظہار کچھ اس انداز میں کرتے ہیں چنانچہ

دیوبندیوں کے مفتی محمد سعید خان کہتے ہیں کہ:

”تیسری خرابی یہ ہے کہ جن بدعات کے رد پر ہمارے اکابرین اھل السنۃ والجماعۃ نے تقریباً ڈیڑھ سو برس خم ٹھونک کر جہاد کیا، اب وہی بدعات ان نام نہاد سنیوں، صوفیوں، دیوبندیوں نے اپنا لی ہیں۔ مثلاً اکابرین اھل السنۃ والجماعۃ رضی اللہ عنھم ہمیشہ دن منانے کے خلاف رہے لیکن اب خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے باقاعدہ دن منائے جاتے ہیں اور اس بات کی ترغیب وسعی نامبارک بھی کی جاتی ہے۔ محرم ۱۴۳۲ھ یہ پہلا سال ہے کہ اپنے آپ کو سنی اور دیوبندی کہنے والے علماء کرام نے اسلام آباد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام پر ایک باقاعدہ جلوس نکالا ہے۔ شیعہ حضرات دس محرم مناتے ہیں اور انہوں نے یکم محرم منایا ہے“

(دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے صفحہ 14)

تو دیکھئے خود دیوبندی مفتی محمد سعید خان نے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دن منانے کو بدعت میں شمار کیا۔ اور اکابرین دیوبند کا مسلک یہ بتایا کہ وہ ان کاموں کو بدعت قرار دیتے تھے۔ مگر ساتھ ہی تسلیم بھی کرلیا کہ دیوبندی حضرات اس بدعت میں مکمل شریک ہیں۔

سحر کی خوشیاں منانے والو! سحر کے تیور بتا رہے ہیں

ابھی تو اتنی گھٹن بڑھے گی کہ سانس لینا عذاب ہوگا

❁...... اسی طرح دارالعلوم دیوبند کے دیوبندی حکیم قاری محمد طیب دیوبندی صاحب نے صحابہ کرام علیھم الرضوان اجمعین کے ایام (ڈے) کو ”مداخلت فی الدین“ کہا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ

”اہل دنیا نے نظام الدین کے متوازی دنیوی نظام بنا کر ڈے متعین کر کے مداخلت فی الدین کا ثبوت دیا ہے **جیسا کہ اہل دین کے جاہل طبقہ نے دین اور اہل دین کے نام پر از خود ڈے (ایام) متعین کر کے** ان کے منانے کی عیدیں منالیں۔ جیسے گیارھویں کا دن، دسویں کا دن، تیجہ کا دن، برسی کا دن یا فلاں بزرگ کا دن **بصدیق ڈے، فاروق ڈے وغیرہ متعین کر کے دین کے رنگ میں مداخلت فی الدین کی ہے** اور یہ چیز پہلے کی بہ نسبت زیادہ

فتیح ہے کہ دین میں التباس اور تلبیس پیدا کرتی ہے"

(آفتاب نبوت صفحہ۱۸۸: قاری طیب دیوبندی)

تو اب وہ تمام دیوبندی جو اپنی اس مداخلت فی الدین کو اپنے حق میں جائز ثابت کرنے کے لئے مختلف تاویلات باطلہ کا سہارا لیتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ ہم دیوبندی ان ایام کو دین وثواب نہیں سمجھتے، کبھی کہتے ہیں کہ ہم دیوبندی ان ایام کو بطور علاج کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو ایسے تمام دیوبندی حضرات کے منہ پر خود ان کے اپنے امام قاری طیب نے زوردار تھپڑ مار کر ان کا نہ صرف منہ بند کر دیا بلکہ یہ بتا دیا کہ ان کی تمام تاویلات باطل ہیں اور یہ سب ایام (ڈے) جو دیوبندی حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے ناموں پر منعقد کرتے ہیں یہ قاری طیب دیوبندی صاحب کے مطابق ایسے ہی بدعت اور مداخلت فی الدین ہیں جیسے اہل دنیا کے دنیوی نظام کے ڈے۔

۞...... محترم قارئین کرام! حق نواز جھنگوی دیوبندی صاحب کا جو حوالے ابھی سابقہ صفحات پر آپ نے پڑھا اس میں خود حق نواز جھنگوی صاحب کہتے ہیں کہ

"میں نے سنی زعما اور سنی علماء کرام [یعنی دیوبندیوں] سے کہا ہے ذرا چند سال اپنے فتوے کی توپ کا منہ بند رکھو۔ میں تم سے زیادہ بدعت کے موضوع کو پڑھ چکا ہوں" (مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی 15 تاریخ ساز تقریریں)

دیکھئے جھنگوی صاحب! صاف طور پر اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ خود ان کے اپنے دیوبندی ("سنی زعما، سنی علماء") ان ایام، جلسوں وجلوسوں کو بدعت کہتے ہیں اسی لئے حق نواز جھنگوی نے اپنے دیوبندی علماء کو کہا کہ "ذرا اپنے فتوے کی توپ کا منہ بند رکھو، میں تم سے زیادہ بدعت کے موضوع کو پڑھ چکا ہوں" مطلب صاف ظاہر ہے کہ خود علماء دیوبند نے اس عمل پر بدعت بدعت کے فتوؤں کی توپ چلائی، جس کی وجہ سے جھنگوی صاحب کو کہنا پڑا کہ منہ بند رکھو۔ دیکھئے جب دیوبندیوں کے گھر کی بات آئی تو کس طرح اپنے ہی علماء پر برس پڑے اور دھمکی دیکر ان کا منہ بند کروایا۔ بحر حال بات واضح ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک یہ جلسے جلوس اور ایام بدعت ہیں لیکن جھنگوی صاحب جیسے حضرات کے خوف و ڈر سے اپنی توپوں کا منہ بند کیا ہوا ہے۔

تو اس حوالے سے بھی مذکورہ دیوبندی تاویل کا ازالہ ہو گیا۔ لہذا اس قسم کی تاویلات باطلہ کا سہارا لیکر علماء دیوبند

اپنی کم علم عوام کا منہ تو بند کروا سکتے ہیں لیکن علمی میدان میں ان کی تاویلات باطلہ مکڑی کے جال سے بھی زیادہ کمزور ہے جس کا ایک ادنیٰ سا علمی نمونہ ہم نے اس تاویل کے ازالہ پر پیش کر دیا۔ لہذا علماء دیوبند کی ایسی تاویلات کچھ وقعت نہیں رکھتیں۔

......ایام صحابہ پر چھٹی کا مطالبہ جائز نہیں بدعت ہے......

دیوبندی مکاتب فکر کے علماء ایام صحابہ علیہم الرضوان اجمعین پر حکومتی سطح پر چھٹی کا مطالبہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور پاکستان میں تو یہ مطالبہ بہت زور و شور سے پیش کیا جاتا ہے نیٹ پر آپ اس قسم کے مطالبے کی ویڈیوز دیکھ سکتے ہیں حق نواز جھنگوی سے لیکر اورنگزیب فاروقی تک بلکہ تقریباً سبھی دیوبندی حکومتِ پاکستان سے چھٹی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور پھر ان ایام میں جلوس بھی نکالتے ہیں۔ اگر کسی کو ثبوت چاہے تو نیٹ پر سرچ کر سکتا ہے جہاں بے شمار اشتہارات اور ویڈیوز اپلوڈ ہیں۔

حالانکہ ان ایام میں یا اس نسبت سے جلسے، جلوس نکالنے کا ثبوت خاص اصول و قواعدِ علماء دیوبند کے مطابق ہرگز موجود نہیں۔ بلکہ اصول و قواعد وہابیہ کے مطابق عدم ثبوت کی بناء پر تو یہ سب بدعت ہیں۔ لیجیے خود دیوبندیوں کا نجم الفتاوی کھول کر دیکھ لیں کہ انہوں نے اس کو بدعت لکھا، دیوبندی مفتی سید نجم الحسن مہتمم و رئیس دارالافتاء جامعہ دار العلوم یاسین القرآن نے اپنے فتوے میں لکھا کہ

> "نیز اس دن چھٹی کرنا اور جلوس نکالنا عدم ثبوت کی بناء پر جائز نہیں، اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ لما في المشكوة عن عائشه رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد ۔ وفي شرعة البهية: ان عمل المولد بدعة لم يقل بي و لم يفعله رسول الله ﷺ و الخلفاء و الائمة ...... وقد اتفق علماء المذاهب الاربعة بذم هذا العمل ۔ بحواله راه سنت" (نجم الفتاوی جلد اول: ص ۲۱۵: سوال ۲۲۲)

تو اب اس فتوے سے چھٹی کا مطالبہ کرنے والے دیوبندیوں کی اپنی چھٹی ہو گی، خود گمراہ، بدعتی و جہنمی ٹھہرے، دیوبندی مفتی صاحب نے "من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد" سے استدلال کر کے اس کے

بدعت ہونے پر اپنی مہر ثبت کردی ہے۔

مزید گفتگو کے بجائے یہ عرض کرتے چلیں کہ مذکورہ بالا علماء دیوبند کے حوالہ جات کو دیکھئے تو یہاں پر دیوبندی حضرات عجیب الجھن کا شکار ہیں کہ اگر حق نواز جھنگوی، اورنگزیب فاروقی جیسے دیوبندیوں کی بات مان کر صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے ایام منائیں تو قاری طیب، صاحب نجم الفتاویٰ، بلکہ مفتی سعید جیسے دیوبندی حضرات کے مطابق بدعتی (جہنمی) اور مداخلت فی الدین کرنے والے ٹھہریں گے۔ اس مقام پر دیوبندی حضرات کی حالت دیکھ کر برجستہ یہ شعر یاد آ گیا۔

عجب الجھن میں ہے درزی جو کف ٹانکے تو چاک اُدھڑا
ادھر ٹانکہ اُدھر ادھڑا، اُدھر ٹانکہ ادھر اُدھڑا

دیوبندی مولوی محمد سعید اور قاری طیب نے جلسوں جلسوں کو منع کیا ہے۔ یہاں پھر دیوبندی یہ کہتے ہیں کہ "انہوں نے ایسے جلسے جلوسوں کو منع کیا ہے جن میں ناچ گانا ڈھول تماشہ ہو" لیکن قارئین کرام یہ بھی دیوبندیوں کی باطل تاویل ہے کیونکہ آپ خود ان حوالوں کو پڑھ سکتے ہیں کہ یہاں ناچ گانے ڈھول وتماشے کا کہیں بھی ذکر نہیں بلکہ ان نے جو منع کیا ہے وہ انہیں "مداخلت فی الدین" اور بدعت سمجھ کر منع کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر دیوبندی تاویل مان بھی لی جائے تو ایسی صورت میں انہیں پر یہ لازم ہے کہ یہ مروجہ جلسے جلوس اور ایام (جن کو یہ جائز وکار ثواب سمجھتے ہیں، انھیں) اپنے اصولوں اور قواعد کے مطابق ثابت کریں اور ہمارے سوالات کے جوابات بھی عنایت کریں۔

جھنگوی صاحب کے اصول سے میلاد النبی ﷺ کے جلسے وجلوس جائز

قارئین کرام! سابقہ صفحات پر حق نواز جھنگوی دیوبندی کا حوالہ آپ نے پڑھا جس میں جھنگوی صاحب نے ایک اصول پیش کیا کہ شیعہ اپنے جلسوں وجلسوں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کو بُرا بھلا کہتے، گالیاں بکتے ہیں [معاذ اللہ عزوجل] اس لئے ہم دیوبندی ایسے جلسے وجلوس نکالتے ہیں تا کہ اصحاب رسول ﷺ کی مداح سرائی کی جائے۔ملخصاً

تو اب حق نواز جھنگوی دیوبند صاحب کے اسی اصول پر ہم پوچھتے ہیں کہ آج دنیا بھر کے کفار ومشرکین مسلمانوں کے دلوں سے محبت وتعظیم رسول ﷺ ختم کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کر رہے ہیں کہ نہیں؟ کبھی معاذ اللہ! خاکے بنا کے ذات مصطفیٰ ﷺ پر حملے کر رہے ہوتے ہیں تو کبھی بے ادب نام نہاد کلمہ گو حضرات کے ذریعے نبی پاک ﷺ کی ناموس پر حملے کر رہے ہیں۔معاذ اللہ عزوجل !تو اب جھنگوی صاحب کے اصول کے مطابق ان کے رد میں نبی پاک ﷺ کے ذکر، تعظیم وتوقیر کا چرچا کرنے کے لئے ان کے غلاموں (صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین) کے ایام کی طرح ان کے اور ہم سب کے آقا نبی کریم ﷺ کا ''یوم'' منانا، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل منعقد کرنا یا شرعی حدود میں رہتے ہوئے کسی بھی طرح ان کی ذات سے نسبت رکھنے والے جلسے منعقد کرنا اور جلوس نکالنا، محفلیں سجانا یہ سب بھی جائز ہو گا یا نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ فرق بیان کیجیے؟

دیوبندی فتوی کالج میں میلاد النبی ﷺ واجب ہے

ویسے تو دیوبندی مکتبہ فکر کے حکیم اشرفعلی تھانوی صاحب کا یہ حوالہ بھی قابل ذکر ہے کہتے ہیں کہ

> ''اگر کسی جگہ بدعت ہی لوگوں کے دین کی حفاظت کا ذریعہ ہو جائے تو وہاں اس بدعت کو غنیمت سمجھنا چاہیے، جب تک کہ ان کی پوری اصلاح نہ ہو جاوے **جیسے مولود شریف اور جگہ تو بدعت ہے مگر کالج میں جائز بلکہ واجب ہے** کیونکہ اس بہانہ سے **وہ بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر شریف اور آپ کے فضائل ومعجزات تو سن لیتے** ہیں تو اچھا ہے اسی طرح **حضور ﷺ کی عظمت ومحبت ان کے دلوں میں قائم رہے**'' (ملفوظات حکیم الامت حصہ اول ص ۳۲۶)

اس حوالے میں جہاں علماء دیوبند کے حکیم اشرفعلی تھانوی صاحب نے دوٹوک الفاظ میں اس بات کا اقرار کیا اور یہ بتا دیا کہ ''ذکر رسول ﷺ ،فضائل ومعجزات اور حضور ﷺ کی عظمت ومحبت کے درس وبیان کا نام ہی ''مولود شریف'' (میلادالنبی ﷺ) ہے اور اس مولود شریف کی وجہ سے بدعمل مسلمانوں کی اصلاح ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں حضور ﷺ کی عظمت ومحبت قائم ہوتی ہے ۔الحمدللہ عزوجل! (تو کیا اسی وجہ سے یہ حضرات مولود شریف کی محافل کا انعقاد نہیں کرتے تاکہ دلوں میں عظمت ومحبت رسول قائم نہ ہوجائے)۔

وہیں اپنے مندرجہ بالا اصول وضابطہ کی روشنی میں یہ تسلیم بھی کرلیا کہ کالج (یونیورسٹی وغیرہ) میں ایسے مسلمانوں کی کثرت ہوتی ہے جو ہوتے تو مسلمان ہیں لیکن عظمت وشان مصطفیٰ ﷺ سے واقف نہیں ہوتے، جو ذکر رسول ﷺ ،فضائل ومعجزات رسول ﷺ نہیں سنتے اس لئے ایسے حضرات اور ایسے مقامات پر مولود شریف منعقد کرنا واجب ہے۔

تو ہمیں عرض یہ کرنا ہے کہ غفلت وکم علمی کا یہ ماحول صرف سکول، کالج اور یونیورسٹیوں ہی تک محدود نہیں بلکہ بدقسمتی سے آج گستاخیوں اور اسلام دشمن عناصر کی سازشوں سے تو ہر جگہ یہی صورت حال بنی ہوئی ہے ۔لہٰذا اس اصول کے پیش نظر تو فی زمانا ہر جگہ محفل میلاد کی مجلسیں منعقد کرنا بقول تھانوی صاحب جائز ہی نہیں بلکہ واجب ٹھہرے گا۔کاش علمائے دیوبند اپنے ہی امام اشرفعلی تھانوی صاحب کے اسی اصول پر عمل کرلیں تو کچھ اختلاف تو امت میں کم ہوجائے گا۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 8

......دیوبندی مکتبہ فکر کا عمل ''جشن دارالعلوم دیوبند'' بدعت......

دنیا جانتی ہے کہ علماء دیوبند نے اپنے دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ جشن منایا، اور اس میں ایک ہندو عورت اندرا گاندھی کو اس کے غیر مسلم عملہ کے ساتھ اسٹیج پر بیٹھایا اور اس عورت سے افتتاح بھی کروایا۔

۞......علماء دیوبند کے ''جانباز مرزا'' نے دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات کی مکمل روائیداد بنام ''روائیداد جشن دیوبند'' سے مرتب کی ۔اور اس پر دیوبندیوں کے اسعد مدنی صدر جمعیۃ علمائے ہند کا [تائیدی] پیغام بھی موجود ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ

''محترمی جانباز مرزا صاحب کی شخصیت انڈو پاک میں محتاج تعارف نہیں ہے ......آپ نے **جشن صد سالہ دارالعلوم دیوبند** کی رپورٹ مرتب فرما کر شائع کی ہے وہ بھی ایک تاریخی دستاویز ہے'' (روائیداد جشن دیوبند)

تو دیکھئے انہوں نے خود اس پیروگرام کے لیے ''**جشن صد سالہ دارالعلوم دیوبند**'' کا لفظ استعمال کیا ہے ۔پھر علماء دیوبند کی اس تاریخی دستاویز کے نام میں بھی ''**جشن**'' کا لفظ موجود ہے۔

۞......اسی طرح علماء دیوبند کے صاحبزادہ تنویر الحق تھانوی کی کتاب ''پاکستان کی پاک سیاست بمقابلہ منافقت'' میں بھی اس تقریب کے لیے ''**جشن**'' کا لفظ استعمال ہوا چنانچہ، وہاں یہ لکھا ہے کہ

''مذکورہ صد سالہ **جشن دیوبند**'' (ص 332)

۞......اسی طرح یہی حوالہ علماء دیوبندی کے رسالے ''ماہنامہ حق نوائے احتشام رجب المرجب ۱۴۲۶ھ/اگست ۲۰۰۵'' میں بھی ہے کہ'' مذکورہ صد سالہ **جشن دیوبند**'' (ص 11)

تو یہاں بھی علماء دیوبند نے خود اپنی اس تقریب کو ''جشن'' کا نام دیا، س لئے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

۞......اسی طرح مختار جاوید صاحب کی کتاب ''دارالعلوم دیوبند کے 100 سال'' میں بھی اس جشن دارالعلوم دیوبند کے تذکرے موجود ہیں۔

۞......اسی طرح خود علماء دیوبند کے خیر الفتاویٰ میں بھی دارالعلوم دیوبند کے سو سالہ جلسے کا ذکر موجود ہے ۔چنانچہ

لکھتے ہیں کہ

"یہ ایک مدرسہ کا صد سالہ جلسہ تھا۔تاریخوں کا تعین حاضرین کی سہولت کے لئے تھا"

(خیر الفتاویٰ جلد اص ۵۷۴)

پھر اس صد سالہ دیوبندی جشن میں ایک ہندو عورت اندرا گاندھی کو بھی مدعو کیا گیا۔جس کا ذکر خود دیوبندی صاحبزادہ تنویر الحق تھانوی نے اپنی کتاب میں کیا۔

۞......چنانچہ اس کتاب میں لکھا ہے کہ

"کسی بھی وجہ سے مذکورہ **صد سالہ جشن دیوبند** میں بھارت کی **وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کو دعوت دینا** اور **محترمہ کا اس میں خطاب کرنا** نہ صرف نا مناسب تھا بلکہ **امت مسلمہ کے لئے باعث عار ہے** ۔اندرا گاندھی کی شرکت پر خطیب پاکستان (دیوبندی احتشام الحق تھانوی) نے حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب کے نام جو احتجاجی خط روانہ فرمایا وہ درج ذیل ہے۔

گرامی قدر مہتمم صاحب دار العلوم دیوبندی ضلع سہارنپور (انڈیا)"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔دار العلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس جو بھارت اور پاکستان کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک کے ہزاروں فارغ التحصیل **مذہبی پیشوا اور علماء و مشائخ کا خالص مذہبی** اور عالمی اجتماع ہے **اس کا افتتاح ایک خاتون کے ہاتھ سے کروانا** نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی روایات کے خلاف ہے **بلکہ دین اسلام کی ان برگزیدہ مذہبی شخصیتوں کے تقدس کے منافی بھی ہے** جو اپنے اپنے حلقے اور علاقوں میں اسلام کی اتھارٹی اور ترجمان ہونے کی حیثیت سے اجتماع میں شریک ہوئے ہیں۔

اگر بھارتی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کو مسلمانوں کے ساتھ ان کی خیر سگالی اور ہمدردی پر خراج تحسین پیش کرنا تھا جس کی وہ بجا طور پر مستحق ہیں تو وہ مذہبی پیشواؤں کے خالص مذہبی اجتماع کی حیثیت کو مجروح کئے بغیر کسی دوسرے طریقے پر بھی پیش کیا جاسکتا تھا،ایشیا کی دینی

درسگاہ کے اس خالص مذہبی صد سالہ اجلاس کو ملکی سیاست کے لئے استعمال کرنا ارباب دار العلوم کی جانب سے مقدس **مذہبی شخصیتوں کا بدترین استحصال اور اسلاف کے نام پر بدترین قسم کی استخوان فروشی ہے۔**

ہم ارباب دار العلوم کے اس غیر شرعی اقدام پر اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ **وہ اس شرمناک حرکت کو** مسلک دیوبند کی ترجمانی تصور نہ کریں بلکہ اس کی ذمہ داری تنہا دار العلوم دیوبند کے مہتمم پر ہے جنہوں نے **دار العلوم کی صد سالہ روشن تاریخ کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ لگادیا** (ٹیلی گرام ختم)۔

از (مولانا) احتشام الحق تھانوی، اوائل اپریل 1980ء

(پاکستان کی پاک سیاست بمقابلہ منافقت: ص 332)

۞......اور یہی حوالہ علماء دیوبند کے "ماہنامہ حق نوائے احتشام رجب المرجب ۱۴۲۶ھ/اگست ۲۰۰۵" صفحہ 11 پر بھی موجود ہے۔

۞......اسی طرح اخبارات میں بھی اس اس جشن اور اندرا گاندھی بلکہ ایک اجلاس میں سونیا گاندھی بھی آئی ہے۔

"روزنامہ جنگ کراچی بدھ ۸ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۸۰ء کے مطابق مدرسہ دار العلوم دیوبند میں ایک ہندو عورت اندرا گاندھی ساڑی پہن کر صدارت کیلئے آئی۔ اور ایک ہندو جگ جیون رام نے دیوبندی اجلاس سے خطاب کیا۔" روزنامہ ایکسپریس ہفتہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ ۳۱ جولائی ۱۹۹۹ء کے مطابق ایک ہندو عورت سونیا گاندھی نے اجلاس کونسل میں خطاب کیا۔ ملخصاً [کڑوا سچ۔ مولانا محمد شہزاد ترابی]

"نئی دہلی 21۔مارچ (ریڈیو رپورٹ، اے آئی آر) دار العلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات شروع ہوگئیں بھارت کی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے تقریبات کا افتتاح کیا۔ (روزنامہ مشرق۔ نوائے وقت لاہور 22، 23۔مارچ 1980ء بحوالہ جشن میلاد النبی ناجائز کیوں؟ اور جلوس اہلحدیث اور جشن دیوبند کا جواز کیوں؟)

اب ہم دیوبندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کوئی ایک آیت یا حدیث اس مروجہ جشن یا تقریب کے جواز پر پیش کریں جس میں ایک غیر مسلم مرد اور غیر مسلم بے پردہ عورت شامل ہو، لیکن اس کے باوجود ایسے جشن کو جائز قرار دیا گیا ہو۔

۞...... ہم پوچھتے ہیں کہ کیا نبی پاک ﷺ نے ایسا مروجہ جشن (تقریب) منایا جس میں غیر مسلم مرد اور غیر مسلم بے پردہ عورت اسٹیج یا اجتماع کی زینت بنی ہو؟ [معاذ اللہ عزوجل]

۞...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے ایسا مروجہ جشن منایا جس میں غیر مسلم مرد اور غیر مسلم بے پردہ عورت اسٹیج یا اجتماع کی زینت بنی ہو؟ [معاذ اللہ عزوجل]

۞...... کیا تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] نے ایسا مروجہ جشن منایا جس میں غیر مسلم مرد اور غیر مسلم بے پردہ عورت اسٹیج یا اجتماع کی زینت بنی ہو؟ [معاذ اللہ عزوجل]

۞...... کیا تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے ایسا مروجہ جشن منایا جس میں غیر مسلم مرد اور غیر مسلم عورت بے پردہ عورت اسٹیج یا اجتماع کی زینت بنی ہو؟ [معاذ اللہ عزوجل]

۞...... اچھا چلیں اپنے اصول وقواعد کے مطابق یہی بتا دیں کہ نبی پاک ﷺ نے مدرسہ صفہ قائم فرمایا تھا تو کیا بعد میں آپ ﷺ نے اس مدرسے کی کسی بھی قسم کی مروجہ تقریب یا جشن کا انعقاد کیا تھا؟

۞...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے مدرسہ صفہ کا یک سالہ، پچاس سالہ یا صد سالہ مروجہ جشن یا اس قسم کی کوئی مروجہ تقریب کا انعقاد کیا تھا؟

۞...... کیا خیر القرون میں کبھی کسی نے مدرسے کی ایسی مروجہ تقریب منعقد کی تھی؟

قارئین کرام! ان شاء اللہ علماء دیوبند اپنی اس تقریب (جشن) پر اپنے ہی اصول کے مطابق کوئی ایک بھی دلیل خاص پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ حق وسچ تو یہ ہے کہ علماء دیوبند کے اصول وقواعد کے مطابق علماء دیوبند کا یہ صد سالہ جشن بدترین بدعت ضلالہ ہے اور علماء دیوبند اس بدعت کی وجہ سے بدعتی وجہنمی ٹھہرے۔

جشن دارالعلوم دیوبند پر تاویل کا ازالہ

ممکن ہے کہ کوئی دیوبندی صاحب یہ کہہ دیں کہ یہ جشن کوئی دین کا حصہ نہیں، یا ہم نے اس کو ثواب سمجھ کر نہیں کیا یا یہ جشن کوئی دینی کام نہیں ہے وغیرہ، اس لئے یہ بدعت بھی نہیں ہے۔

ازالہ

۞...... اس تاویل کا جواب ہم پہلے بھی **بدعت نمبر ۲ "خلفاء راشدین کے ایام وجلوس"** کے تحت بیان کر چکے کہ جس میں علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب نے کہا کہ "**غرضیکہ دین ودنیا**، مذہب وسیاست میں **فرق نکالنا یہ اہل یورپ کی پیداوار ہے** ...... **مسلمان کی دنیا بھی دین ہے**۔ بلکہ مسلمان کا سونا جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا وغیرہ **بلکہ زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو دین ہے** ملخصا۔ (الکلام المفید فی اثبات التقلید: ص ۸۴) لہذا مذکورہ بالا تاویل آپ ہی کے امام سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کے حوالے سے باطل ہوگئی۔

۞...... پھر ہم پوچھتے ہیں کہ یہ تقریب/جشن کیا مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی وجہ سے نہیں کیا گیا تھا؟ خود علماء دیوبند کا کہنا ہے کہ "یہ ایک مدرسہ کا صد سالہ جلسہ تھا" (خیر الفتاوی جلد ۱ ص ۵۷۴) تو اب مدرسے کا جشن منائیں اور پھر یہ کہیں کہ دینی کام نہیں تو یہ تاویل تو خود علماء دیوبند کی تضاد بیانی کا شاندار نمونہ بن جائے گی۔

۞...... پھر جو عمل منقول نہ ہو وہ علماء دیوبند کے نزدیک جائز نہیں یعنی بدعت ہوتا ہے جس پر متعدد حوالے علماء دیوبند کی کتب سے ہماری اس کتاب میں موجود ہیں لہذا اس کو کسی صورت بھی دائرہ بدعت کے عموم (کل) سے خارج کر کے محض دنیاوی عمل کہہ کر جائز نہیں قرار دیا جا سکتا۔

۞...... پھر علماء دیوبند کی یہ ساری تاویلات اس لئے بھی بے کار ہیں کیونکہ خود ان کے اپنے علماء دیوبند نے جشن دیوبند کو بدعت قرار دے دیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ علماء دیوبند کے مولانا عبدالحق خان بشیر چیئرمین حق چار یار اکیڈمی گجرات کی کتاب جس میں اپنے ہی دیوبندی مولوی بندیالوی کو کہتے ہیں کہ

"بندیالوی صاحب کی طبع نازک پر اگر گراں نہ گزرے تو ہم ان سے پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ آپ نے دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات کے حوالے سے اپنی جماعت

کے نائب امیر حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب کا تذکرۃ تو کیا لیکن اپنی جماعت کے امیر **سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری** کا تذکرہ نہیں کیا جنہوں نے اپنی متعدد تقاریر میں ان تقریبات کی مخالفت کرتے ہوئے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ **ہم جشن میلاد کی مخالفت کرتے ہیں اور قاری طیب جشن دیوبند کی بدعت اختیار کر رہا ہے**" (علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور مولانا عطا اللہ بندیالوی ص 70)

معلوم ہوا کہ خود بعض دیوبندی علماء نے بھی جشن دیوبند کی مخالفت کی اور اس کو بدعت قرار دیا۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ دیوبند جو کے علماء دیوبند کا مرکز ہے وہاں اس بدعت کو کس دلیل خاص سے جائز قرار دیکر اس تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں دیوبندی حکیم تھانوی کا حوالہ دوبارہ یاد کرا دیں کہ:

"جو لوگ متبع سنت ہیں اور اپنی ہی جماعت [دیوبندی] کے ہیں **اُن کے یہاں بھی بس یہی دو چار چیزیں تو بدعت ہیں** جیسے مولد کا قیام۔ عرس۔ تیجا۔ دسواں۔ **اس کے علاوہ جو اور چیزیں بدعت کی ہیں اُنہیں وہ بھی بدعت نہیں سمجھتے۔ چاہیے وہ بدعت ہونے میں اُن سے بھی اشد ہوں**۔ (الافاضات الیومیہ)

معلوم ہوا کہ جب اپنے گھر کے جشن کی بات آئی تو کافرہ کو اسٹیج پر بٹھانے کے باوجود سب کچھ جائز قرار پایا مگر جب سنی صحیح العقیدہ مسلمان عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کے لئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے بھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد منائیں تب بھی بدعت و ناجائز کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے اور صاف صاف لکھا جاتا ہے کہ مجلس میلاد منعقد کرنا ہر حال میں ناجائز ہے۔ یہ ہیں علمائے دیوبند کے خود ساختہ اصول......

لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

سچ تو یہ ہے کہ خود دیوبندی علماء نے یہ لکھا ہے کہ "دارالعلوم دیوبند کے مہتم ...... نے **دارالعلوم کی صد سالہ روشن تاریخ کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ لگا دیا**" (پاکستان کی پاک سیاست بمقابلہ منافقت: ص 332)

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 9

﴿دیوبندی مکتبہ فکر کا عمل "چھ کلموں کے نام نیز پانچواں وچھٹا کلمہ بدعت"﴾

یہ بات ایک چھوٹا سا بچہ بھی جانتا ہے کہ مسلمان بچوں کو چھ کلمے یاد کروائے جاتے ہیں خود علماء دیوبند بھی اپنے بچوں کو چھ کلمے یاد کرواتے ہیں۔ جیسے پہلا کلمہ طیب، دوسرا کلمہ شہادت، تیسرا کلمہ تمجید، چوتھا کلمہ توحید، پانچواں کلمہ استغفار، اور چھٹا کلمہ ردکفر۔

یہ چھ کلمے علماء دیوبند کی متعدد کتب میں مروجہ انداز میں موجود ہیں جیسے عبید اللہ عابد دیوبندی (فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ لفریدیہ اسلام آباد پاکستان) نے اپنی کتاب "ابتدائی دینی نصاب" حصہ اول ص نمبر ۱۹ اور ۲۰ پر یہی شش کلمے لکھے۔ اسی طرح محمد فاروق دیوبندی [مبین ٹرسٹ اسلام آباد **پاکستان] نے بھی** "ہماری نماز" میں چھ کلمے درج کیے۔ علماء دیوبند کی کتابوں میں جو چھ کلمے لکھے ہیں۔ ان میں پانچواں اور چھٹا کلمہ درج ذیل الفاظ میں لکھے ہیں۔

پانچواں کلمہ استغفار

:اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّی مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَأً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ . (ہماری نماز ص ۶ محمد فاروق دیوبندی مبین ٹرسٹ اسلام آباد)

چھٹا کلمہ ردِ کفر

:اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّاْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ كُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ.. (ہماری نماز ص ۶)

قارئین کرام! ان مروجہ الفاظ کو ذہن نشین رکھیں کیونکہ چھ کلموں میں سے پہلے چار کلمے تو ثابت ہیں لیکن پانچواں اور چھٹا کلمہ مروجہ ہیت پر ثابت نہیں ہے۔

لیکن اس کے باوجود علماء دیوبند جامعہ اشرفیہ لاہور [پاکستان] والوں نے فتویٰ دیا کہ یہ چھ کلمے (کلمات) ہر مسلمان کو یاد ہونے چاہئے......ان کا پڑھنا بہت موجب اجر وثواب ہے......" چنانچہ جب ان سے **مروجہ چھ کلموں کے بارے میں سوال ہوا کہ "کس حدیث سے لئے گئے ہیں؟" تو انہوں نے جواب میں کہا کہ**

"**یہ کلمات ہر مسلمان کو یاد ہونے چاہیں** باقی کلمات کی تعلیم کی آسانی کے لئے مختلف احادیث سے لے کر متعین کیا گیا ہے ان کا پڑھنا **بہت موجب** اجر وثواب ہے......ان کی ترتیب، اسماء ،تعداد اور نمبر آسانی کے لئے ہیں، درحقیقت کلموں کے معانی پر ایمان لانا ضروری اور مطلوب ہے" (اشرف الفتاویٰ: ص 46، کتاب الایمان والعقائد)

معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے نزدیک یہ کلمات (کلمے) ہر مسلمان کو یاد ہونے چاہیے اور ان کا پڑھنا موجب اجر و ثواب ہے۔ **اسی طرح دیوبندیوں کے نجم الفتاویٰ کا سوال وجواب بھی ملاحظہ کیجیے۔**

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قراء حضرات مساجد ومکاتیب میں چھوٹے بچوں کو چھ کلمے یاد کرواتے ہیں اور ان کے مخصوص نام ہیں جیسے کلمے طیب، شہادت، تمجید، توحید، استغفار ،اور ردکفر۔ کیا یہ کلمات احادیث سے ثابت ہیں؟ ان کے پڑھنے پڑھانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟"

الجواب حامداً و مصلیاً......

صورت مسئولہ میں ان چھ کلمات میں سے چار کلمے تو بعینہا کتب احادیث میں ملتے ہیں۔ **پانچواں اور چھٹا کلمہ بعینہ احادیث میں موجود نہیں** البتہ یہ احتمال ہے ان دو کے الفاظ کو مختلف ادعیہ سے لیا گیا ہو ان کلمات کو پڑھنا اور پڑھانا ضروری نہیں ہے البتہ ان کلمات کو پڑھنے کے بہت سے فضائل وارد ہوئے لہذا بہتر یہ ہے کہ انہیں سیکھا اور سکھایا جائے۔ **نیز احادیث میں ان کے نام مذکور نہیں ہیں اور نہ ہی مروجہ ترتیب ہے** ہاں ممکن ہے کہ عوام میں امتیاز کے لئے ان کے نام اور مروجہ ترتیب مشہور ہوگئی ہو۔......(نجم الفتاوی جلد اول: ص ۲۶۳، سوال ۴۹۸)

اب ہم دیو بندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کون سی حدیث صریح میں ان چھ کلموں کی تعداد اور ان چھ کو یاد کرنے کا حکم آیا ہے اور انہیں موجب اجر و ثواب کہا گیا ہے؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ سے مروجہ چھ کلموں کی تخصیص ثابت ہے؟ یا آپ ﷺ نے اپنے صحابہ علیہم الرضوان اجمعین پر ان چھ کلموں کو مخصوص کیا اور اجر و ثواب کی بشارت سنائی تھی؟
- ...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے مروجہ چھ کلمے، انہی ناموں و ترتیب کے ساتھ خود یاد کیے تھے یا اپنے بچوں کو یاد کروائے تھے؟
- ...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے مروجہ چھ کلمے کی تخصیص ثابت ہے؟
- ...... ان چھ کلموں کو فرض، واجب، سنت، مستحب و مباح کیا سمجھ کر یاد کروایا جاتا ہے؟
- ...... جو مسلمان ان کو یاد نہیں کرتے ان پر کیا حکم ہے؟
- ...... اور جن مسلمانوں کو یہ چھ مروجہ کلمے یاد نہیں ہوتے ان پر تنقید کرنا شرعا کیسا ہے؟
- ...... اور عوام الناس میں تو ان کلمات کو فرض کی حیثیت دی جاتی ہے اور جس کو یاد نہیں ہوتے اس کا خوب مزاق اڑاتے ہیں تو ایسی صورت میں ان کو یاد کرنا چاہے یا کہ التزام کے سبب ترک کر دیے جائیں؟
- ...... کیا کسی حدیث میں مروجہ پانچواں و چھٹا کلمہ اسی مذکورہ بالا ترکیب و ہیئت سے ثابت ہے؟ حوالہ پیش کریں؟
- ...... پھر یہ بھی بتائیں کہ احادیث میں تو اور بھی بے شمار کلمات موجود ہیں لہذا صرف انہی کی تخصیص والتزام آپ علماء دیوبند کے اصول وقواعد بدعت سے بدعت ضلالہ ٹھہری کہ نہیں؟

بدعت بدعت کی رٹ لگانے والے اپنے اصول بدعت کو مد نظر رکھتے ہوئے، جواب دیں۔ اور مذکورہ ہیئت و ترکیب کے ساتھ پانچواں اور چھٹا کلمہ نبی پاک ﷺ یا صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت کریں یا پھر ان کے لکھنے والوں، پڑھنے والوں، یاد کرنے والوں، سننے والوں، سنانے والوں اور اس کا التزام کرنے والوں کو بدعتی و جہنمی قرار دینے کی جسارت کریں۔

ایک تاویل کا جواب

ہوسکتا ہے کہ کوئی یہ کہہ دے کہ یہ دونوں کلمے [پانچواں، چھٹا] مختلف دعاؤں کا مجموعہ ہیں، اور یہ سب الفاظ مختلف احادیث سے ثابت ہیں۔

ازالہ

اگر بار خاطر نہ ہوتو وہابی حضرات اپنے ہی اصول وقواعد کو یاد کریں کہ جب ایسا کام نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا تو پھر تم کون ہوتے ہو کہ مختلف الفاظ کو جمع کر کے مسلمانوں کو کہو کہ ان کو یاد کریں؟
کیا اصول بھول گے کہ ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ'' میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا (پارہ 6 المائدہ ۳) جب دین مکمل ہو چکا اور حضور ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں فلاں عمل اختیار نہیں فرمایا تو اب کوئی نیاء عمل اختیار کرنا دین کو ناقص سمجھنا ہے اور خود کو اللہ عزوجل ورسول اللہ ﷺ سے بڑا اور سمجھ دار قرار دینے کا دعویٰ ہے۔ اور اگر اس جدید کام میں کسی قسم کی بھلائی یا اچھائی ہوتی تو اللہ عزوجل نبی پاک ﷺ کی طرف وحی فرمادیتا اور نبی پاک ﷺ اس کو ضرور اختیار فرماتے تو اگر ان کلموں [مختلف دعاؤں کا مجموعے] میں کچھ اچھائی بھلائی ہوتی تو اللہ عزوجل لازمی بتا دیتا، رسول اللہ ﷺ لازمی بتا دیتے اور صحابہ وتابعین علیہم الرضوان اجمعین لازمی اختیار فرماتے ۔دین مکمل ہو چکا تھا لیکن کہیں اس کا ثبوت نہیں، کسی نے حکم نہیں دیا تو اب خیر القرون کے بعد ان کلموں کو ایجاد کرنا دین میں اضافہ کرنا اور دین کو ناقص سمجھنا ہے کہ نہیں بلکہ خود کو اللہ عزوجل وحضور ﷺ، صحابہ وتابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین سے زیادہ سمجھ دار سمجھنا ہے کہ نہیں؟ تو ان کلموں کو لکھنے والے، پڑھنے والے، پڑھانے والے سب بدعتی وجہنمی ہوئے کہ نہیں؟ ہوسکتا ہے کہ کوئی کہہ دے کہ پھر تو تم سنی بھی بدعتی ہو تو عرض ہے کہ ہم سنی تو بدعت حسنہ کے قائل ہیں اور ہمارے نزدیک بلاشبہہ یہ کلمات بدعت حسنہ ہیں۔ لہٰذا ہم پر تو اعتراض ہی نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ گفتگو تو یہاں علمائے وہابیہ ودیابنہ کے اصول بدعت کے تحت ہی ہو رہی ہے۔ لہٰذا اعتراض بھی انھیں کے اصولوں سے ہے اور جواب کا مطالبہ بھی انھیں کے اصولوں کے پیش نظر ہے۔

......چھ کلموں کے نام، ترتیب ثابت نہیں......

خود علماء دیوبند نے یہ قبول کیا کہ

"پانچواں اور چھٹا کلمہ بعینہ احادیث میں موجود تو نہیں البتہ یہ احتمال ہے ان دو کے الفاظ کو مختلف ادعیہ سے لیا گیا ہو......نیز احادیث میں ان کے نام مذکور نہیں ہیں اور نہ ہی مروجہ ترتیب ہے ہاں ممکن ہے کہ عوام میں امتیاز کے لئے ان کے نام اور مروجہ ترتیب مشہور ہو گئی ہو۔" (نجم الفتاوی جلد اول:ص ۴۶۳، سوال ۴۹۸)

قارئین کرام! اولاً تو یہ یاد رکھیں کہ یہ عوام میں مشہور نہیں بلکہ دیوبندی علماء تک نے ان کے نام لکھے ہیں لہذا انھیں عوام کے سر ڈال کر جان نہیں چھڑائی جا سکتی، پھر غور کریں کہ دبے لفظوں میں دیوبندی مفتی صاحب نے اقرار کرلیا کہ پانچواں اور چھٹا کلمہ بعینہ کسی حدیث میں نہیں یعنی اس کا ثبوت ہی نہیں۔ نیز ان کلموں کے نام بھی احادیث میں موجود نہیں، نیز ان کلموں کی مروجہ ترتیب بھی حدیث میں موجود نہیں بلکہ صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے بھی ثابت نہیں۔ لیکن اب دیوبندی علماء اپنا ہی بدعتی اصول بھول گئے اور انہیں بدعت کہنے کے بجائے پورے التزام کے ساتھ بچوں کو یاد کروا رہے ہیں۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اکثر وہابی حضرات سے جب پانچویں اور چھٹے کلمے کے مروجہ کلمات کا سوال ہوتا ہے تو جواب میں بعینہ یہی کلمات ثابت کرنے کے دوسرے الفاظ والی روایت پیش کر دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ دیکھئے کلمات ثابت ہیں، حالانکہ یہ محض فریب ہے کیونکہ گفتگو مروجہ کلمات پر ہے لہذا ایسی کلمات، اسی ہیئت پر ثابت کریں ورنہ اپنے اصول بدعت سے دیوبندیوں کا بدعتی ہونا خود بخود ثابت ہو جائے گا۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 10

﴿دیوبندی مکتبہ فکر کا عمل ''ایمان مفصل وایمان مجمل بدعت''﴾

علماء دیوبند کی مساجد ومدارس میں بچوں کو مروجہ ایمان مفصل ومجمل یاد کروایا جاتا ہے۔اور علماء دیوبند کی کتب میں مروجہ ہیت وترکیب کے ساتھ موجود بھی ہے چنانچہ دیوبندی مولوی نذیر الحق صاحب کی کتاب میں مروجہ ایمان مفصل ومجمل ان الفاظ میں لکھا ہوا ہے۔

''امنت باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت'' (نماز کی سب سے بڑی کتاب صفحہ ۳۹)

''امنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ و قبلت جمیع احکامہ''

(مذکورہ صفحہ ۴۰ مکتبہ الحی والمدنی)

علماء دیوبند کے مستند بزرگ مولوی محمد عاشق الٰہی بلند شہری صاحب نے ''آسان نماز مترجم'' صفحہ ۱۲ پر انہی الفاظ کے ساتھ مروجہ ایمان مفصل ومجمل لکھا ہے۔اور اس کتاب پر دیوبندی مکتبہ فکر کے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب کی تقریظ بھی موجود ہے اور اپنی تقریظ میں یہ لکھا کہ ''امید ہے [دیوبندی] مدارس ومکاتب کے منتظمین حضرات اس [کتاب] کو نصاب میں داخل کرنے کی طرف توجہ فرمائیں گے، یہ کتاب تجربہ سے مفید ثابت ہوئی ہے اور دار العلوم کے مکاتب قرآنیہ میں داخل نصاب ہے'' (آسان نماز مترجم)

اب ہم دیوبندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- کیا مروجہ ایمان مفصل ومجمل (مذکورہ بالا الفاظ وہیئت) کے ساتھ قرآن پاک سے ثابت ہیں؟
- کیا مروجہ ایمان مفصل ومجمل (مذکورہ بالا الفاظ وہیئت) کے ساتھ نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث سے ثابت ہیں؟
- کیا مروجہ ایمان مفصل ومجمل (مذکورہ بالا الفاظ وہیئت) کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو یاد کروایا تھا؟
- کیا مروجہ ایمان مفصل ومجمل (مذکورہ بالا الفاظ وہیئت) کے ساتھ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے یاد کیا یا اپنے بچوں کو

یاد کروایا تھا؟

۞ کیا مروجہ ایمان مفصل ومجمل (مذکورہ بالا الفاظ وہیئت) کے ساتھ کسی تابعی رضی اللہ عنہ نے یاد کیا یا اپنے بچوں کو یاد کروایا تھا؟

مخصوص کیفیت، خاص ہیئت مقرر کرنا بدعت ہے

ہم پہلے بھی علماء دیوبند کا یہ اصول بیان کر چکے کہ کسی عمل کی مخصوص کیفیت، خاص ہیئت مقرر کرنا بھی علماء دیوبند کے نزدیک بدعت ضلالہ ہے جیسا کہ سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے لکھا کہ

> "جلیل القدر حضرات صحابہ کرامؓ نے نماز جیسی بہترین عبادات اور ذکر جیسی اعلیٰ قربت اور درود شریف جیسی عمدہ طاعت وغیرہ کو مخصوص کیفیت اور خاص ہیئت اور **پابندی وقت کے ساتھ ادا کرنے** سے محض اس لئے منع کیا کہ اس طرز وطریقہ سے یہ کام جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں کئے اور **ان کی ترغیب بھی نہیں دی اور آپ کے عہد مبارک میں ایسا نہیں ہوتا تھا اس لئے یہ امور بدعت ہیں**۔ (راہ سنت: ۱۴۲)

تو جب ایسی اعلیٰ درجے کی عبادتیں صرف مخصوص کیفیت اور خاص ہیئت کی وجہ سے علماء دیوبند کے اصول وقواعد سے بدعت ہیں تو اب مروجہ ایمان مفصل ومجمل کی خاص ہیئت اور مخصوص کیفیت کے ساتھ جو کہ کسی دلیل خاص سے ثابت بھی نہیں اس کے بدعت ہونے میں کیا شبہہ ہے۔

پھر مروجہ ایمان مفصل ومجمل یاد کرنے کی ترغیب بھی نبی پاک ﷺ نے نہیں دی اور آپ ﷺ کے عہد میں ایسا نہیں ہوتا تھا لہذا علماء دیوبند کے اس اصول وقاعدے سے یہ بھی بدعت ضلالہ ہے۔

پھر مروجہ ایمان مفصل ومجمل علماء دیوبند کے مدارس ومساجد میں بچوں کا اس طرح یاد کروایا جاتا ہے جس طرح قرآن پاک یاد کروایا جاتا ہے اور اس کو دین وثواب سمجھ کر ہی یاد کروایا جاتا ہے، جس کو یاد نہ ہو اس کو ڈانٹ ومار کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور اگر کسی بڑے شخص کو یاد نہ ہو تو باعث شرم سمجھا جاتا ہے۔ اور یہی سب وہ باتیں ہیں جن کی بناء پر علماء دیوبند اپنی کتابوں میں اہلسنت کے اعمال ومعمولات کو بدعت کہتے ہیں لہذا ان اصول وقواعد سے بھی یہ علماء دیوبند کے مطابق بدعت ٹھہرا۔ پھر اگر کوئی یہ کہے کہ یہ دین کا حصہ نہیں، تو اس تاویل کا جواب بھی پہلے

ہی گذر چکا ہے۔ پھر جو عمل دین سے نہ ہو اور اس کو اختیار کیا جائے تو اس کے بارے میں تو صریح حکم نبوی ﷺ موجود ہے کہ "ما لیس منه فهو رد" جو دین میں سے نہ ہو وہ رد ہے" (حدیث)۔ لہٰذا ان حضرات کا ایسے عمل کا التزام کرنا جو دین سے نہیں یہ خود ایک کھلی ہوئی بدعت ہے۔

یاد رہے کہ یہ بدعت کے فتوے ہم سنیوں کے مطابق نہیں ہے بلکہ علماء دیوبند کے اصول وقواعد کے مطابق ہیں کیوں کہ ہم سنیوں کے نزدیک تو الحمدللہ ایمان مفصل ومجمل پڑھنا پڑھانا اور یاد کرنا سب جائز و کار ثواب ہے۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 11

﴿دیوبندی مکتبہ فکر کا فتوی ''بچوں کی سالگرہ منانا'' درست﴾

علماء دیوبند کے امام رشید احمد گنگوہی نے بچوں کی سالگرہ منانے کو درست (یعنی شریعت کے مطابق/جائز) قرار دیا ،چنانچہ گنگوہی صاحب کی کتاب سے سوال وجواب دونوں ملاحظہ کیجیے۔

سوال: بچوں کی سالگرہ اوراس کی خوشی میں اطعام الطعام کرنا (کھانا کھلانا) جائز ہے یا نہیں؟

جواب ......: سالگرہ یاداشت عمر اطفال کے واسطے **کچھ حرج نہیں معلوم ہوتا** اور بعد سال کے کھانا بوجہ اللہ تعالی **کھلانا بھی درست ہے**۔

(فتاوی رشدیہ: حرمت اور جواز کے مسائل: ص ۵۶۷)

قارئین کرام! دیکھیے دیوبندی امام گنگوہی صاحب نے سالگرہ منانے کے بارے میں صاف کہہ دیا کہ کچھ حرج نہیں جس کا واضح مطلب ہے کہ دین کے خلاف نہیں بلکہ یہ جائز ہے۔اور پھر سالگرہ کے موقع پر کھانا کھلانے کو بھی جائز یعنی درست قرار دیا۔

اب ہم دیوبندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- کیا مروجہ سالگرہ (خواہ شرعی حدود میں ہی کی جائے) اس کے منانے کا صریح ثبوت قرآن پاک سے ملتا ہے؟
- کیا مروجہ سالگرہ (خواہ شرعی حدود میں ہی کی جائے) اس کے منانے کا ثبوت نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث صریح سے ثابت ہے؟ یا سالگرہ کے موقع پر کھانے کھلانے پر کوئی دلیل خاص موجود ہے؟
- کیا مروجہ سالگرہ (خواہ شرعی حدود میں ہی کی جائے) کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کی تھی؟ یا سالگرہ کا کھانا کھلایا تھا؟
- کیا مروجہ سالگرہ (خواہ شرعی حدود میں ہی کی جائے) خیر القرون میں کسی نے کی تھی؟ یا سالگرہ کا کھانا کھلایا تھا؟
- سالگرہ کا آغاز کس دور میں ہوا اور کن لوگوں نے شروع کیا؟ اس کا جواب بھی علماء دیوبند کے ذمہ ہے۔

......دیوبندی امام کا عمل بدعت ضلالہ اور عیسائیوں کا طریقہ......

علماء دیوبند کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سالگرہ منانے اور اس موقع پر کھانا کھلانے میں ''کچھ حرج نہیں'' لیکن خود انہی گنگوہی کے پیروکار دیوبندی مولوی سید عبدالمجید ندیم صاحب کہتے ہیں کہ

''معاف کیجیے، اسلام میں برتھ ڈے نہیں۔ برتھ ڈے [سالگرہ] عیسائیوں میں ہے''

(خطبات ربیع الاوّل: ص 353)

اب ہم کہتے ہیں کہ معاف کیجیے گا کہ آپ کے اپنے اصولوں کے مطابق عبدالمجید ندیم دیوبندی کے فتوے سے آپ کے امام رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب نے تو عیسائیوں کی پیروی کو درست قرار دے دیا۔

اسی طرح علماء دیوبند کی کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ

''سالگرہ منانے کی رسم انگریزوں کی جاری کی ہوئی ہے اور جو صورت آپ نے لکھی ہے، وہ بہت سے ناجائز امور کا مجموعہ ہے''

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: رسومات، ج ۲ ص ۵۱۸)

اسی طرح دیوبندیوں کے فتاوی حقانیہ میں بھی جب سالگرہ اور اس کے کھانوں کے بارے میں سوال ہوا تو دیوبندی مفتی صاحب نے جواب میں اس رسم کو بدعت کہا یعنی ثابت نہیں۔ اور انگریزوں کی ایجاد اور کھانے کو فضول قرار دیا۔ دیوبندی مفتی صاحب کا مکمل جواب ملاحظہ کیجیے

''اسلام میں اس قسم کے رسم و رواج کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ خیر القرون میں کسی صحابہ، تابعی، تبع تابعین یا آئمہ اربعہ میں سے کسی سے مروجہ طریقہ پر سالگرہ منانا ثابت نہیں، **یہ رسم بد انگریزوں کی ایجاد کردہ ہے** ان کی دیکھا دیکھی کچھ مسلمانوں میں بھی یہ رسم سرایت کر چکی ہے۔ اس لئے اس رسم کو ضروری سمجھنا، ایسی دعوت میں شرکت کرنا اور تحفے تحائف دینا فضول ہے، شریعتِ مقدسہ میں اس کی قطعاً اجازت نہیں (فتاوی حقانیہ جلد ۲ ص ۷۴)

بلکہ سعودی مفتیوں نے بھی سالگرہ کو بدعت قرار دیا چنانچہ لکھتے ہیں:

"یہ ایک برا رواج اور بدترین بدعت ہے"

(فتاوی اسلامیہ ا کتاب العقائد ص ۱۳۹)

پس معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے مطابق سالگرہ منانے کی رسم کا اسلام میں کوئی ثبوت نہیں، بلکہ خیر القرون میں کسی صحابہ، تابعی، تبع تابعین یا آئمہ اربعہ [علیہم الرضوان اجمعین] میں سے کسی سے بھی سالگرہ منانا ثابت نہیں۔ لہذا اصول وہابیہ کے مطابق یہ رسم بدعت ضلالہ ٹھہری۔ مگر اس کے باوجود مولوی رشید احمد گنگوہی کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔

سالگرہ پر ایک تاویل کا ازالہ

تاویل ......: ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی یہ کہہ دے کہ فتاوی حقانیہ میں "مروجہ سالگرہ جس میں خلاف شرع کام ہوتے ہیں، مرد و عورتیں اکھٹی ہوتی ہیں، ناچ گانا وغیرہ ہوتا ہے ایسی سالگرہ کو" کو بدعت اور رسم بد، انگریزوں کی ایجاد کہا گیا ہے"۔

جواب ......: اس تاویل کا واضح مطلب تو یہ ہوا کہ آپ علماء دیوبند کے نزدیک صرف مروجہ سالگرہ ہی بدعت و ناجائز ہے اور اگر مروجہ سالگرہ میں مذکورہ خلافِ شرع کام نہ ہو تب بدعت نہیں، رسم بد اور انگریز کی ایجاد نہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ چلیں اپنے دار العلوم دیوبند سے یہی فتوی جاری کروا کر شائع کر دیجیے۔ لیکن اس سالگرہ کے ثبوت پر بھی دلیل خاص پیش کرنی ہوگی یا اپنے اصول و قواعد کے مطابق خیر القرون یا آئمہ اربعہ سے یہ ثابت کرنا پڑے گا ورنہ آپ کے اصولوں کے پیش نظر تو یہ اب بھی رسم بد اور بدعت ہی ٹھہرے گا۔

سالگرہ پر دوسری تاویل کا ازالہ

تاویل ......: ممکن ہے کہ کوئی دیوبندی صاحب یہ کہہ دیں کہ جناب سالگرہ منانا کوئی دینی کام نہیں ہے۔ نہ ہی ثواب و دین سمجھ کر کیا جاتا ہے بلکہ یہ ایک دنیاوی کام ہے اس لئے اس میں کچھ حرج نہیں۔

جواب ......: تو میں ایسے بھولے بھالے شاطر دیوبندیوں سے عرض کروں گا کہ جناب والا! آپ کی یہ دین و دنیا کی تقسیم پہلے ہی باطل ہو چکی ہے کیونکہ آپ کے دیوبندی امام سرفراز صفدر کہتے ہیں کہ

"غرضیکہ دین ودنیا، مذہب وسیاست میں فرق نکالنا یہ اہل یورپ کی پیداوار ہے۔ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبھا الف الف تحیۃ وسلام کا دامن اس تفریق سے بالکل پاک ومنزہ ہے۔ مسلمان کی دنیا بھی دین ہے۔ (الکلام المفید فی اثبات التقلید: ص ۸۳)

لہذا دیوبندی امام کے مطابق یہ کام بھی دین ہی میں شامل ہے، دین سے خارج نہیں ہے۔ اس لئے منکرین حضرات ایسی تاویلات باطلہ کا سہارا لیکر خود کو بری الزمہ قرار نہیں دے سکتے لہذا یا تو اس کا ثبوت پیش کریں یا پھر اپنے دیوبندی امام کے بدعتی ہونے کا اعلان کریں۔

؎ اپنے دامن کے لئے خار چنے ہیں تم نے
اب یہ چبھتے ہیں تو پھر اس میں شکایت کیا ہے؟

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 12

﴿دیوبندی تبلیغی جماعت کے مروجہ سہ روزے و چلے بدعت﴾

علماء دیوبند کی تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ حضرات مخصوص انداز میں سہ روزے (تین دن) چلے (چالیس دن) اور سال کے لئے نماز، روزے اور اصلاح کی آڑ میں اپنے مسلک کی تبلیغ واشاعت کرنے کے لئے مختلف قصبوں، شہروں اور ملکوں میں جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق اس مروجہ انداز میں تبلیغ کا ثبوت نہ ہی نبی پاک ﷺ سے ثابت ہے، نہ ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے اور نہ ہی تابعین و تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے۔ لہذا بدعت کے جو اصول وقواعد علماء دیوبند پیش کرتے ہیں ان کے مطابق تبلیغی جماعت کے یہ سب کام "بدعت ضلالہ" ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تبلیغی جماعت ان کاموں کو اختیار کیے ہوئے ہے اور علماء دیوبند اس کی تائید وحمایت بھی کرتے ہیں۔

اب ہم دیوبندی مکتبۂ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کیا یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام و اہتمام بہیئت کذائیہ نبی پاک ﷺ کی ظاہری حیات میں موجود تھا؟ اگر تھا تو اس پر دلیل خاص پیش کریں۔

۞...... کیا یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام و اہتمام بہیئت کذائیہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے زمانے میں موجود تھا؟ اگر تھا تو اس پر دلیل خاص پیش کریں۔

۞...... کیا یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام و انتظام بہیئت کذائیہ تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین کے زمانے میں موجود تھا؟ اگر تھا تو اس پر دلیل خاص پیش کریں۔

۞...... اُن صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کے نام بتائیں جو ہر ماہ یا چند ماہ یا سال کے بعد، یا اکثر تین دن (سہ روزے)، چالیس دن یا سال کے لئے مروجہ انداز میں دوسرے علاقوں میں جا کر مخصوص و مروجہ تبلیغ کرتے تھے اور پھر واپس آجاتے تھے۔

۞...... اُن تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین کے نام بتائیں جو تبلیغی جماعت کے مروجہ طریقہ تبلیغ کے مطابق

تین دن (سہ روزے)، چالیس دن (چلہ) یا سال کے لئے دوسرے علاقوں میں جا کر مروجہ تبلیغی طریقہ کے مطابق تبلیغ کرتے تھے اور پھر واپس آجاتے تھے۔

اب آیئے خود اکابرین علماء دیوبند کے چند حوالے ملاحظہ کیجیے جنہوں نے بڑی ہمت و جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے تبلیغی جماعت کے ان کاموں کو بدعت قرار دیا اور تبلیغی جماعت والوں سے ان بدعات پر مختلف سوالات کیے اور کہاں کہ اپنی ان بدعات کا ثبوت پیش کریں۔

خلیفہ اشرفعلی تھانوی کے مطابق تبلیغی جماعت کی بدعات

علماء دیوبند کے حکیم اشرفعلی تھانوی صاحب کے خلیفہ قاضی عبدالسلام صاحب نے ایک کتاب ''**شاہراہ تبلیغ**'' لکھی جس پر علماء دیوبند کی عظیم شخصیات شمس الحق افغانی صاحب اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سابق مفتی محمد فرید زروبیؒ اور حبیب النبی صاحب جادہ نشین بیکی شریف صوابی نے اس کی تصویب فرمائی تھی۔ اسی کتاب کے صفحہ 23 پر تبلیغی جماعت کے بارے میں لکھا ہے کہ:

> ''ایک حقیقت قابل غور ہے کہ تبلیغ دین کیلئے **شریعت کی جانب سے کوئی خاص دن، نہ کوئی خاص وقت مقرر ہے** بلکہ ہر وقت ہر دن [تبلیغ کے لئے] جا سکتے ہیں۔ علمائے اصول فقہ کا ارشاد ہے کہ جو حکم شرعی منجانب شارع عام مطلق ہو۔ اس میں کوئی قید کی تخصیص اپنی جانب سے لگانا اور **اس مطلق کو مقید کرنا یہ اس کو منسوخ کرنا ہوتا ہے**۔ یعنی حکم شارع کو جو مطلق تھا، اس کو منسوخ کر کے اپنی جانب سے بجائے اس کے حکم کو مقید کو نافذ کیا گیا جس کی حقیقت **دین کو بدل دینے کی ہوگی**'' (شاہراہ تبلیغ صفحہ 23)

اور یہی دیوبندی قاضی صاحب تبلیغی جماعت کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ

> ''**یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام بہیئت کذائی عصر نبوت اور خیر القرون میں نہ تھا۔ بنا بریں یہ سنت نبوی نہیں** اور بدعات کا لازمی نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ قلوب میں حق کی روشنی بجھ جاتی ہے...... **سلف امت سے ان سہ روزوں اور چلوں کا بہیئت کذائی یہ مخصوص نظام بحیثیت دین کے کہیں منقول نہیں**...... محبت دین نے خود دین ہی کی جگہ لے لی اور جو بھی کوئی عمل ایسا

ہو جو بحیثیت دین سلف سے منقول نہ ہو اور وہ دین کی عقیدت سے برتا جا رہا ہو۔ **وہ علماء سلف کی اصطلاح میں بدعت ہی ہوتی ہے اور بدعت کے بارے میں وہی فرمان ہے "کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار" ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے"**

(شاہراہ تبلیغ صفحہ 43 تا 48)

یہی دیوبندی قاضی صاحب صفحہ ۷۷ پر یہ کہتے ہیں کہ

"**تبلیغ** [یعنی تبلیغی جماعت] **کا یہ موجودہ نظام کذائی اور معمولات رائجہ حضور ﷺ سے منقول نہیں ہیں** اور عوام ان کو دین کی عقیدت سے اور فلاح آخرت اور ثواب کی نیت سے کرتے رہے ہیں بلکہ اس بدعی نظام کو مقبول اور نامقبول کے درمیان معیار بنائے ہوئے ہیں۔ **اور یہ حقیقت عند الشرع بدعت ضلال ہے**" (شاہراہِ تبلیغ صفحہ 77)

لیجیے جناب اشرفعلی تھانوی صاحب کے خلیفہ قاضی عبدالسلام دیوبندی نے تبلیغی جماعت کے مروجہ سہ روزوں اور چلوں کو نہ صرف بدعت قرار دے دیا بلکہ حکم نبوی ﷺ "ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے" سے استدلال کرتے ہوئے تمام تبلیغی جماعت والوں کو گمراہ، بدعتی اور جہنمی ثابت کردیا۔

یہ بھی یاد رہے کہ تبلیغی جماعت والے اس مخصوص تبلیغ کو دین کا ایک اہم حصہ اور عظیم کار ثواب سمجھ کر ہی کرتے ہیں جیسا کہ دیوبندی قاضی صاحب کے حوالے میں بھی یہ بات موجود ہے، اور علماء دیوبند کے اصول وقواعدِ بدعت کے مطابق ایسا نیا کام جس کو کار ثواب سمجھ کر کیا جائے وہ بدعت ضلالہ ہوتا ہے جیسا کہ دیوبندی مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب "کل بدعۃ ضلالۃ" کے تحت لکھتے ہیں کہ

"فرمایا کہ ہر وہ کام جو میں نے بیان نہیں کیا اور میری طرف سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان نہیں کیا، جس پر عمل نہیں کیا اس کو **اپنی طرف سے ثواب سمجھ کر کرنے لگیں** تو وہ گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی" (خطبات الرشید: جلد ۲، ص ۱۴۲)

دیوبندی مفتی عبدالرشید صاحب کے حوالے پہلے گزر چکے ان سب کے مطابق بھی تبلیغی جماعت کے یہ سب کام بدعت ضلالہ میں داخل ہوتے ہیں۔ تبلیغی جماعت اور تبلیغیوں کے خلاف اب خود علماء دیوبند کے فتوے جاری ہو

چکے ہیں ،جس کی تفصیل دیکھنی ہوتو ہماری کتاب ''قہر خداوندی بر فرقہ دیوبندی جلد اول حصہ دوم'' کا مطالعہ کیجیے۔نیز دیوبندی عمیر قاسمی کی کتاب کی کتاب کے رد میں کام جاری ہے اس میں بھی علماء دیوبند کی تبلیغی جماعت کے بارے میں تاویلات کا مکمل رد ہوگا،اس کا مطالعہ بھی لازمی کیجیے۔

نیز تبلیغی جماعت والوں کے رد میں خود متعدد علماء دیوبند کتابیں لکھ چکے ہیں۔جن میں سے صرف چند ہی کا آپ مطالعہ فرمالیں تو تبلیغی جماعت کی حقیقت آپ پر بالکل واضح ہوجائے گی۔

[۱]......''شاہراہ تبلیغ'': قاضی عبدالسلام دیوبندی،

[۲]......انکشاف حقیقت:ابوالفضل عبدالرحمٰن دیوبندی،

[۳]......الکلام البلیغ فی احکام التبلیغ:محمد فاروق دیوبندی،

[۴]......سنگین فتنہ:دیوبندی مفتی سعید احمد،

[۵]......کلمۃ الھادی:دیوبندی مفتی محمد عیسیٰ خان،

کلمۃ الھادی میں تبلیغی جماعت کے طارق جمیل اور تبلیغی جماعت والوں کی بے ادبیاں وگستاخیاں اور ان کی خلافِ شرع باتوں کو خود علماء دیوبند نے پیش کیا ہے حتا کہ طارق جمیل کو بھی ان کے بارے میں بتایا گیا اور ان سے توبہ کا مطالبہ کیا گیا لیکن بقول علماء دیوبند انہوں نے توبہ ہی نہیں کی۔

قارئین کرام! یہ ساری کتابیں نیٹ پر بھی موجود ہیں آپ ان کا لازمی مطالعہ کیجیے ،اور بلخصوص دیوبندی تبلیغی حضرات اگر ہم سنیوں کی بات نہیں مانتے تو کم از کم اپنے دیوبندیوں کی ان کتابوں کا مطالعہ کرلیں۔

اب تو علماء دیوبند کے مرکز دارالعلوم دیوبند میں بھی تبلیغی جماعت والوں پر پابندی عائد کردی گی ہے۔پابندی کی وجوہات میں سے ایک وجہ تبلیغی جماعت کے آپس میں اختلافات وانتشار ہے،لہذا جب دیوبندی مرکز تبلیغی جماعت کے فتنے سے محفوظ نہیں جس کے ڈر سے وہاں پابندی عائد کردی گئی ہے تو پھر مسلمانوں کے گھر اس فتنے سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں؟ اس لئے اگر اس فتنے سے بچنا ہے تو تمام سنیوں کو ہوش سے کام لینا چاہیے اور اپنے علاقوں ومساجد میں اس تبلیغی جماعت پر پابندی لگانی چاہیے،اور دارالعلوم دیوبند کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس پر پابندی لگائیں۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 13

﴿علماء دیوبند کے مطابق سب سے پہلی بدعت "پیٹ بھر کر کھانا"﴾

علماء دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ **سب سے پہلی بدعت جو حضور اقدس ﷺ کے بعد پیدا ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانے کی ہے** جب آدمیوں کے پیٹ بھر جاتے تو ان کے نفوس دنیا کی طرف جھکنے لگتے ہیں'' (فضائل صدقات حصہ دوم صفحہ ۲۳۵ اشاعت اسلامیات، ۲۰۵ کتب خانہ فیضی)۔

قطع نظر کہ یہ حدیث کس درجے کی ہے لیکن علماء دیوبند کے ''شیخ الحدیث اور اکابر بزرگ مولوی زکریا صاحب'' نے اس حدیث کو تسلیم کر کے اس سے استدلال کیا۔ لہذا علماء دیوبند اس روایت کو ضعیف وموضوع کہہ کر انکار بھی نہیں کر سکتے، پس معلوم ہوا کہ پیٹ بھر کر کھانا کھانا علماء دیوبند کے مطابق بدعت ہے۔تو اب وہ علماء دیوبند اور عوام جو پیٹ بھر کا کھانا کھاتے ہیں وہ بدعتی ٹھہرے کہ نہیں؟

اب ہم دیوبندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا نبی پاک ﷺ نے ہر روز پیٹ بھر کا کھانا کھایا تھا؟
- ...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے ہر روز پیٹ بھر کا کھانا کھایا تھا؟
- ...... کیا تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے ہر روز پیٹ بھر کا کھانا کھایا تھا؟
- ...... کیا تبع تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے ہر روز پیٹ بھر کا کھانا کھایا تھا؟

اور پھر دیوبندی شیخ الحدیث کی بیان کردہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بدعت کا اطلاق کھانوں اور غذاؤں پر بھی ہوتا ہے، اسی لئے پیٹ بھر کے کھانے کو بدعت کہا گیا۔

- ...... لہذا اب علماء دیوبند یہ بتائیں کہ آج کل جو جدید لذیز کھانے بریانی، کوفتے، قورمے، مٹھائیاں وغیرہ وغیرہ کھائیں جاتی ہیں کیا نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین اور تبع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے کھانا ثابت ہیں؟
- ...... علماء دیوبند کے اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے چوکی اور طشتری پر کھانا نہیں کھایا۔ اور نہ

کبھی آپ کیلئے چپاتی پکی ۔(بخاری)......الخ (الافاضات الیومیہ حصہ سوم ملفوظ نمبر ۴۵۵ صفحہ ۳۶۱)

بلکہ آپ ﷺ کیلئے تو کبھی چپاتی بھی نہیں پکی تو اب علماء دیوبند کو چاہیے کہ یہ سب لذیذ کھانے بھی نہ کھایا کریں ،لیکن عجب معاملہ ہے کہ ذکر و تعظیم رسول ﷺ کے کاموں کو تو بدعت کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا اس لئے نہیں کرنا چاہے ۔لیکن جب چپاتیاں اور مرغن غذائیں کھانے کا وقت ہوتا ہے تو یہی اصول علماء دیوبند بھول جاتے ہیں ۔

تنقید صرف غیروں پہ کرنا بجا نہیں   یہ آئینہ بھی آپ ذرا دیکھتے چلیں

......وھابی سعودی حکمران کی عیاشیاں ......

اسی طرح اگر موجودہ سعودی حکمرانوں کی عیاشیاں دیکھی جائیں تو رنگا رنگ کے کپڑوں ،لمبی لمبی گاڑیوں ،بڑے بڑے قلعے نما محالات اور ہزاروں قسم کی کھانوں کی عیاشیاں ان کی مشہور و معروف ہیں ۔تو اس حوالے سے آیئے ذرا خود ان کے گھر سے ایک حوالہ ملاحظہ کیجیے ،انہی کے محقق علامہ ناصر الدین البانی صاحب نے حدیث لکھی کہ

> حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جنھیں مختلف نعمتوں سے نوازا گیا ،**لیکن انھوں نے (آخرت کو بھلا کر) قسما قسم کے کھانوں اور رنگارنگ کے کپڑوں پر بھر پور توجہ دینا** اور فصیح و بلیغ گفتگو کرنے کے لئے باچھوں کو موڑنا شروع کردیا“ **شرح** ......:اس سے مراد ہر دور کا طبقہ اشرافیہ ہے ،یعنی امرا اور فارغ البال لوگ جو سونے کے چمچے لے کر پیدا ہوتے ہیں ۔جیسے کی ریل پیل میں آنکھ کھولتے ہیں ،غربت و افلاس کے نام تک سے ناواقف ہوتے ہیں ،لذتِ کام و دہن کے حد درجہ رسیا اور زبان کے چٹخاروں کے اسیر ہوتے ہیں ،**آئے دن نئے نئے ہوٹلوں اور ذائقوں کی تلاش میں سرگراں پھر رہے ہوتے ہیں** الخ (سلسلہ احادیث صحیحہ جلد ۲ ص 546 حدیث 2226)

بے شک حلال کھانے جائز ہیں لیکن اس قسم کی سعودیوں کی عیاشیاں کے ان کی محفلوں میں پورے پورے اونٹ روسٹ ہوئے ہوتے ہیں اور پھر دعویٰ اسلام کی ٹھیکےداری کا کرتے ہیں حالانکہ سرکار دو عالم ﷺ اور ان کے صحابہ و

تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے اس قسم کی تقریبات نہیں کی ہیں۔ بلکہ صحیح بخاری شریف میں تو یہ روایت موجود ہے کہ " رسول اللہ ﷺ کیلئے کبھی چپاتی تک نہ پکی۔ (بخاری) لیکن سعودی حکمرانوں کے کھانوں کے نام ہی ہم جیسے غریب لوگوں کو نہیں آتے۔

تاویل کا ازالہ

تاویل......: کھانا تو دین نہیں ہے اور بدعت تو دینی کاموں میں ہوتی ہے کھانوں کو بدعت کہنا بے وقوفی ہے۔

جواب......: جناب! آپ کی اس تاویل کا رد خود آپ کے شیخ الحدیث مولوی زکریا صاحب حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کر کے کر چکے جس میں بدعت کا اطلاق کھانے پر بھی کیا گیا ہے۔ پھر متعدد محدثین ومفسرین اور علماء واکابرین امت نے کھانوں کو بدعت مباحہ یعنی بدعت کی اقسام میں ہی شامل فرمایا (دیکھو امام عز بن السلام: کتاب قواعد الاحکام جلد ۲ ص ۱۷۲۔ شامی جلد اول صفحہ ۳۹۳، اشعۃ اللمعات فارسی جلد اول ص ۱۲۸) اگر وہ کھانوں کو بدعت نہ جانتے تو اقسام بدعت میں شامل ہی نہ فرماتے۔

پھر آپ کھانوں کو دنیاوی کام بتا کر بدعت سے خارج کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن آپ کے امام سرفراز صفدر صاحب نے کھانوں کو دین میں شامل کیا چنانچہ سرفراز صفدر صاحب کہتے ہیں کہ

> "<u>مسلمان کی دنیا بھی دین ہے</u>۔ بلکہ مسلمان کا سونا جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، <u>کھانا پینا وغیرہ بلکہ زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو دین ہے</u> یہاں تو یہ نظریہ ہے جیسا کہ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ "احتسب نومتي كما احتسب قومتي" یعنی میں اپنی نیند کو بھی ایسا ہی ثواب سمجھتا ہوں جس طرح اپنے کھڑے ہو کر نماز اور تہجد پڑھنے کو۔ (الکلام المفید: ص ۸۳)

لہٰذا مذکورہ تاویل خود آپ علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب فرما چکے اس لئے آپ کی تاویل باطل ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ اگر کھانیں دین سے خارج ہیں، تو پھر آپ علماء دیوبند یہ اعلان کر دیں کہ کھانے پینے کی تمام اشیاء کا اسلام سے کچھ تعلق نہیں، لہذا جس کا جو دل چاہیے کھائے پیئے۔ معاذ اللہ! اور اگر کھانا پینا دین نہیں تو پھر حلال وحرام کی تقسیم سب کچھ فضول ٹھہرے گی۔ معاذ اللہ! لہذا علماء دیوبند کی مذکورہ بالا تاویل نہایت ہی بچگانہ ہے جس کو کوئی بھی عاقل مسلمان قبول نہیں کرے گا۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 14

﴿علماءِ دیوبند کی بدعت "طاعون زدہ شہر کے گرد یسین پڑھنا و اذان دینا"﴾

علماءِ دیوبند کے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (عزیز الفتاویٰ) جلد اول (سوال نمبر ۱۲۱) میں سوال کیا گیا کہ

"طاعون زدہ شہر کے اردگرد یسین شریف پڑھنا اور جب لفظ مبین آئے تو اس وقت کھڑے ہو کر **اذان** دینا کیسا ہے۔ جبکہ ایک عالم نے اسے بدعت سیئہ قرار دیا ہے۔ ملخصاً" (تو علماءِ دیوبند نے جواب دیا کہ)

جواب: "عملِ مذکور اگرچہ حدیث وفقہ سے ثابت نہیں لیکن بطریق اعمالِ مشائخ اس میں کچھ حرج نہیں ہے" (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: کتاب الذکر والدعا، جلد 1 ص 171)

اب ہم دیوبندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا قرآن پاک کی کسی آیت سے طاعون زدہ شہر کے اردگرد یسین شریف پڑھنے اور اذان دینا ثابت ہے؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث صریح میں طاعون زدہ شہر کے اردگرد یسین شریف پڑھنے اور اذان دینے کا ثبوت موجود ہے؟ یا نبی پاک ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی ایسا عمل کروایا؟
- ...... کیا خلفاءِ راشدین علیہم الرضوان اجمعین سے یہ عمل ثابت ہے؟
- ...... کیا کسی ایک بھی صحابی رضی اللہ عنہ سے یہ عمل ثابت ہے؟
- ...... کیا کسی تابعی یا تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے یہ عمل ثابت ہے؟
- ...... کیا اعمالِ مشائخ پر بھی بدعت کا اطلاق ہوتا ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں ہوتا تو اس پر دلیلِ خاص پیش کریں۔
- ...... کیا اعمالِ مشائخ کا دین اسلام کے اصولوں کے مطابق ہونا ضروری ہے کہ نہیں؟ اور شرعی اصولوں پر انہیں جانچا جائے گا کہ نہیں؟
- ...... نیز اعمالِ مشائخ سارے صحیح العقیدہ باعمل پابند شریعت مشائخ عظام کے اعمال قابل عمل ہیں کہ کچھ مخصوص مشائخ کے مخصوص اعمال ہی کو اختیار کیا جا سکتا ہے؟ جو شق بھی اختیار کریں اس پر دلیل خاص ضرور پیش

کریں نیز اس بات کی وضاحت بھی کر دیں کہ جب بعض مشائخ کے بعض اعمال کو اختیار کرنے میں کچھ حرج نہیں تو سارے مشائخ کے سارے اعمال کو اختیار کرنے میں کیا حرج ہے؟ بہر صورت اثبات کے لئے دلیل خاص پیش کریں؟

❁ ...... کل بدعۃ ضلالہ کے عموم میں مشائخ کے اعمال داخل ہیں کہ خارج؟ اگر خارج ہیں تو اس پر کوئی دلیل خاص پیش کریں۔ اور داخل ہیں تو کچھ حرج کیوں نہیں؟ دلیل خاص پیش کریں؟

❁ ...... کیا مشائخ کے اعمال شرعی حجت ہیں؟ اور کیا مشائخ کے اعمال کی کوئی شرعی حیثیت آپ علماء دیوبند کے اپنے اصول وقواعد کی رو سے ہے؟ اور کیا ان کو بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے؟

❁ ...... اگر بطریق اعمال مشائخ مذکورہ عمل اختیار کیا جا سکتا ہے تو پھر بطریق اعمال مشائخ گیارہویں شریف ختم شریف، میلاد شریف کا انعقاد کیوں نہیں کیا جا سکتا؟

عجیب بات ہے جب ہم سنی یہ کہیں کہ علماء دیوبند کے پیر ومرشد یا فلاں فلاں بزرگ صلوۃ وسلام پڑھتے، میلاد النبی ﷺ کرتے تھے، بڑے بڑے مشائخ گیارہویں شریف کرتے رہے تو علماء دیوبند اپنے پیر ومرشد اور دیگر بزرگوں کے اقوال ونظریات کو تو حجت نہ مانیں اور جب ماننے پر آئیں تو دیگر مشائخ کا ایسا عمل جو کہ خود ان کے اصول وقواعد بدعت کے مطابق بدعت ضلالہ کے زمرے میں آتا ہے اس کو بھی اختیار کرنے میں علماء دیوبند کو کچھ حرج نہ ہو۔ سبحان اللہ!!

اللہ رے موصوف کی رنگین بیانی　　　جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

...... طاعون میں اذان دینا بے وقوفی ہے! دیوبندی فتویٰ ......

قارئین کرام! اوپر آپ نے پڑھا ہے کہ طاعون زدہ شہر کے ارد گرد یسین شریف پڑھنا اور جب لفظ مبین آئے تو اس وقت کھڑے ہو کر اذان دینا یہ **"عمل مذکور اگرچہ حدیث وفقہ سے ثابت نہیں لیکن بطریق اعمال مشائخ اس میں کچھ حرج نہیں ہے"** (فتاویٰ دار العلوم دیوبند) لیکن جب ایک اہلحدیث نے علماء دیوبند پر یہ اعتراض کیا

"طاعون اور ہیضہ میں اذان دینا بے وقوفی ہے" ہدایہ

تو دیوبندی شبیر احمد القاسمی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد نے اس کا جواب یہ دیا کہ

”ہدایہ رابع کے متن یا اسکے حاشیہ میں طاعون یا ہیضہ میں اذان دینا جائز ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں کوئی تذکرۃ نہیں۔ ہاں **البتہ قرآن وحدیث میں طاعون اور ہیضہ وغیرہ کے موقع پر اذان دینا ثابت نہیں**۔ اس لئے حنفیہ کی کتابوں میں اس کے جواز کا کوئی ذکر نہیں ملے گا۔ اور نہ ہی ان مواقع میں اذان دینا مسلکِ حنفی میں مشروع ہے۔ امداد الاحکام ۲/۴۵ فتاوی دار العلوم دیوبند ۲/۹۳۔ **اگر کوئی طاعون و ہیضہ میں اذان دیتا ہے تو واقعی اس کی بیوقوفی ہے** جسکا شرعاً کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا“

(غیر مقلدین کے چھپن اعتراضات کے جوابات: ص ۱۵۴،۱۵۵)

قارئین کرام! ملاحظہ کیجیے کہ پہلے فتوے میں بطریق مشائخ اس عمل کو تسلیم کیا لیکن اب خود ہی کہہ دیا کہ قرآن و حدیث میں طاعون اور ہیضہ وغیرہ کے موقع پر اذان دینا ثابت نہیں۔ اس لئے حنفیہ کی کتابوں میں اس کے جواز کا کوئی ذکر نہیں ملے گا یہ اذان دینا بے قوفی ہے اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ اب یہ تو علماء دیوبند ہی فیصلہ کریں کہ ان کا کون سا فتویٰ درست اور کون سا باطل ہے؟ بہر حال انکار کی کوئی صورت نہیں لہذا ماننا پڑے گا کہ ایک کے فتوے سے دوسرا ضرور باطل و بدعتی قرار پائے گا۔

بنتے ہو وفادار وفا کر کے دکھاؤ　　　کہنے کی زبان اور ہے کرنے کی زبان اور

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 15

......علماء دیوبند کی بدعت ''تراویح کے بعد دعا اور تسبیح''......

دارالعلوم دیوبند سے کسی نے یہ سوال پوچھا کہ ''ہر چوتھی تراویح کے بعد دعا مانگنی جائز ہے کہ مسنون'' تو دیوبندی مفتی صاحبان نے فتوی دیا کہ

> ''تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد دعا مانگنا تسبیح وتہلیل درود شریف **پڑھنا جائز اور مستحب ہے** جو کچھ کرے بہتر ہے کسی خاص امر کی ضرورت اور تخصیص نہیں۔ لیکن تسبیح جیسے **سبحان ذی الملک و الملکوت** الخ یا **سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر**۔ **پڑھتے رہنا زیادہ اچھا ہے اور معمول اکابر [دیوبند] ہے**'' (فتاوی دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد چہارم: کتاب الصلوۃ سوال ۱۸۱۶ ص ۲۰۲)

میرے مسلمان بھائیو! دیکھئے علماء دیوبند نے ایسی دعاؤں کو پڑھنا جائز و مستحب (کار ثواب) بتایا، پھر تسبیح ''**سبحان ذی الملک الملکوت**'' وغیرہ پڑھنے کو زیادہ اچھا اور اکابر دیوبند کا معمول بتایا۔ حالانکہ آپ ﷺ یا صحابہ کرام، تابعین یا تبع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے کوئی خاص دعا منقول نہیں ہے۔ اور تھانوی صاحب نے بھی یہی لکھا کہ ''**شرعاً کوئی ذکر متعین تو ہے نہیں**'' (تحفہ رمضان ص ۱۱۱) لیکن علماء دیوبند نے اس کو عمل کو مستحب، زیادہ اچھا اور معمول اکابر دین کہا۔

اب ہم دیوبندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ہر چار تراویح کے بعد تسبیح ''**سبحان ذی الملک الملکوت**'' پڑھنا حدیث صریح (دلیل خاص) سے ثابت ہے؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعن نے کہیں فرمایا ہے کہ ہر چار تراویح کے بعد تسبیح ''**سبحان ذی الملک الملکوت**'' پڑھنا زیادہ اچھا ہے اور اس کو معمول بنالو؟
- ...... پھر یہ بھی کسی دلیل خاص سے بتائیں کہ ہر چار تراویح کے بعد تسبیح ''**سبحان ذی الملک الملکوت**

''کتنی تعداد میں پڑھنا چاہے؟ بلند آواز سے پڑھنا ہے یا آہستہ آواز سے پڑھنا ہے؟

۞...... پھر آپ علماء دیوبند کا ہر چار تراویح کے بعد تسبیح ''**سبحان ذی الملک الملکوت** ''کو زیادہ اچھا بتانا اور معمول بنانا بدعت ٹھہرا کہ نہیں؟ جب رسول اللہ ﷺ، صحابہ و تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے ہر چار تراویح کے بعد اس تسبیح کو مخصوص نہ کیا، اس موقع کے لئے ذکر کر کے اچھا نہ کہا، معمول نہ بنایا تو آپ علماء دیوبند نے اس کو اچھا کہہ کر اور معمول بنا کر اپنے اصولوں سے خود کو ان مقدس ہستیوں سے اپنے آپ کو بڑھایا کہ نہیں؟

۞...... جناب اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب سے پوچھا گیا کہ ''آپ تراویح میں کیا پڑھتے ہیں؟'' تو تھانوی صاحب نے کہا کہ ''**شرعا کوئی ذکر متعین تو ہے نہیں، باقی میں پچیس مرتبہ درود شریف پڑھ لیتا ہوں**'' **(تحفہ رمضان ص ۱۱۱)** تھانوی صاحب کے حامی اب بتائیں کہ ''جب شرعا کوئی ذکر متعین نہیں تو مذکورہ تسبیح کو معمول بنانا اور اس کو اچھا سمجھنا بدعت ہوگا کہ نہیں؟ نیز تھانوی صاحب کا پچیس مرتبہ درود شریف پڑھنے کی تخصیص آپ کے اصول و قواعد بدعت کے مطابق بدعت ضلالہ ہے کہ ہیں؟ اگر نہیں تو اس تخصیص پر دلیل خاص پیش کریں''

دیوبندی مکتبۂ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 16

........علماء دیوبند کے ''خودکش حملوں کا ثبوت خیرالقرون میں نہیں''........

میڈیا کی خبروں اور رپوٹوں کے مطابق وہابی دیوبندی مکتبۂ فکر سے مسلک حضرات آج مساجد ومدارس اور مزارات پر ''خودکش حملوں'' میں ملوث پائے جاتے ہیں، ہم اس موضوع پر گفتگو نہیں کرتے بلکہ عوام الناس پر اب یہ حقائق پوری طرح واضح ہو چکے ہیں کہ جہاد کے نام پر فسادات میں ملوث کون سے مکتبۂ فکر کے علماء اور عوام شامل ہیں۔ بحرحال ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ خودکش حملے علماء دیوبند کے مطابق ثابت نہیں ہیں خیرالقرون میں اس طرح کے اقدامات واقع نہیں ہوئے تھے۔

علماء دیوبند کے فقیہ العصر مفتی اعظم محمد فرید جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے خودکش بم دھماکے کے بارے میں سوال ہوا۔تو انہوں نے نہ صرف اس کو خودکشی قرار دیا بلکہ خیرالقرون میں اس طرح کا عمل نہ ہونا (یعنی بقول علماء دہابیہ)بدعت قرار دیا۔سوال وجواب ملاحظہ کیجیے۔

سوال......:ایک مسلمان اپنے ساتھ بم باندھ کر دشمن پر حملہ کرے تاکہ دشمن کی عظیم تباہی ہو یہ جائز ہے یا نا جائز؟

الجواب......:''یہ عرفاً جائز ہے،نفسانی جذبہ ہے شرعاً یہ **خودکشی** ہے **خیرالقرون میں یہ اقدام واقع نہیں ہوا ہے**''

(فتاوی فریدیہ:جلد۲مسائل شتیٰ:ص۶۵۹)

تو علماء دیوبند کے اس فتوے کے مطابق آج جتنے بھی ان کے حامی خودکش حملے کر کے مسلمانوں کو شہید کر رہے ہیں ہاتو یہ سب نہ صرف خودکشی کی موت مر رہے ہیں بلکہ بدعتی بھی ہیں کہ ایسا کام اختیار کیا ہوا ہے جس کا ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا۔اب اگر کوئی ان حملوں کو جائز ثابت کرتا ہے تو اپنے اصول وقواعد کے مطابق دلیل خاص پیش کرے۔

دیوبندی مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 17

......علماء دیوبند کے "بڑے بڑے القابات بدعت"......

اگر آپ علماء دیوبند حضرات کی کتب کا مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں کہ ان کے علماء کے ناموں کے ساتھ بڑے بڑے القابات لگے ہوتے ہیں اوران کو بڑے بڑے خطابات دیے جاتے ہیں جیسے شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، امیر الہند، امام الہند، قطب زمانہ، قاسم العلوم، حکیم الامت، شیر پنجاب، شعلہ بیان، بلبل ہند وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہ سب نئی ایجاد ہے خیر القرون میں اس قسم کے القابات کسی نے استعمال نہیں کیے، نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین، تابعین وتابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین جیسی عظیم ہستیوں نے ایسے القابات استعمال نہیں کیے۔

اب ہم دیوبندی مکتبہ فکر والوں سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا نبی پاک ﷺ نے کبھی اپنے لئے ایسے مروجہ القابات وخطابات استعمال فرمائے؟
- ...... کیا خلفاء راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے کبھی اپنے لئے ایسے مروجہ القابات وخطابات استعمال فرمائے؟
- ...... کیا صحابہ علیہم الرضوان اجمعین نے کبھی اپنے لئے ایسے مروجہ القابات وخطابات استعمال فرمائے؟
- ...... کیا تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے کبھی اپنے لئے ایسے مروجہ القابات وخطابات استعمال فرمائے؟
- ...... کیا تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے کبھی اپنے لئے ایسے مروجہ القابات وخطابات استعمال فرمائے؟

تو اب علماء دیوبند ان سب پر دلیلِ خاص پیش کریں ورنہ یہ تسلیم کریں کہ یہ نئی ایجاد یعنی بدعت ہے اوران کے علماء دیوبند ایسی ایجادات کو اختیار کر کے بدعتی ٹھہرے۔

ممکن ہے کہ کوئی یہ کہہ دے کہ ان القابات کو نئی ایجاد کہنا خواہ مخواہ کی بحث ہے تو ہم اس کا جواب بھی پیش کر دیتے ہیں خود علماء دیوبند کے امام وحکیم اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ

> "ہمارے بزرگ جو ہر طرح پر صاحب کمال تھے اُن کو جو کچھ بھی خطابات دئے جاتے اور جن القاب سے یاد کیا جاتا تھا تھوڑا مگر ان حضرات کا انتہائی لقب مولانا تھا ورنہ اکثر مولوی صاحب کہلاتے تھے اور آج کل جن لوگوں کو اُن سے کچھ نسبت نہیں وہ شیخ الحدیث شیخ التفسیر

،امیر الہند امام الہند کہلانے لگے ۔**یہ سب نئی ایجاد ہے**...... آج کل تو جانوروں تک کے خطابات باعثِ فخر اور پسندیدہ سمجھے جاتے ہیں۔ایسی حیوانیت کا غلبہ اس زمانہ میں ہوگیا ہے ،مثلاً طوطیِ ہند ،بلبلِ ہند،شیرِ پنجاب معلوم ہوتا ہے کہ اب کچھ دنوں بعد فیلِ ہند ،اسپ ہند،گرگِ ہند پیدا ہوں گے کیا خرافات ہے خدا بھلا کرے اس جاہ کا اس نے اندھا بنا رکھا ہے اور سنیئے کہ ان میں پڑھے بھی نہیں **مگر امام التفسیر،شمس العلماء یہ خطابات اور القاب یہ سب نیچریت کے ماتحت ہیں**"(ملفوظات حکیم الامت جلد۴ص ۱۰۸ملفوظ نمبر ۱۲۵)

اسی طرح ایک اور مقام پر اشرفعلی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ

"**ایک نئی رسم یہ نکلی ہے** کہ آدمیوں کے نام جانوروں کے ناموں پر رکھے جانے لگے بلبلِ ہند،طوطیِ ہند،**شیرِ پنجاب**۔پرندے درندے بننے لگے،اللہ نے تو آدمی بنایا تھا اور یہ جانور بننے لگے"((ملفوظات حکیم الامت جلد۷ص ۲۱۷ملفوظ نمبر ۳۲۸)

تو اب جن علماء دیوبند کو اس قسم کے القابات مثلاً شیر پنجاب،بلبل ہند وغیرہ کہا جاتا ہے تو گویا ان کو جانور کہا جا رہا ہے اور وہ تمام علماء دیوبند جو ان القابات کو سن کر خاموش رہتے ہیں اور قبول بھی کرتے ہیں وہ سب بھی اشرفعلی تھانوی صاحب کے اس بیان کے مطابق یا تو جانور بن رہے ہیں یا جانوروں کی حمایت کر رہے ہیں۔

......دیوبندی مکتبہ فکر کی مزید 9 بدعات......

میرے مسلمان بھائیو! اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کو بدعتی کہنے والے وہابی دیوبندی حضرات خود سیکڑوں بدعات میں بری طرح جکڑے ہوئے ہیں۔جیسا کہ آپ نے حوالوں کی روشنی میں گذشتہ صفحات میں ملاحظہ کیا۔ یہ تو صرف بطور نمونہ ۱۷ بدعات پیش کی گئی ہیں۔آگے چند بدعات اور بھی پیش کی جائیں گی۔لیکن موضوع کی مناسبت سے ان کو اگلے حصہ یعنی علماء اہلحدیث کی بدعات کے ساتھ ہی لکھ دی گئی ہیں تاکہ تکرار مباحث اور کتاب کی ضخامت سے بچا جا سکے۔اس کے موضوعات کچھ اس طرح ہیں:

(18)......"مساجد کے محراب" (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(19)......"ایک شہر کی متعدد مساجد میں نماز جمعہ" (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(20)......"علماء وہابیہ کا دوران تقریر نعرے" (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(21)......"بدعاتِ مناظرہ" (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(22)......"مروجہ مدارس" (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(23)......"کتب و تصنیفات" (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(24)......"امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی صاحب کی بدعات" (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(25)......"وہابیوں کی خودساختہ نماز" (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

(26)......"دانوں والی تسبیح" (یہ بھی دیوبندیوں کے اصول سے بدعت ہے)

18 سے 26 تک پر گفتگو آگے پیش ہوگی، تو اختصار کے ساتھ دیوبندی مکتبہ فکر کی یہ "کل 26 بدعات" ہو جائیں گی۔

لہٰذا ان کو تمام سنی مسلمان اچھی طرح ذہن نشین کر لیں، اور ذکر میلاد النبی ﷺ، صلوۃ وسلام، عرس و فاتحہ وغیرہ پر بدعت بدعت کے فتوے لگانے والوں سے مطالبہ کریں کہ پہلے اپنے اصول و قواعد کے مطابق اپنی ان بدعات کو ثابت کریں یا ان کو جائز کہنے والوں پر بدعت و جہنمی ہونے کا فتوی جاری کریں۔

وہابی غیر مقلدین اہلحدیث و سعودی علماء کی بدعات

......''سعودی اسلامی حکومت؟'' کڑوا سچ

چٹکیاں لیتی ہے فطرت چیخ اٹھتا ہے ضمیر
کوئی کتنا ہی حقیقت سے گریزاں کیوں نہ ہو

یہ ایک کڑوا سچ ہے کہ مسلمانوں پر شرک وبدعت کے جس قدر فتوے سعودی عرب کے علماء کی طرف سے عائد کئے جاتے ہیں یقیناً اس کے مقابلے میں یہود ونصاریٰ بھی مسلمانوں پر اتنی تنقید نہیں کرتے ہوں گے۔اس لئے ہم وہابی اہلحدیث وسعودی علماء کی بارگاہ میں یہ عرض کرتے ہیں کہ جناب ہم سنیوں کے کاموں پر حرام وبدعت کے فتوے لگا کر پوری امت مسلمہ میں انتشار واختلاف کی آگ کو بھڑکانے کی بجائے آپ پہلے اپنی سعودی حکومت اور ان کے حکمرانوں پر بھی شرعی احکامات جاری کریں۔کیونکہ سعودی اسلامی حکومت میں یہ درج ذیل خلاف شرع کام کھلے عام جاری ہیں۔

۞......سعودیہ میں فلمیں، ڈرامے، گانے باجے سرے عام ٹی وی چینلو پر دکھائے جاتے ہیں۔

سعودی عرب میں ہر طرح کی ٹی وی چینلو کھلے عام چل رہے ہیں جن پر انگلش، انڈین، عربی ودیگر زبانوں وملکوں کی فلمیں، ڈرامے، ناچ وگانے سرے عام چل رہے ہیں۔بلکہ انڈیا کی فلمیں عربی زبان کے ترجمے کے ساتھ نشر کی جاتی ہیں اور ان انڈین فلموں میں ہندوں کے دیوی دیوتاؤں کو اور ان کے شرکیہ مناظر کو دکھایا جاتا ہے بلکہ شرکیہ منتر بھی پڑھے جاتے ہیں۔العیاذ باللہ۔

بے وجہ تو نہیں گلشن کی تباہیاں
کچھ باغباں بھی ہیں برق وشرر سے ملے ہوئے

۞......سعودیہ کی مارکیٹوں میں آلات موسیقی سرے عام فروخت ہو رہے ہیں اور استعمال بھی کیے جاتے ہیں۔

۞......سعودیہ میں عورتوں کا مکمل شرعی پردہ نہیں بلکہ بڑے بڑے شاپنگ مال، مارکیٹوں، ہسپتالوں، ائیرپورٹ، ائیرلائنز کے اندر عورتوں کی بے پردگی ہے، بڑے بڑے وی، آئی، پی ہوٹلوں کے اندر تو نظارے ہی الگ ہیں، معاذ اللہ۔

۞......سعودیہ عرب کی گارمنٹس کی مارکیٹوں میں لٹکے سعودی عورتوں کی انتہائی شرمناک نیم برہنہ ملبوسات کی

نمائش جاری ہے جو یقیناً نہ صرف ناجائز بلکہ باعث شرم ہے۔

✿...... سعودیہ عرب میں داڑھی جیسی مبارک سنت کے ساتھ انتہائی بھونڈا مزاق کیا جارہا ہے یہود ونصاریٰ کے اسٹائلز سعودی نوجوانوں اور مردوں نے اپنا رکھے ہیں حتیٰ کہ سعودی حکمران تک اس فعل بد کا شکار ہیں۔

✿...... سعودیہ عرب حرمین شریفین کے اندر قرآن پاک کی جو کھلی بے ادبی کی جارہی ہے وہ مسلمانوں کے کلیجوں کو چھلنی کر دیتی ہے کہ عین حرمین شریفین کے اندر کوئی تو قرآن پاک کو تکیہ بنا کر سر کے نیچے رکھے سو رہا ہے [معاذ اللہ]، کوئی قرآن پاک کی طرف ٹانگیں کئے لیٹا ہے، کوئی نیچے زمین پر پاؤں کے ساتھ قرآن رکھے قرآن کریم پڑھ رہا ہوتا ہے [معاذ اللہ!]

✿...... سعودی حکومت کفار و مشرکین کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے اور ان کے ساتھ دوستیاں اور یارانہ قائم کئے ہوئے ہے بلکہ سعودی حکمرانوں کی اکثریت یہود ونصاریٰ کے ہم نوالہ و ہم پیالہ ان کے عشق میں گرفتار ہیں۔

الغرض ایک لمبی داستان ہے اگر اس کو تفصیلاً بیان کیا جائے تو درجنوں صفحات درکار ہیں، لیکن ان سب کاموں پر سعودی عرب کی نجدی حکومت پابندیاں عائد نہیں کرتی، ان ناجائز، حرام اور بے ادبی پر مشتمل کاموں کو منع نہیں کرتی، ان کے خلاف سختی سے پیش نہیں آتی حالانکہ وہاں تو سعودی نجدی مذہب کے حکمرانوں اور علماء کا کنٹرول ہے، یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ وہ روکنے پر قادر نہیں کیونکہ جب یہ لوگ روضہ رسول ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھنے سے مسلمانوں کو روک سکتے ہیں، میلاد النبی ﷺ، نعت مصطفی ﷺ پڑھنے بلکہ جملہ معمولات اہل سنت سے مسلمانوں کو روک سکتے ہیں تو پھر سعودی عرب میں مذکورہ بالا تمام غیر شرعی کاموں (فلموں، ڈراموں، بے شرمی پر مبنی کاموں، خلاف شرع امور) کو کیوں نہیں روک سکتے؟ قابل غور بات ہے کہ آخر یہاں ان کا کنٹرول وطاقت کیوں ختم ہو جاتا ہے؟ یہ ھذا حرام، ھذا شرک کے فتوے اور شرطوں ونجدی شیخوں کا غم وغصہ کیوں ٹھنڈا پڑ جاتا ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ جو عمل و کام ان کے وہابی مذہب کے خلاف ہے وہ تو سعودی عرب میں سختی سے منع ہے اور صرف وہی حرام، ناجائز اور بدعت ہے لیکن جو کام اسلام کے خلاف ہے وہ ہرگز منع نہیں اور نہ ہی اس کے خلاف وہاں کے علماء جہاد کا اعلان کرتے ہیں، نہ ہی حکومت کے خلاف ان خلاف شرع کاموں پر احتجاج کرتے ہیں اور نہ ہی ایسی حکومت کو حرام، ناجائز، بدعات وخرافات کے کاموں پر کھلی چھوٹ دینے کی وجہ سے تنقید کا نشانہ بناتے ہیں!

مزارات پر اعتراض کرنے والوں! جواب دو

سعودی اور اس کے ذرخرید علماء جو ہم سنیوں کو اکثر یہ طعنے دیتے ہیں کہ جب مزارات سنیوں کے ہیں تو خرافات و بدعات کو سنی کیوں نہیں روکتے حالانکہ ہند و پاک میں اکثر مزارات سنیوں کے ماتحت نہیں بلکہ وفاق کے ماتحت ہیں اور جہاں چند سنی بیٹھے بھی ہیں تو ان کو قوت و طاقت حاصل نہیں لیکن اس کے برعکس سعودیہ میں تو حکومت بھی وہابیوں نجدیوں کی ہے کنٹرول بھی وہابیوں نجدیوں کا ہے تو پھر مذکورہ بالا غیر شرعی ناجائز، حرام، بدعات وخرافات کے کاموں کو وہابی نجدی علماء کیوں نہیں روکتے ؟ پھر ہم سنی تو تمہارے نزدیک سست و کاہل ہیں، جہاد نہیں کرتے لیکن آپ وہابی نجدی تو بڑے پکے مجاہد ہیں (کہ مسلمانوں پر بھی خودکش حملوں سے بھی نہیں ڈرتے) تو اب سعودی حکومت کے ان خلاف شرع کاموں پر تلواریں اٹھا کر باہر کیوں نہیں نکلتے ؟ ان کے خلاف اعلان جہاد کر کے شریعت اسلامیہ کی اساس کو مضبوط کیوں نہیں کرتے ؟ کم از کم اپنی سعودی حکومت کے خلاف کھل کر دوٹوک الفاظ میں جہاد بالقلم کا ہی مظاہرہ کرتے ہوئے ان حکمرانوں کے خلاف فتوے کیوں نہیں جاری کرتے ؟

کب تک رہے گی کتاب سادہ کبھی تو آغاز باب ہوگا
جنہوں نے نسلوں کو ہے بگاڑا کبھی تو ان کا حساب ہوگا

بہرحال آئیے اب آپ کے سامنے انہی حضرات کے اصول و قواعد کے مطابق سعودی علماء اور غیر مقلدین اہلحدیث علماء کی بدعات کے چند نمونے ملاحظہ کیجیے۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 1

﴿سعودی بدعت نیشنل ڈے ''عید الوطنی''﴾

میرے محترم بھائیو،بہنو!

یہ بات آپ جانتے ہی ہوں گے کہ سعودی عرب سرکاری سطح پر ہر سال **23 ستمبر کو نیشنل ڈے** مناتا ہے۔جس کو یہ عید الوطنی یا یوم الوطنی کا نام دیتے ہیں۔ہر سال 23 ستمبر کو سعودی حکومت کی طرف سے سرکاری چھٹی ہوتی ہے،اس دن تمام سعودیہ عرب کو سجایا جاتا ہے،سرکاری دفاتر وعمارات اور سڑکوں میں ہر طرف جھنڈے ہی جھنڈے نظر آتے ہیں،سعودی بادشاہوں کی بڑی بڑی تصویرے آویزاں ہوتی ہیں،سرکاری سطح پر تمام جشن کی مکمل حفاظت ودیکھ بھال کی جاتی ہے،حکمران مختلف پیروگرام بھی منعقد کرتے ہیں۔سعودی اس دن کو عید الفطر وعید الاضحیٰ کی طرح مناتے ہیں،نئے کپڑے،دعوتیں،تحفے تحائف،مبارک بادیاں،بڑی بڑی دعوتیں اور اکثر پروگراموں میں کیک بھی کاٹے جاتے ہیں بلکہ کیکوں پر کلمہ طیبہ لکھ کر پھر اس کلمے والے کیک کو چاقو سے کاٹا بھی جاتا ہے۔(معاذ اللہ) اسی طرح انہی کے اصول وقواعد کے مطابق بے شمار غیر اسلامی رسمے،مردوں وعورتوں کا اختلاط،رقص ودھمال،ملی نغمے،شور شرابا،آتش بازی،گاڑیوں پر کلمہ طیبہ لکھا ہوتا ہے،بعض دفعہ تو دیکھا گیا ہے کہ نوجوان اس پر بیٹھے ہوئے بھی ہوتے ہیں بلکہ معاذ اللہ! کلمہ طیبہ [**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**] لکھے ہوئے کپڑوں کو بطور قمیض [لباس] پہنتے ہیں جس میں بعض اوقات کلمہ شریف کمر کی طرف ہوتا بلکہ دوران سرچ ایسی تصویریں بھی نظر سے گزریں جس میں سعودی لڑکیوں نے نیم برہنہ جسم پر کلمہ کی قمیص پہن رکھی ہے۔اسی طرح گاڑیوں پر کلمہ والے جھنڈوں کی پینٹ کروائی جاتی ہے۔

اسی سعودیہ عرب کے مختلف شہروں میں ہزاروں گاڑیوں کا جلوس نکلتا ہے جس میں قومی نغموں پر مشتمل گانے ہر طرف گونج رہے ہوتے ہیں۔آتش بازی کا بھرپور نظارہ ہوتا ہے۔الغرض جس طرح ہندوپاک میں ۱۴،۱۵ اگست کا جشن منایا جاتا ہے۔اس سے کہیں بڑھ چڑھ سعودیہ اسلامی حکومت کے نیشنل ڈے پر ہوتا ہے۔جس کو مکمل تفصیل درکار ہو گوگل یا یوٹیوب پر

"الیوم الوطنی السعودیۃ"یا[saudi national day]"

لکھ کر سرچ کر کے ویڈیو دیکھ سکتا ہے۔

ہم سنی مسلمان نبی پاک ﷺ کی ولادت پر اظہار تشکر و اظہار فرحت کرتے ہوئے خوشیاں منائیں اور اس کو خوشی کا دن قرار دیں تو دیوبند سے لیکر نجد تک، دہلی سے لے کر سعودیہ تک یہ شور و ہنگامہ کھڑا ہوتا ہے کہ شریعت میں جشن منانے کی اجازت و ثبوت نہیں ہے۔یہ بدعت ہے،حرام ہے۔لیکن جب خود علماء نجد سعودیہ اپنے ملک کی آزادی کا جشن ہر سال 23 ستمبر کو منائیں تو یہ سب فتوے بھول جاتے ہیں اور سارے اصول بدل جاتے ہیں۔

اب ہم اہلحدیث و سعودی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث مبارکہ میں ایسے مروجہ سعودی انداز میں وطن کی آزادی کا جشن (نیشنل ڈے) منانے کا ثبوت موجود ہے؟

۞...... "فتح مکہ" ہوا تو کیا نبی پاک ﷺ نے کہیں اس مروجہ انداز میں جشن منایا تھا؟ یا اپنے صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کو کوئی ایسا حکم دیا کہ ہر سال بعد تم اس فتح کا جشن منایا کرنا؟

۞...... کیا "فتح مکہ" کے بعد کسی صحابی یا تابعی یا تابع تابعی [علیہم الرضوان اجمعین] نے کسی سال اس فتح مکہ کی یاد و خوشی میں جشن منایا تھا؟ جلوس نکالے تھے؟ جھنڈے لگائے تھے؟ مختلف پروگرام کیے تھے؟

۞...... اسی طرح صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] کے ہاتھوں مختلف بڑے بڑے شہر، علاقے اور ملک فتح ہوئے تھے تو ان کی فتوحات کے سال بعد کیا کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی [علیہم الرضوان اجمعین] نے فتح کا جشن مروجہ سعودی انداز میں منایا تھا؟

میرے مسلمان بھائیو بہنو! واللہ العظیم! سعودی عرب کے اس مروجہ انداز میں نیشنل ڈے (یوم الوطنی) کے اس جشن پر کسی بھی اہلحدیث و سعودی مولوی صاحب کے پاس کوئی ایک آیت یا حدیث موجود نہیں ہے۔لیکن محض اپنے سعودی بادشاہوں کی خوشنودی و غلامی میں پورا سعودی عرب اس رسم میں مبتلا ہے اور انہیں علماء کے اصول و قواعد بدعت کی رو سے یہ سب کے سب خود بدعتی اور جہنمی قرار پاتے ہیں۔

...... کیا دنیوی کاموں پر دین لاگو نہیں ہوتا؟ ......

تاویل...... بعض حضرات یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ سعودی نیشنل ڈے کوئی دین کا حصہ نہیں، کوئی دینی کام نہیں، کوئی اس کو ثواب سمجھ کر نہیں کرتا، لہٰذا یہ بدعت نہیں بدعت تو وہ کام ہوتا ہے جو دین میں جاری کیا جائے، ثواب سمجھ کر کیا جائے۔

......ازالہ......

اولا......: تو ہم سب سے پہلے ''دینی و دنیاوی'' امور کی تقسیم کرنے والے وہابی حضرات سے یہ سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے بدعت کی یہ ''دینی و دنیوی'' کاموں کی تقسیم آخر کس آیت یا حدیث صریح میں بیان کی گئی ہے؟ اور کیا شریعت اسلامیہ میں مسلمانوں کے دنیاوی کاموں پر بدعت کے احکامات جاری نہیں ہوتے؟ اگر نہیں ہوتے تو اپنے اصول وقواعد کے مطابق اس پر قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کریں لیکن ان شاء اللہ اس تقسیم پر کوئی ایک آیت وحدیث بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔

دوم...... پھر مذکورہ بالا تاویل خود بدترین جہالت پر مبنی ہے کہ اگر اسی طرح یہ دینی و دنیاوی تقسیم کر کے جواز کی صورت نکالی جاتی رہے پھر تو ایسی صورت میں دنیاوی بے شمار رسموں کی کھلی اجازت مل جائے گی۔

مثلا شادی کی غلط رسمیں، عقیقہ کی غلط رسمیں، نکاح کی غلط رسمیں، سالگرہ کی غلط رسمیں وغیرہ، ان غلط رسموں کو کوئی بھی مسلمان دین کا حصہ، دینی کام یا ثواب نہیں سمجھتا تو مذکورہ تاویل سے تو ان ساری رسموں کو دنیاوی کام کہہ کر سب کو جائز ماننا پڑے گا۔ جبکہ تمام مکاتب فکر نے ان رسموں کو بدعت قرار دیا۔ لہٰذا جو لوگ مذکورہ تاویل کر کے سعودی نیشنل ڈے کو شرعی گرفت سے خارج کرنا چاہتے ہیں وہ دراصل بدعات وخرافات کے جواز کی راہ نکال رہے ہیں یا پھر لاعلمی کی وجہ سے جہالت کا شکار ہیں۔

سوم...... پھر کیا شریعت میں کہیں ایسا حکم ہے کہ کسی کام کو دنیاوی کہہ کر اس کو اختیار کر لو خواہ وہ شریعت کے بالکل خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ کیا دنیاوی کہہ کر اس سعودی جشن میں بے حیائی پر مبنی کاموں پر شرعی احکامات لاگو نہیں ہوتے؟ کیا سعودی مردوں وعورتوں کی بے پردہ محفلوں و پروگراموں پر شرعی احکامات لاگو نہیں ہوتے؟ کیا

سعودی قومی ترانے و نغمے جو فُل میوزک کے ساتھ بجتے ہیں ان پر شرعی احکامات لاگو نہیں ہوتے؟ اسی طرح اس سعودی جشن میں تمام مروجہ خلاف شرع کاموں پر شرعی احکامات لاگو نہیں ہوتے؟ کیا ان سب کاموں کو دنیاوی کام کہہ کر حرام وبدعت سے خارج کیا جاسکتا ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر دینی و دنیاوی تقسیم کر کے اپنے لیے جواز کی راہ نکالنا سراسر باطل ومردود ہے۔

چھارم ......: پھر سعودی نیشنل ڈے کے جواز پر دنیاوی تقسیم کرنا اس لئے بھی باطل ہے کیونکہ **مسلمان کی تو دنیا بھی دین ہے۔** بلکہ مسلمان کا سونا جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا وغیرہ **بلکہ زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو دین ہے** جیسا کہ صحابی رسول حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

"احتسب نومتی کما احتسب قومتی"

یعنی میں اپنی نیند کو بھی ایسا ہی ثواب سمجھتا ہوں جس طرح اپنے کھڑے ہو کر نماز اور تہجد پڑھنے کو۔ بخاری ج ۲ ص ۶۲۲۔ (الکلام المفید فی اثبات التقلید: ص ۸۳)

لہذا جب مسلمان کا ہر کام، ہر پہلو، ہر شعبہ دین ہے تو پھر سعودی جشن پر دنیاوی تاویل بالکل باطل ومردو ہے۔

پانچواں ......: پھر سعودی نیشنل ڈے کو جائز قرار دینے کے لئے مذکورہ تاویل اس لئے بھی باطل ہے کہ بعض سعودی علماء نے اسی نیشنل ڈے کو بدعت بھی قرار دیا۔ تو اگر یہ محض رسم و دنیاوی کام ہی ہوتا اور بدعت کا اطلاق اس پر نہ ہوتا تو ان بعض سعودی علماء نے اسے بدعت کیوں کہا؟ لہذا مذکورہ بالا تاویل کر کے سعودی نیشنل ڈے کو بدعت نہ کہنے والے مولوی صاحبان کے لئے ایک شعر عرض ہے کہ

نہ ہوئے علم سے واقف نہ دین حق کو پہچانا
پہن کر جبہ و شملہ لگے کہلانے مولانا

سعودی مفتی کا فتویٰ نیشنل ڈے بدعت وحرام

ہاں سعودی عرب کے بعض علماء نے ''سعودی نیشنل ڈے'' کو بدعت وحرام اور مجوسیوں کا طریقہ قرار دیا ہے ۔چنانچہ نیٹ پر کسی غیر مقلد کا یہ مضمون موجود ہے جس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں ۔

''[جن علماء نے اس کے خلاف فتوے دیئے ان میں] شیخ محمد بن ابراہیم سابق مفتی سعودی عرب بھی شامل ہیں ۔ان کے مطبوعہ فتاویٰ میں "عیدالوطنی "کے نام سے ایک رسالہ موجود ہے جس میں انہوں نے عیدالفطر اور عید الاضحیٰ کی خصوصیات کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

"ان دو شرعی عیدوں کے علاوہ مسلمانوں کے لیے سال میں **کسی تیسرے دن کو متعین کرنے میں بہت سے شرعی مخالفتیں پائی جاتی ہیں** جن میں سے کچھ یہ ہیں ۔ایسا کرنے میں شرعی عیدوں کی مخالفت اوران سے برابری کرنا پایا جاتا ہے ۔ان غیر مشروع عیدوں کو منانے میں اہل کتاب اور **ان کے علاوہ دیگر کفار کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے** جس کا حرام ہونا کتاب وسنت کے قطعی دلائل وبراہین کی روشنی میں معلوم ہے ۔وطن کے لیے دن مقرر کرنا فارس (موجودہ ایران) کے ان مجوسیوں کے ساتھ مشابہت ہے کہ جنہوں نے اپنے لیے 'نوروز ' کا دن مقرر کر رکھا ہے ۔پس اس دن کو متعین کرنا ،اسے منانا اور اسکی تعظیم کرنا مجوسیوں کے ساتھ خاص مشابہت ہے جو کہ اس کے حرام ہونے پر زیادہ واضح دلیل ہے ۔

(فتاویٰ محمد بن ابراہیم: ج 3،صفحہ نمبر 107)

اسی طرح سعودی عرب کے دار الافتاء ''لجنۃ الدائمۃ'' کے فتاویٰ میں شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور شیخ عبدالرزاق عفیفی کا یہ فتویٰ موجود ہے کہ:

"وطن کا دن منانا کفار کی مشابہت میں سے ہے" (فتاویٰ لجنۃ الدائمۃ: ج 3 صفحہ نمبر 89)

معلوم ہوا کہ بعض سعودی علماء نے اس نیشنل ڈے کو بدعت وحرام قرار دیا ہے تو ان کے فتوؤں سے سعودی حکومت اور اس نیشنل ڈے کو منانے کی اجازت دینے والے تمام سعودی حکمران اور ان جملہ خرافات وبدعات کے روکنے پر طاقت ہونے کے باوجود خاموش تماشائی بننے والے سعودی علماء بدعتی ٹھہرے ۔

﴿......سعودی علماء سے سوالات......﴾

اگر سعودی علماء کے نزدیک یہ نیشنل ڈے منانا بدعت ہے تو ہم علماء اہلحدیث وسعودی علماء سے اس مسئلہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات چاہتے ہیں کہ:

(۱)......وہ تمام سعودی حکمران جن کی رضامندی واجازت سے سعودی نیشنل ڈے (یوم الوطنی) منایا جاتا ہے وہ سب حکمران بدعتی وگمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟

(۲)......وہ تمام سعودی حکمران جو سعودی نیشنل ڈے (یوم الوطنی) کے مختلف پیروگراموں میں شریک ہوتے ہیں اوران کی شرکت کی وجہ سے ان پیرگراموں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے ایسے تمام حکمران ناجائز وحرام کام میں معاون ومددگار ٹھہرے کہ نہیں؟ اور جان بوجھ کر خلاف شرع کاموں میں کسی بھی صورت میں سبب بننے والے کے خلاف شرعی احکام جاری ہوں گے کہ نہیں؟

(۳)......اگر یہ نیشنل ڈے (یوم الوطنی) منانا بدعت ضلالہ حرام وناجائز ہے تو پھر اسکو سرکاری سطح پر منانے کی اجازت دینے والے تمام سعودی حکمرانوں کے خلاف سعودی علماء کو احتجاج اور جہاد کرکے روکنا چاہیے کہ نہیں؟

(۴)......سعودی نیشنل ڈے (یوم الوطنی) حکومتِ سعودیہ کی اجازت سے منایا جاتا ہے اور سرکاری چھٹی بھی ہوتی ہے اوراس دن بے شمار خلاف شرع کام بھی کیے جاتے ہیں تو یہ حکومت سرکاری سطح پر اس ڈے کو منعقد کر کے، اس دن تعطیل کرکے، بدعات وخرافات کا سبب بن کر ''بدعتی حکومت'' قرار پائی کہ نہیں؟

(۵) اگر کوئی یہ کہے کہ حکومت باقی کام تو اچھے کررہی ہے لہذا اس ایک کام کی وجہ سے بدعتی نہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا صرف ایک کام بدعت پر مشتمل ہواور باقی سب دین کے مطابق ہو تو کیا اس ایک کام سے بدعتی ہونا ثابت نہیں ہوتا؟ کیا اس کی بدعت سنت سے بدل جائے گی یا بدعتی ہونے کے لئے کثیر التعداد کاموں پر عمل کرنا ہی ضروری ہوتا ہے؟ جواب صرف قرآن وحدیث سے دیں۔

میرے مسلمان بھائیو!

آخر علماء نجد اس بدعت یعنی سعودی جشن کا اُسی طرح عالمی سطح پر رد کیوں نہیں کرتے جس طرح میلاد النبی ﷺ کا کرتے ہیں؟ اس بدعت کے حامیوں کا نام لیکر ان کو بدعتی وگمراہ کیوں نہیں کہتے؟ سرکاری خطبوں میں اس نیشنل

ڈے کے جشن کو بدعت ضلالہ کیوں نہیں کہتے اور اس کے حامی سعودی حکمرانوں کے خلاف اعلان جہاد کیوں نہیں کرتے؟ کیا اس کی وجہ صرف یہی نہیں کہ اُن سے ریال ملتے ہیں ان کے ہاتھ ریالوں کی لالچ سے باندھے ہوئے ہیں اور ان کی تلواریں ریالوں کے زنگ سے آلودہ ہو چکی ہیں۔

(نوٹ: مزارات پر ہر قسم کے خرافات و بدعات کا ہم سنی ہمیشہ رد کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ وہابی حضرات ہم سنیوں پر طعن و تنقید کرتے ہیں تو اب اسی اصول کے مطابق سعودیہ جشن پر سعودی و اہلحدیث علماء پر طعن و تنقید کی گئی ہے۔ لہٰذا اب ہم پر الزامی جواب دینے کی بجائے اہلحدیث و سعودی علماء قرآن و سنت کے مطابق جواب دینے کے پابند ہیں، الزامی جواب نہیں دے سکتے۔)

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 2

......ہر سال 27 رمضان کی اجتماعی دعا......

میرے محترم مسلمان بھائیواور بہنو!

یقیناً آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ سعودی عرب میں **ہر سال رمضان المبارک کی 27 شب مکہ مکرمہ** میں باجماعت تراویح کے ختمِ قرآن کے بعد **اجتماعی دعا کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے**، جس میں مختلف شہروں بلکہ ملکوں سے لوگ آتے ہیں اور اس شب کو حرم شریف میں حد سے زیادہ ہجوم ہوتا ہے، جو کہ محض ختم قرآن و **خصوصی دعا کے لئے ہوتا ہے**، سعودی امام صاحب اپنے مخصوص انداز میں رو رو کر خوب لمبی دعا کراتے ہیں۔ **یوٹیوب پر** سعودی امام صاحب کی ۲۷ رمضان المبارک کی اجتماعی دعا کی بے شمار ویڈیوز موجود ہیں، اور سعودیہ عرب میں جانے والے حضرات اس مروجہ عمل سے بخوبی واقف بھی ہیں۔

اسی طرح علماء دیوبند سے سوال ہوا کہ "رمضان المبارک میں ختم قرآن کے بعد اجتماعی یا انفرادی طور پر دعا کرنا کیسا ہے؟" تو علماء دیوبند نے جواب دیا کہ

"ختم قرآن کے **بعد اجتماعی اور انفرادی دعا کرنا مستحسن عمل ہے** اور رمضان المبارک چونکہ نزول رحمت کا مہینہ ہے جبکہ ختم قرآن کا موقع بھی نزول رحمت وبرکت کا ہے لہذا اس موقع پر بلا نیت التزام **اجتماعی یا انفرادی دعا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن عمل ہے**"

(نجم الفتاویٰ: جلد ۱ص ۱۷۹: سوال ۱۹۰)

میرے مسلمانو بھائیو، بہنو! دیکھئے ۲۷ رمضان المبارک کی شب کو اس مروجہ اجتماعی دعا کو علماء دیوبند جائز و مستحسن قرار دے رہے ہیں اور علماء نجد سعودیہ کا بھی اس پر کھولے عام عمل ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ دعا کوئی دنیا عمل نہیں ہے بلکہ حدیث شریف میں دعا کو عبادت کہا گیا ہے۔

"**الدعاء هو العبادة**" (رواہ احمد والترمذی وابوداود والنسائی وابن ماجۃ وغیرہ)

لہذا یہ عمل یعنی مروجہ اجتماعی دعا ''عبادت'' میں داخل ہے اور کسی بھی عبادت کے لئے علماء اہلحدیث وہابیہ سعودیہ کے مطابق ثبوت (دلیل خاص) ہونا لازم ہے ورنہ وہ بدعت ضلالہ ٹھہرے گا۔

جیسا کہ تلاوت کے بعد ''**صدق اللہ العظیم**'' کہنے کے بارے میں سعودی علماء کا فتویٰ ہے کہ ''**صدق اللہ العظیم**'' کہنا اللہ کی ثناء اور اس کی عبادت ہے اور جب یہ عبادت ہے تو پھر یہ جائز نہیں کہ ہم شرعی دلیل کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کوئی طریقہ ایجاد کریں'' (فتاوی اسلامیہ جلد چہارم، باب احکام قرآن اور اس کے آداب ص ۲۹)

پس اب ہم تمام علماء نجد سعودیہ، غیر مقلدین اہلحدیث اور علماء دیوبند سے ثبوت کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اب ہم اہلحدیث، سعودی، دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... نبی پاک ﷺ کی کوئی ایک حدیث صریح پیش کردیں جس میں اس مروجہ طریقۂ دعا کا ثبوت موجود ہو۔
- ...... کیا نبی پاک ﷺ نے ہر سال باقاعدہ رمضان المبارک کی 27 شب کو اجتماعی طور پر تراویح کی جماعت کے ختم قرآن کے بعد مروجہ انداز میں اجتماعی طور پر خصوصی دعا فرمائی تھی؟
- ...... کیا خلفاء راشدین یا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے رمضان المبارک کی 27 شب کو اجتماعی طور پر تراویح کی جماعت کے ختم قرآن کے بعد، مروجہ انداز میں اجتماعی طور پر خصوصی دعا فرمائی تھی؟
- ...... کیا تابعین یا تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے رمضان المبارک کی 27 شب کو اجتماعی طور پر تراویح کی جماعت کے ختم قرآن کے بعد مروجہ انداز میں اجتماعی طور پر خصوصی دعا فرمائی تھی؟

اب تمام علماء اہلحدیث وہابی ونجدی سعودی اور دیوبندی حضرات ان سوالوں کے جوابات اپنے اصول و قواعدِ بدعت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیں لیکن جواب میں قیاس یا کسی بزرگ کا قول نہیں بلکہ نبی پاک ﷺ کا صریح فرمان، یا صحابہ، تابعین یا تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین کا مروجہ عمل پر صحیح صریح فرمان (دلیل خاص ہو) پیش کریں؟

خود وہابی مکتبہ فکر کے مطابق یہ مروجہ عمل بدعت ہے

27 شب رمضان کو دعا کا یہ عمل ثواب کی نیت سے کیا جاتا ہے اور ایسا نیا عمل جو ثواب سمجھ کر کیا جائے اس کے بارے میں علماء اہلحدیث کے امام ثناء اللہ امرتسری صاحب کا فتویٰ یہ ہے کہ:

''بدعت اس کام کو کہتے ہیں جس کو شریعت نے **کار ثواب نہ کہا ہو اور عامل اس پر ثواب کی نیت کرے**''

(فتاوی ثنائیہ جلد اول ص ۴۵۲، باب سوم روزہ اور اس کے متعلقات)

اسی طرح سعودی علماء اور اہل اہلحدیث علماء کے محدث علامہ ناصر الدین البانی صاحب کا فتویٰ ہے کہ

''کوئی بھی دعا یا عمل کہ جس کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہ ہو تو اس پر عمل کرنا بدعت ہے''

(فتاوی البانیہ ج 1 /ص 281)

وہابی علامہ ناصر الدین البانی صاحب ہی نے باقی دنوں کو چھوڑ کر مخصوص ایام میں کسی کام کو کرنے کو اللہ عزوجل کے مقابلے میں شریعت سازی قرار دیا ہے چنانچہ سوال وجواب دونوں ملاحظہ کیجیے۔

سوال......: کیا مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ مخصوص دنوں کے ساتھ اذکار بھی مخصوص کرے؟

جواب......: یہ کس مسلمان کے لئے جائز نہیں کیونکہ اس میں گویا کہ وہ شریعت سازی کر رہا ہے اور شریعت سازی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے جائز ہے''

(فتاوی البانیہ ج 1 /ص 255)

تو دیکھئے کسی خاص عمل کو کسی دن کے ساتھ مخصوص کرنا شریعت سازی قرار دیا گیا تو اب 27 رمضان المبارک کی شب کو مخصوص کر کے یہ عبادت (دعا) کرنا انہی کے اصول کے مطابق شریعت سازی ہے۔

اسی طرح خود سعودی مفتی اعظم عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز صاحب کہتے ہیں کہ

''یہ بدعت ہے جس کی کوئی اصل نہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا ''**من عمل عملا لیس علیه امرنا فهورد**'' جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا عمل نہیں ہو مردود ہے''

(فتاوی جز اول: ص ۸۱، دار السلام)

غیر مقلدین اہلحدیث، سعودی اور دیوبندی علماء جو بدعت کی تعریف اور اصول بیان کرتے ہیں ان کے مطابق خود ان کا 27 رمضان المبارک کی شب کو مروجہ انداز میں اجتماعی دعا کروانا اور کرنا بدعت ہے کیونکہ یہ عمل نبی پاک ﷺ سے ثابت نہیں اور سعودی عرب کی تفسیر احسن البیان میں یہ لکھا ہے کہ

> ''پس نبی ﷺ کے منہاج، طریقے اور سنت کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہیے۔ اس لئے کہ جو اقوال و اعمال اس کے مطابق ہوں گے، وہی بارگاہ الٰہی میں مقبول اور دوسرے سب مردود ہوں گے، آپ ﷺ کا فرمان ہے **من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھو رد**''
>
> (پارہ ۱۸: النور آیت ۶۳ ص ۹۹۲)

اسی طرح سعودیہ عرب ''مکتب دعوۃ وتوعیۃ'' کے تحت شائع ہونے والی کتاب ''بدعت اور امت پر اس کے بُرے اثرات'' میں علی بن محمد ناصر صاحب یہ لکھتے ہیں کہ

> ''اب اس واضح اور روشن دلیل و حجت کے بعد اگر کوئی شخص ہمارے پاس آئے اور ہمارے لئے دین میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کرے جو نہ اللہ کی کتاب میں موجود ہو اور نہ سنت رسول میں اور نہ خلفاء راشدین کے طریقہ میں، چاہے یہ نئی ایجاد کردہ چیز اعتقاد سے متعلق ہو یا عمل یا قول یا منہج سے متعلق، تو گویا کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ دین ناقص ہے مکمل نہیں ہوا''
>
> (بدعت اور امت پر اس کے بُرے اثرات: ص ۱۵)

تو علماء وہابیہ نجدیہ کی ان تعریفوں کے مطابق خود مکہ مکرمہ میں جو امام ہر سال رمضان المبارک کی ستائیس (27) شب کو مروجہ اجتماعی دعا کرواتے ہیں وہ نہ ہی نبی پاک ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے اور نہ ہی تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے لہذا خود اصول علماء وہابیہ نجدیہ کے مطابق یہ عمل بدعت اور ان حرام کے امام صاحب تک بدعتی ٹھہرے۔

یاد رہے کہ عمومی دلائل آپ تمام علماء وہابیہ نجدیہ اہلحدیہ دیابنہ کے نزدیک حجت نہیں ہوتے لہذا عمومی دلائل آپ پیش ہی نہیں کر سکتے۔ اور ان شاء اللہ عزوجل! قیامت تک اس مروجہ عمل پر کوئی ایک آیت یا حدیث اصول وہابیہ کے مطابق نہیں ملے گی تو اب آخر حل یہی ہے کہ اپنے وہابی اصولوں کے مطابق امام کعبہ [بقول وہابیہ] کے اس مروجہ

عمل کو بدعت ضلالہ اور عاملین کو بدعتی و گمراہ قرار دیں یا پھر بدعت حسنہ کو تسلیم کر کے ان کو بدعتی و جہنمی ہونے سے بچائیں۔

علماءِ دیوبند کے مطابق امام حرم بدعتی و جہنمی

علماءِ دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب نے لکھا ہے کہ

''فتاویٰ کبیری، درمختار، فتاویٰ عجیب، فتاویٰ ابراہیم شاہی اور کنز العباد شرح اوراد میں ہے کہ (ترجمہ) **رمضان میں ختم قرآن کے وقت دعا کرنا اور اسی طرح ختم قرآن کے وقت مل کر دعا کرنا مکروہ ہے**، اس لئے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ سے ایسا منقول نہیں ۔بحوالہ الجنۃ ص ۱۴۲۔ دیکھا آپ نے کہ حضرات فقہاء کرامؒ نے آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ کے عدمِ فعل کو ایک مستقل قاعدہ اور ضابطہ سمجھ کر متعدد مقامات میں اس سے استدلال کیا ہے..... (پھر آگے ص ۹۷ پر لکھتے ہیں کہ) ''علامہ ابراہیم حلبی الحنفیؒ نے صلوۃ غائب (جو رجب میں پڑھی جاتی ہے) وغیرہ کے بدعت اور مکروہ ہونے کی یہ دلیل پیش کی ہے (ترجمہ) کہ حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور بعد کے آئمہ مجتہدین سے یہ منقول نہیں ہے۔کبیری ص ۴۳۳۔ (پھر لکھا) مشہور حنفی امام احمد بن محمد جو احد الفقہاء الکبار تھے ایک مسئلہ کی تحقیق میں یوں ارقام فرماتے ہیں (ترجمہ) یہ بدعت ہے حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ سے منقول نہیں ہے۔ الواقعات (پھر ان حوالے کے بعد سرفراز صفدر کہتے ہیں کہ)'' اور دلیل (بدعت و مکروہ ہونے کی) صرف اتنی ہی پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ و تابعینؒ سے منقول نہیں ہے اگرچہ ان پر صریح نہی بھی موجود نہیں ہے''

(دیکھئے راہ سنت: ص ۹۵ تا ۹۸)

قارئین کرام! دیکھئے ان سب حوالوں میں دیوبندی امام سرفراز صفدر صاحب نے اسی اصول پر زور دیا کہ جو عمل نبی کریم ﷺ اور صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے منقول نہ ہو تو وہ بدعت کہلاتا ہے۔ تو اب علماءِ دیوبند کے اسی اصول سے امام کعبہ [بقول وہابیہ] بھی بدعتی ٹھہرے کیونکہ وہ ایک ایسا عمل کر رہے ہیں جو نبی پاک ﷺ اور صحابہ و

تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے منقول نہیں۔ سرفراز صفدر صاحب نے یہ اصول لکھ کر آخر میں ایک شعر لکھا کہ

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں

ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب میں

تو جناب علماء دیوبند! اگر حق وہی ہے جو سرفراز صفدر دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب راہ سنت میں لکھا تو اب ذرا امام کعبہ [بقول وہابیہ] کے عمل پر بھی فتوی لگا کر حق کا ثبوت دیں۔

علماء دیوبند کے نجم الفتاویٰ کے مطابق امام کعبہ [بقول وہابیہ] بدعتی وجہنمی

اسی طرح دیوبندیوں کے مفتی صاحب سے جب سنتوں کے بعد دعا کے بارے میں سوال ہوا تو کہتے ہیں کہ

> ”آجکل یہی معاملہ دعا جیسی عظیم الشان عبادت کے ساتھ کیا جارہا ہے، شریعت نے اس عبادت کو کسی خاص کیفیت وغیرہ کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ عام رکھا ہے تاکہ ہر ایک کسی وقت بھی اپنے رب سے مناجات کرنا چاہے تو کسی بھی وقت کرلے، لیکن آج کل اس عبادت کو خاص عمل (سنتوں کے بعد) کے ساتھ لازم کیا جارہا ہے، اور جو ایسے نہ کرے اس پر نکیر بھی کی جاتی ہے، ظاہر ہے شریعت مطہرہ میں اس کا ثبوت بھی نہیں ہے اس وجہ سے علامہ عثمانی (دیوبندی) اس کو بدعت قرار دیتے“ (ہیں)
>
> (نجم الفتاوی: ج ا ص ۱۸۵، سوال ۱۹۱)

تو اب اس اصول سے بھی امام کعبہ [بقول وہابیہ] کی مروجہ اجتماعی دعا بدعت ٹھہرے گی کیونکہ شریعت نے اس عبادت (دعا) کو خاص کیفیت کے ساتھ خاص نہیں کیا جبکہ مذکورہ عمل میں انہی کے اصول کے مطابق تخصیص والتزام پایا جاتا ہے۔

نوٹ ------: جب علماء وہابیہ کے اصول سے امام کعبہ [بقول وہابیہ] بدعتی ٹھہرے تو ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ کیا کسی بدعتی کو امام بنایا جاسکتا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟ اس بارے میں بھی مخالفین حضرات کچھ کلمات ارشاد فرمادیں۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 3

...... علماء وھابیہ کے جدید درود شریف ......

علماء اہلحدیث اور سعودی علماء ہر نئے اچھے کام کو بدعت ضلالہ کہہ دیتے ہیں، درود شریف کے سلسلے میں بھی ان کے فتوے مشہور ومعروف ہیں مثلاً صلوۃ وسلام کو بدعت کہتے ہیں، دلائل الخیرات کے درود وسلام کو بدعت بلکہ شرک تک قرار دیتے ہیں۔ تو اب انہی علماء کے اصول وقواعد سے ہم ان کی کتابوں سے چند درود شریف پیش کرتے ہیں جن کا ثبوت نبی پاک ﷺ کی احادیث، صحابہ، تابعین، تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین میں ہرگز ہرگز نہیں ملتا لیکن اس کے باوجود یہ علماء وہابیہ نجدیہ ان کو لکھتے، پڑھتے ہیں۔ چند حوالہ علماء وہابیہ کی کتب سے ملاحظہ کیجیے۔

۞...... محمد بن عبدالوہاب نجدی صاحب کا درود: صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین (کتاب التوحید ص ۲۳۰)

۞...... غیر مقلدین اہلحدیث وسعودیوں کے امام ابن تیمیہ کا خودساختہ درود: و صلاۃ و سلامہ علی محمد خاتم النبین و آلہ و صحبہ اجمعین (فتوی الحمویۃ الکبری ص ۷۹)

۞...... غیر مقلدین اہلحدیث وسعودیوں کے ابن قیم صاحب کا خودساختہ درود: صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ وسلم (المنار المنیف: ص ۱۵۵)

۞...... عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز مفتی اعظم سعودی کا خودساختہ درود: صلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ و صحبہ "(عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ: ص ۹)

۞...... غیر مقلدین اہلحدیث کے مشہور مولوی احسان الٰہی ظہیر صاحب کا خودساختہ درود: الصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ وصحبہ (مرزائیت اور اسلام ص ۱۲)۔(بحوالہ میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی: ۲۴۲)

مزید علماء اہلحدیث وسعودی علماء کے خودساختہ درود دیکھنے ہوں تو "میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی: ۲۴۳" کا مطالعہ کیجیے۔

میرے مسلمان بھائیوں اور بہنو!

یاد رہے کہ درود شریف پڑھنا اللہ عزوجل کی عبادت، کارِ ثواب اور خالصاً دینی کام ہے۔ تو اب تمام علماء وہابیہ سے ہمارا مطالبہ ہے کہ اپنے ان اکابرین کے مذکورہ بالا درود کا ثبوت اپنے اصول و قواعد کے مطابق پیش کریں یا پھر اپنے اصولِ بدعت کے مطابق انہیں بھی بدعتی درود اور پڑھنے، لکھنے والوں کو بدعتی و جہنمی قرار دیں۔

اب ہم اہلحدیث و سعودی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا مذکورہ درود نبی پاک ﷺ کی احادیث سے ثابت ہیں؟
- ...... کیا مذکورہ درود کا پڑھنا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے؟
- ...... کیا مذکورہ درود کا پڑھنا تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے؟
- ...... مذکورہ درود شریف کو کتابوں میں لکھنا کارِ ثواب ہے کہ نہیں؟ اور مسنون درود درود شریف پر جو اجر و ثواب کی بشارتیں سنائی گئی ہیں ان کے پڑھنے سے وہی اجر و ثواب حاصل ہوگا کہ نہیں؟
- ...... جب بے شمار درود شریف احادیث میں موجود ہیں تو پھر ان کو چھوڑ کر (بزبان وہابیہ) ایسے خود ساختہ درود اپنی کتابوں میں کیوں لکھے؟ کیا یہ دین سازی اور دین کو ناقص قرار دینا نہیں ہے؟

...... درود شریف ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کا ثبوت؟......

درود ابراہیمی ہمارے سروں کا تاج ہے کوئی مسلمان اس کا منکر نہیں لیکن محض متشدد حضرات ''الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' کے رد و انکار پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ درود شریف صرف ''درود ابراہیمی'' ہی ہے بصرف یہی پڑھنا چاہے۔

تو ایسے تمام حضرات کی خدمت میں اولاً تو یہ عرض ہے کہ صلوۃ وسلام کے مذکورہ الفاظ کا ثبوت معتبر کتب سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کی زبانی ثابت ہے۔ باقی یہ دعویٰ کہ صرف درود ابراہیمی ہی درود ہے یا صرف یہی پڑھنا چاہیے تو یہ دعویٰ بھی باطل و سراسر جہالت ہے ورنہ دیکھئے کہ تمام کتب احادیث میں جہاں بھی درود شریف لکھا ہے وہاں درود ابراہیمی نہیں بلکہ ''ﷺ'' (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی لکھا ہے تو اگر مخالفین کے مطابق درود صرف ''درود

ابراہیمی'' ہی ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر خود اکابرین وہابیہ تک سب بدعتی قرار پائیں گے۔

ویسے ہمارے علم کے مطابق تو یہ درود یعنی''**صلی اللہ علیہ وسلم**'' بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں، اور نہ ہی کسی جگہ نبی پاک ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ درود پڑھنے کا حکم دیا اور نہ ہی فعل خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے اس درود شریف کا پڑھنا ثابت ہے تو اب یہ بھی علماء وہابیہ کے اصولوں کے مطابق بدعت ٹھہرا، پھر تمام کتب احادیث میں صرف انہی الفاظ کی تخصیص اور اسی کا التزام بھی معترضین حضرات کے اصول سے بدعت وناجائز ٹھہرا۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 4

......عمامہ کی بجائے سعودی شماغ و عقال......

میرے مسلمان بھائیو بہنو!

یقیناً آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ نبی پاک ﷺ کی سنت عمامہ یا ٹوپی ہے لیکن سعودی عرب کے علماء اورعوام الناس اپنے سروں پر عمامے یا ٹوپی کی بجائے ''شماغ وعقال'' پہنے ہوتے ہیں۔[شماغ: سعودی باشندوں کے سروں کی مردانہ چادر/رومال کو کہتے ہیں اور''عقال'' کالے رنگ کا گول ہیڈ بینڈ [HeadBand] جو شماغ کے اوپر رکھتے ہیں] ۔شماغ وعقال کو اس مکتب فکر نے اس قدر لازم وضروری سمجھ رکھا ہے کہ کبھی بھی اس کے بغیر ان کے علماء واکابرین نظر نہیں آتے۔بلکہ ہم نے آج تک خادمِ کعبہ وخادم مدینہ (بقول وہابیہ: امام کعبہ وامام مدینہ) کو حالت نماز میں عمامہ یا ٹوپی پہنے نہیں دیکھا۔ثبوت کے لئے حرمین کی نماز کا لائیو کاسٹ ٹیلی ویژن پر دیکھا جاسکتا ہے۔چلیں اگر عمامہ وٹوپی سنتِ مستحبہ ہی سہی لیکن یہ نبی پاک ﷺ کی سنت تو ہے لہٰذا کبھی کبھی تو اس پر عمل کر لیتے! لیکن عجیب فہم پایا ہے کہ عمامہ وٹوپی کو تو مستحب کہہ کر ترک کر دیا جاتا ہے لیکن شماغ وعقال کی سعودی رسم پر التزام ودوام ایسا کہ کبھی اس کو اتارنے کی جسارت تک نہیں کرتے۔اب علماء وہابیہ خود ہی فیصلہ کریں کہ ان کا یہ عمل ''سنت رسول ﷺ و سنت صحابہ'' کے مقابل تو نہیں؟ اور سنت کو ترک کرکے ایک بدعت کو رواج دینے والا تو نہیں؟

تنقید صرف غیروں پہ کرنا بجا نہیں　　　یہ آئینہ بھی آپ ذرا دیکھتے چلیں

اب ہم اہلحدیث وسعودی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں مروجہ شماغ وعقال پہنے کا ذکر موجود ہے؟

۞...... کیا نبی پاک ﷺ سے مروجہ شماغ وعقال پہنا ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو کس رنگ وسائز کا تھا؟ مکمل تفصیل بتائیں۔

۞...... کیا صحابہ [کرام علیہم الرضوان اجمعین] سے شماغ وعقال پہنا ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو کس رنگ وسائز وغیرہ کا تھا؟ تفصیل کو دلیل کے ساتھ پیش کریں؟

✿...... کیا تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے شماغ وعقال پہنا ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو کس رنگ وسائز کا؟

✿...... کیا تابع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے شماغ وعقال پہنا ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو دلیل پیش کریں؟

......"سنت رسول ﷺ عمامہ وٹوپی ہے" شماغ وعقال نہیں......

میرے محترم مسلمان بھائیو اور بہنو!

ہمارے پیارے آقا کریم ﷺ کی مبارک سنت عمامہ اور ٹوپی ہے، خود غیر مقلدین اہلحدیث وسعودی حضرات کے شیخ ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم جوزی نے عمامہ شریف کے بارے میں لکھا کہ

"آپ ﷺ کے عمامے کا نام "سحاب" تھا حضرت علیؓ نے بھی اسے باندھا" (پھر کہتے ہیں کہ)

"نیز جب آپ ﷺ عمامے باندھتے تو اس کے پلو دونوں کاندھوں پر ڈال دیتے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عمروؓ بن حدیث سے روایت ہے...... نیز مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ زیب سر کیا تھا"

(زادالمعاد: حصہ اول، نبی ﷺ کا لباس ص ۱۵۱)

اسی طرح صحیح مسلم شریف میں حدیث موجود ہے کہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

(صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام 1358)

اسی طرح مشکوۃ شریف میں حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں۔ (مشکوۃ باب اللباس)

اسی طرح غیر مقلدین اہلحدیث کے مایہ ناز عالم ومحقق ابوالحسن مبشر احمد ربانی کی ترتیب کردہ کتاب میں عمامہ شریف پر مختلف احادیث پیش کرکے آخر میں یہ لکھا ہے کہ:

"مذکورۃ الصدر احادیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ عمامہ باندھنا **سنت نبوی** ہے"

(آپ کے مسائل اوران کا حل: جلد اول ص 496)

اوراس کتاب پر اہلحدیث کے محقق العصر وشیخ حافظ ابو طاھر زبیر علی زئی کی تقریظ بھی موجود ہے۔لہذا معلوم ہوا کہ عمامہ یا ٹوپی پہننا سنت ہے۔

......عمامہ شریف پر ایک تاویل کا ازالہ......

تاویل......: ممکن ہے کوئی یہ کہہ دے کہ یہ عمامہ کی سنت ضروری نہیں مستحب عمل ہے۔

ازالہ ...... : تو اس کے جواب میں غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے مولوی ابو سعید شرف الدین دہلوی نے لکھا ہے کہ

> ''قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ ''[اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ] سے ثابت ہوتا ہے کہ **رسول اللہ ﷺ کا قول وفعل ہمارے لئے دستور العمل ہے** تاوقتیکہ اور دلیل سے اس کا نسخ یا تخصیص وغیرہ ثابت نہ ہو اسی پر عمل چاہیے **کوئی ضرورت نہیں کہ تلاش کریں کہ یہ عمل کیسا ہے واجب ہے یا مستحب ہے**۔
>
> (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول: باب اول عقائد ومہمات دین: ص ۳۴۶)

لہذا جب یہ عمل (عمامہ شریف) پہننا نبی پاک ﷺ سے ثابت ہو گیا تو اب بغیر کسی تاویل کے علماء اہلحدیث و سعودی علماء کو اس سنت پر عمل کرنا چاہے۔ویسے بھی یہ اصطلاحات (مستحب ،موکدہ ،غیر موکدہ) بھی بعد کی ایجاد ہیں جو کہ اصول وہابیہ کے مطابق من گھڑت و بدعت ہیں۔لہذا بغیر کسی تقسیم کے علماء وہابیہ کو عمامہ شریف کی سنت رسول ﷺ پر عمل کرنا چاہیے۔لیکن آج تقریباً تمام اہلحدیث وسعودی علماء نبی کریم ﷺ کی اس سنت سے محروم ہیں، نہ صرف محروم بلکہ اس کے مقابلے میں سعودی شماغ وعقال کی بدعت کو ایجاد کر رکھا ہے بلکہ اپنے عمل سے اسی بدعت کو رواج دے رہے ہیں۔

------سنت کے مقابلے سعودی رسم اور اسماعیل دہلوی------

نبی پاک ﷺ اور صحابہ، تابعین علیہم الرضوان اجمعین وسلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی سنت عمامہ یا ٹوپی ہے۔ لیکن ہر ہر بات پر سنت رسول پر عامل ہونے کے دعویدار سعودی واہلحدیث مکاتب فکر اس سنت سے محروم نظر آتے ہیں بلکہ اس کے مقابلے میں اپنی من گھڑت رسم **''شماغ وعقال''** پر عمل پیرا ہیں۔ حالانکہ اللہ عزوجل ورسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کسی کی رسم کو ماننے کو اسماعیل دہلوی نے شرک قرار دیا ہے۔ چنانچہ تمام وہابی مکاتب فکر (سعودی، اہلحدیث، دیوبندی وغیرہ) کے امام شاہ اسماعیل دہلوی کہتے ہیں کہ

> ''اس آیت سے معلوم ہوا کہ **کسی کی راہ ورسم کا ماننا** اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی **انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے** سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کی خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کے یا مجتہد کے یا غوث وقطب کے مولوی ومشائخ کے یا باپ دادوں کے یا کسی بادشاہ ووزیر کے یا پنڈت کی بات کو اور **ان کی راہ ورسم کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے** اور آیت وحدیث کے مقابلے میں اپنے پیر واستاد کے قول کی سند پکڑے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی **سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے**'' (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ۴۳،۴۴)

لہذا سنت (عمامہ وٹوپی) کے مقابلے میں سعودیوں کی اس رسم (شماغ وعقال) پر عمل کرنا اسماعیل دہلوی کے مطابق سخت ترین عمل ہے بلکہ ایک شرکیہ رسم ہے۔

کیا شماغ وعقال سنت کو مٹانے والا عمل نہیں؟

مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے کہ

”ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة “ کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اتنی سنت اٹھ جاتی ہے۔لہٰذا سنت کو لینا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے“(مشکوۃ باب الاعتصام تیسری فصل)

حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری فرماتے ہیں”**و تطلق فی الشرع فی مقابل السنة فتکون مذمومة**“**اور شریعت میں بدعت کا اطلاق سنت کے مقابلہ میں ہوتا ہے،لہٰذا (ایسی بدعت جو سنت کے مقابل ہو) وہ مذموم ہوگی**“(فتح الباری ص ۲۱۹ ج ۴)

غیر مقلد اہلحدیث **وحیدالزمان اور نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے مطابق بدعت شرعی**” جس سے اس کے بدلہ میں کوئی سنت متروک ہو جائے“(ھدیۃ المھدی ۱۱۷)

مذکورہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ بدعت وہ عمل ہوتا ہے جو کسی سنت [یا دین کے کسی حکم] کے خلاف ہو یا اس کو مٹانے کا سبب ہو۔اور ہم پہلے عمامہ شریف وٹوپی پر احادیث بھی پیش کر چکے جس سے یہ ثابت ہوا کہ عمامہ وٹوپی پہننا سنت ہے۔

اب ہم اہلحدیث وسعودی علماء سے سوال کرتے ہیں کہ کیا شماغ وعقال پہننے کی جو سعودی رسم ہے اس کی وجہ سے نبی پاک ﷺ ،صحابہ ،تابعین ،تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین سلف وصالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی سنت [عمامہ وٹوپی] ترک نہیں ہو رہی؟ اور ایک سنت کے مقابلے میں ایک رسم پر عمل نہیں کیا جا رہا؟ کیا یہ سنت کو ختم کرنا اور رسم شاغ و عقال پر عمل کرنا بدعت تو نہیں ہوگا؟

واللہ! اگر یہ رسم کسی سنی بزرگ یا مشائخ وصوفیاء کی جاری کردہ ہوتی تو اب تک ہزاروں کی تعداد میں سعودی علماء اس پر بدعت، ناجائز وحرام کے فتوے لگا چکے ہوتے لیکن چونکہ یہ ان کے سعودی بادشاہوں کا طریقہ ہے اور کسی صورت یہ حضرات سعودی بادشاہوں کی مخالف نہیں کر سکتے اس لئے آج تک کسی نے منہ نہیں کھولا! یہ سب ریال کا فیضان ہے۔

سوچا بھی ہے کہ آپ ہیں کس سمت گامزن

اے تاجران دین ھدیٰ، عقل و ہوش ہے؟

یاد رہے کہ شاغ وعقال پہننے پر جواب اپنے وہابی اصول بدعت کے مطابق ہی دیجیے گا۔ اور امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کے اس اصول کو بھی یاد رکھیے گا کہ

''اور کوئی مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں اور ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ ورسول کے کلام کو اصل رکھیے اور اسی کی سند پکڑے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجیے''

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ۱۷)

لہٰذا سنت (عمامہ وٹوپی) کو ترک کر کے سعودی رسم ''شاغ وعقال'' کو اپنانے پر اگر کوئی گفتگو کرے تو **مولویوں کی باتوں کی بجائے اللہ ورسول کے کلام سے سند پکڑیں اور ان کی عقلوں کو کچھ دخل نہ دیں۔**

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 5

ہر سال غسل کعبہ کی رسم بدعت؟

سعودی حکومت ہر سال "غسل خانہ کعبہ" کی رسم ادا کرتی ہے یقیناً اس کا مقصد تعظیم وتکریم خانہ کعبہ ہے اور یہ عمل اجر وثواب کا ہے، اس رسم میں بڑے بڑے سعودی علماء وحکمرانوں کے علاوہ دیگر ممالک کے علماء وحکمران بھی شامل ہوتے ہیں۔ ہزاروں من عرق گلاب اور آب زم زم سے خانہ کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے۔ لیکن اصول و قواعد وہابیہ کے مطابق یہ بھی بدعت ہے کیونکہ سوائے فتح مکہ کے کہیں بھی یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے ہر سال باقاعدگی سے اس مروجہ انداز میں غسل خانہ کعبہ کی رسم ادا فرمائی ہو یا حکم دیا ہو۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث اور دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث صریح سے ہر سال سعودی مروجہ ہیت والتزام سے غسل کعبہ کا ثبوت ملتا ہے؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ نے ہر سال سعودی مروجہ انداز واہتمام سے "کعبہ کو غسل" دیا تھا؟
- ...... کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروجہ غسل کعبہ کا ثبوت ملتا ہے؟ اور آپ کی زندگی میں غسل کعبہ کی رسم کتنی مرتبہ ادا ہوئی؟
- ...... کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروجہ غسل کعبہ کا ثبوت ملتا ہے؟ اور آپ کی زندگی میں غسل کعبہ کی رسم کتنی مرتبہ ادا ہوئی؟
- ...... کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروجہ غسل کعبہ کا ثبوت ملتا ہے؟ اور آپ کی زندگی میں غسل کعبہ کی رسم کتنی مرتبہ ادا ہوئی؟
- ...... کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروجہ غسل کعبہ کا ثبوت ملتا ہے؟ اور آپ کی زندگی میں غسل کعبہ کی رسم کتنی مرتبہ ادا ہوئی؟
- ...... کسی صحابی یا تابعی علیہم الرضوان اجمعین سے مروجہ غسل کعبہ کا ثبوت ملتا ہے؟ اور ان کی زندگیوں میں غسل کعبہ کی

رمیں کتنی مرتبہ ادا ہوئیں؟

۞ ...... غسل خانہ کعبہ کا مقصد تعظیم و تکریم کعبہ اور اجر و ثواب کا حصول ہے کہ نہیں؟ اور جو سعودی علماء و حکمران یہ عمل کرتے ہیں وہ اجر و ثواب کے مستحق ہیں کہ نہیں؟

۞ ...... کیا کسی حدیث میں "غسل کعبہ" پر اجر و ثواب کی بشارت سنائی گئی ہے؟ اگر ہے تو غسل کعبہ پر کتنا اجر و ثواب بتایا گیا ہے؟

۞ ...... نیز غسل کعبہ کا حکم تمام مسلمانوں کو یعنی اس کی تعظیم و تکریم میں تمام مسلمان امیر و غریب، حاکم و عوام سب شامل ہیں؟ اگر سب شامل ہیں تو پھر غسل کعبہ کی ایسی تعظیم و تکریم کو صرف حکمرانوں اور مخصوص افراد کے ساتھ ہی مخصوص کیوں کیا گیا ہے؟ عوام الناس کو ایسی تعظیم و تکریم اور اجر و ثواب سے کیوں دور رکھا گیا ہے؟

دیوبندی، اہلحدیث اور سعودی علماء ہم سنیوں سے ہر ہر عمل پر دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں لہذا اپنے اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اس عمل (غسل خانہ کعبہ) پر دلیل خاص پیش کریں جس میں مروجہ انداز، تخصیص والتزام کو ثبوت بھی ہو۔ (نوٹ: یوٹیوب پر کعبہ واش [Kaba Wash] لکھ کر سرچ کیجیے تو ان شاء اللہ بہت ساری ویڈیوز دیکھنے کو ملیں گی جن میں یہ عمل کیا جا رہا ہے۔)

...... ایک تاویل کا ازالہ ......

تاویل ......: "فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے بتوں کو توڑنے اور تصاویر کو مٹانے کے بعد کعبۃ اللہ کو غسل دینے کا حکم دیا تھا۔ "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بغسل الکعبۃ بعد ما کسر الاصنام وطمس التصاویر" لہذا غسل کعبہ کا عمل ثابت ہوا۔

...... ازالہ ......

اولا: تو یہ عمل اس وقت اس لئے ہوا تھا کہ اس وقت خانہ کعبہ میں بت و تصویریں تھیں، بتوں کو توڑا گیا، اور تصویروں کو مٹایا گیا لہذا اس نجاست سے پاک کرنے کیلئے غسل دیا گیا تھا۔ لیکن اب نہ ہی بت موجود ہیں، نہ ہی اس کے اندر تصویریں ہیں جن کو توڑا اور مٹایا جاتا ہے۔ لہذا وہاں عذر موجود تھا لیکن یہاں اس عذر کی وجہ سے غسل کعبہ نہیں ہوتا بلکہ محض تعظیم و کریم و اجر و ثواب کی نیت سے ہوتا ہے۔ (نوٹ: وہابی اپنا یہ اصول کیوں بھول گئے "اب ہر روز

کون سی ولادت ہوتی ہے" جو ہر سال میلاد مناتے ہو،اسی کے تحت یہ جواب الزاماً دیا ہے)

ثانیاً: علماء وہابیہ کے اصول سے یہ روایت دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں نہ ہی ہر سال غسل کعبہ کا ذکر ہے نہ ہی مروجہ سعودی ہیئت واہتمام کا ذکر ہے اور نہ ہی یہاں وہ عذر ہے جو اس وقت تھا، اور نہ ہی علماء وہابیہ کے مطابق یہ دلیل خاص ہے۔لہذا خود انہی کے اپنے اصول وقواعد سے یہ روایت دلیل نہیں بن سکتی۔

ثالثاً: پھر موجودہ دور میں غسلِ کعبہ تعظیم وتکریم کعبہ کی نیت اور اجر وثواب اور عبادت سمجھ کر انجام دیا جاتا ہے اب مذکورہ بالا عذر موجود نہیں جب کہ عام طور پر تو وہابی حضرات دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں تو اب اپنے اصول کے مطابق یہاں پر بھی دلیل خاص پیش کریں کہ کسی حدیث میں بطور تعظیم وتکریم غسل کعبہ کا حکم موجود ہو اور ہر سال کرنے کا بھی حکم ہو اور مروجہ انداز وعمل بھی ثابت ہو۔مذکورہ بالا حدیث تو وہابیہ کے اپنے ہی اصولوں کے مطابق حجت نہیں ہو سکتی۔

......غلاف کعبہ کا رنگ کالا ھی کیوں؟......

ہم سنی اگر کوئی عمل محض سہولت یا تنظیمی مقاصد کے لئے خاص کریں تو علماء وہابیہ اس تخصیص والتزام کو بدعت قرار دیتے ہیں تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس کے بارے میں بھی مختصراً گفتگو کر دی جائے۔

سلیمان ندوی نے اپنی کتاب میں لکھا کہ

> "خلفاء الراشدین کے عہد مبارک میں سال بہ سال کسوت ابریشمی چڑھایا جاتا تھا۔ <u>**مگر کسی خاص رنگ کی پابندی نہ تھی۔کبھی سبز، کبھی سفید وغیرہ**</u>، ہاں تمام کسوہ ایک کپڑے کا ہوتا تھا۔ خلفاء عباسیہ نے کسوت کعبہ ریشم سیاہ کا مقرر کر دیا تھا۔ترکوں نے عباسیوں سے خلافت لی۔ اس وقت سے یہ سیاہ ریشم کا ہی غلاف ہوتا ہے"

(سفرنامہ حجاز از قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری ص 67,68)

۞......لہذا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث یا صحابہ وتابعین علیہم الرضوان اجمعین سے کالے رنگ کے غلاف کعبہ کی تخصیص ثابت نہیں۔التزام وتخصیص پر لمبی لمبی بحث کرنے والے وہابیوں کو چاہیے کہ وہ اس تخصیص والتزام پر بھی ایک بھاری بھرکم فتویٰ ضرور جاری کریں۔

......ایک تاویل کا ازالہ......

تاویل ......: اہل عرب کے نزدیک سیاہ لباس وقار و ہیبت کا لباس سمجھا جاتا ہے۔ عباسیہ نے بالخصوص رنگ سیاہ کا التزام اس لیے کرلیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک چادر مبارک اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی اور وہ سیاہ رنگ کی تھی۔ (سفرنامہ حجاز از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ص 67,68)

......ازالہ......

ہمارے یہاں ایک مثل مشہور ہے: "مارے گھٹنہ پھوٹے سر"۔ علماء وہابیہ عمامے کے بارے میں اپنے اصول بھول گے، جو سبز عمامے کے رد پر پیش کیے جاتے ہیں، انہیں کے تحت ہم کہتے ہیں کہ اگر سیاہ رنگ کی چادر دینے سے ہی غلاف کعبہ کا رنگ کالا ہونے کی دلیل ہے تو پھر حضور ﷺ نے سفید و سبز رنگ کو بھی پسند فرمایا۔ لہٰذا اس اصول سے تو غلاف کعبہ کا سفید و سبز رنگ کا ہونا چاہیے۔

> حدیث پاک میں آتا ہے: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو اس لیے کہ یہ زیادہ پاک اور صاف نظر آتے ہیں اور اپنے مردوں کو سفید رنگ کے کفن دو"
>
> (رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)
>
> اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے پیغمبر ﷺ کو منبر پر دیکھا کہ آپ خطبہ دے رہے تھے اور سبز رنگ کی چادر آپ کے زیب تن تھی (شرح سفر السعادۃ: شیخ دہلوی) اسی میں ہے کہ "تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سفید رنگ کے بعد خالص سبز رنگ بہت زیادہ پسند تھا۔ (شرح سفر السعادۃ ص ۴۳۱)

لہٰذا کالی چادر دینے کو ثبوت مانا جائے تو پھر سبز چادر خود نبی پاک ﷺ کا پہننا اور سفید رنگ کو پسند کرنا کیونکر دلیل نہیں بن سکتی۔ بہرحال بحث اس میں نہیں کہ کالا رنگ جائز ہے کہ نہیں، بلکہ بحث یہ ہے کہ اس حدیث سے کالے رنگ کی تخصیص ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کسی حدیث یا عمل صحابہ علیہم الرضوان اجمعین سے ایسی تخصیص ثابت ہے۔ اور ہمارا یہ اعتراض الزاماً ان لوگوں کے لئے ہے جو التزام و تخصیص کو بدعت و ناجائز سمجھتے ہیں، اور یہ ساری گفتگو انہیں کے اصولوں کے تحت ہو رہی ہے۔ ورنہ ہم سنیوں کو تو ہرگز کوئی اعتراض نہیں۔ الحمدللہ عزوجل۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 6

گنبد خضرا بدعت تو غسل گنبد بدعت کیوں نہیں؟

سعودی عرب کے علماء ومفتی گنبد خضرا کو بدعت وحرام بلکہ شرک کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ عزوجل! انہی کے ایک وہابی مصنف نے لکھا کہ

"اللہ تعالیٰ مملکت سعودی عرب کو توفیق دے کہ اسے سنت کے مطابق کردیں جیسا کہ عہد صحابہ میں قائم تھے **یعنی گنبد خضرا کو زمین بوس کردیں**" (زیارۃ مسجد الرسول ﷺ: محمد شاھد محمد شفیق بحوالہ بدمذہبوں کی گستاخیاں انہیں کی کتابوں سے صفحہ 145 مولانا محمد طفیل رضوی)

معلوم ہوا کہ علما وہابیہ کے نزدیک "گنبد خضرا" بدعت، ناجائز، حرام اور شرک کا ذریعہ ہے۔ معاذ اللہ عزوجل۔ لیکن دوسری طرف انہی علما نجدیہ سعودیہ کی حکومت کے تحت اور اسی گنبد خضرا کی تصاویر سعودیہ عرب کے بڑے بڑے سرکاری دفاتر، ہسپتالوں، ائیرپورٹز وغیرہ پر آویزاں ہوتی ہیں حتا کہ سعودی عرب کے سو ریال والے نوٹ پر بھی اسی گنبد خضرا کی تصویر چھاپی جاتی ہے۔ اور اسی سعودی حکومت کے تحت گنبد خضرا کی مکمل حفاظت اور دیکھ بھال بھی ہوتی ہے حتیٰ کہ اس کو غسل بھی دیا جاتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ جو چیز ان کے نزدیک ناجائز، حرام اور شرک ہے اس کی یہ لوگ حفاظت اور دیکھ بھال بھی کرتے ہیں، اس کو غسل بھی دیتے ہیں۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... اگر گنبد خضرا بدعت ہے تو اس گنبد کو غسل دینا، اس کو رنگ کرنا، اس کی دیکھ بھال کرنا یہ سب عمل بھی حرام و ناجائز ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ اور اگر ہے تو یہ عمل [یعنی گنبد کا غسل، سبز رنگ، دیکھ بھال] سعودی حکومت کی اجازت کے بغیر تو ہرگز نہیں ہوتا تو پھر سعودی حکومت اور انتظامیہ بدعتی وگمراہ ٹھہری کہ نہیں؟
- ...... اگر گنبد خضرا بنانا ناجائز عمل تھا اور یہ حرام وبدعت ہے تو پھر اسی گنبد خضرا کی تصویریں سعودی ریالوں پر چھاپنے والوں پر کیا شرعی حکم عائد ہوگا؟ سو ریال کے نوٹ پر آج بھی گنبد خضرا کی تصویر چھاپی جاتی ہے تو کیا حکومتی سطح پر اصول وہابیہ کے مطابق حرام وناجائز عمل کی اشاعت نہیں کی جارہی؟ اصول وہابیہ کے مطابق سعودی ریالوں

پر گنبد خضرا کی تصویر چھاپ کر بدعتی و گمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟

۞ ...... کیا نبی پاک ﷺ یا کسی صحابی یا تابعی یا تابع تابعی علیہم الرضوان اجمعین نے ملکی کرنسی پر کبھی ایسے چیز کی تصویر شائع کی جس کو وہ خود حرام و بدعت کہتے ہوں؟ (معاذ اللہ)

تاویل ......: اگر یہ کہا جائے کہ یہ گنبد خضرا تو قدیم حکومتوں نے بنایا تھا۔

ازالہ ......: جناب بحث یہ نہیں بلکہ گفتگو تو اس مسئلہ میں ہے کہ علماء وہابیہ جس گنبد کو بدعت و حرام کہتے ہیں، سعودی حکومت اسکو غسل دیکر، رنگ کر کے، اس کی حفاظت کے انتظامات کر کے بدعتی ٹھہری کہ نہیں؟ اور پھر اسی گنبد شریف کی تصاویر یں ریالوں پر شائع کرنا تو سعودی حکومت کا اپنا ذاتی فعل ہے اسی طرح سعودیہ عرب میں بڑے بڑے سرکاری دفاتر میں گنبد خضرا کی تصویروں والے فریم لگے ہوتے ہیں تو ان کے بارے میں بھی شریعت کا حکم واضح کریں؟

تاویل ...... ریالوں یا دفاتر میں گنبد کی تصویریں لگانا تو دنیاوی عمل ہے اس کو کوئی دین و ثواب نہیں سمجھتا۔

ازالہ ......: عرض ہے کہ جب گنبد خضرا تمہارے نزدیک ہے ہی بدعت و گمراہی تو اس کی تصویریں بنانا کیا ناجائز و حرام بلکہ بدعت نہ ہوگا؟ بلکہ قبر رسول ﷺ تک کو تمہارے وہابی علماء نے بت کہا، کہتے ہیں کہ "حضور ﷺ کی قبر ہر لحاظ سے بت ہے" (شرح الصدور حاشیہ صفحہ ۲۵) تو تمہارے اصول کے مطابق کسی بت کی تصویریں آویزاں کرنا کیا جائز ہوگا؟

پھر یہ بھی بتاؤ کہ آخر کس مقصد و نیت سے تم وہابی لوگ گنبد خضرا کی تصویر بنا کے آویزاں کرتے ہو؟ ریالوں پر چھاپتے ہو؟ جس نیت و مقصد سے بھی کہو اس پر اپنے اصول کے مطابق دلیل خاص پیش کرو۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 7

......"مساجد و مدارس کی افتتاحی تقریب"......

میرے مسلمان بھائیوں بہنوں!

یہ بات آپ کو معلوم ہی ہوگی کہ آجکل علماء دیوبند، اہلحدیث وسعودی حضرات جب کوئی نئ مسجد بناتے ہیں تو باقاعدہ اس کی افتتاحی تقریب منعقد کرتے ہیں۔لوگوں کو اس تقریب میں شامل ہونے کی دعوت دی جاتی ہے ،اشتہارات ودعوت نامہ چھپتے ہیں مختلف شہروں سے لوگ آکر اس افتتاحی تقریب میں شریک ہوتے ہیں۔

اب ہم سعودی ،اہلحدیث ودیو بندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا نبی پاک ﷺ نے کبھی کسی مسجد کے افتتاح پر ایسی مروجہ افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا تھا؟
- ...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے کبھی کسی مسجد کے افتتاح پر ایسی مروجہ افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا تھا؟
- ...... کیا تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے کبھی کسی مسجد کے افتتاح پر ایسی مروجہ افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا تھا؟
- ...... کیا تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے کبھی کسی مسجد کے افتتاح پر ایسی مروجہ افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا تھا؟
- ...... جب یہ کام نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین، تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا تو آج آپ علماء دیوبند ،علماء اہلحدیث اور سعودی علماء کیوں کرتے ہیں؟
- ...... کیا مسجد کی یہ افتتاحی تقریب نیک واچھا عمل ہے؟ اور اس تقریب میں مالی تعاون کرنے والوں اور شرکت کرنے والوں کو اجر وثواب ملتا ہے کہ نہیں؟
- ...... اگر یہ اچھا ودینی کام نہیں تو اس تقریب پر جو مسجد کی کمیٹی یا جن حضرات کی رقم خرچ ہوتی ہے کیا وہ سب بےکار وفضول جاتی ہے؟

ممکن ہے کوئی صاحب یہ کہیں کہ ہمارا مقصد یہ ہے، ہماری نیت یہ ہے وغیرہ وغیرہ تو ہم کہتے ہیں کہ آپ جس بھی نیت ومقصد سے یہ افتتاحی تقریب کرتے ہیں اپنے اصول بدعت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا ثبوت پیش کریں۔اور یاد رہے کہ آپ کی نیت ومقصد کسی کیلئے حجت نہیں ،اور نہ ہی جواز کی دلیل بلکہ آپ کے اصول وقواعد

بدعت کے مطابق آپ کی یہ ساری تاویلات محض باطل ہیں۔آپ اپنا اصول بھول گے کہ ثبوت کے لئے نیت نہیں بلکہ دلیل خاص کی ضرورت ہوتی ہے۔

……مسجد کی افتتاحی تقریب پر سعودی علماء کا فتویٰ……

اب آیئے فیصلہ خود انہی حضرات کے گھر سے ملاحظہ کیجیے کہ انہوں نے اس افتتاحی تقریب کو بدعت قرار دیا ہے (لیکن پھر بھی اس پر عمل پیرا ہیں)سعودی علماء سے مسجد کی افتتاحی تقریبا کے بارے میں سوال ہوا کہ:

''ہمارے یہاں جب کوئی نئی مسجد بنائی جاتی ہے اور اس میں نماز شروع کرنے کا پیروگرام بنتا ہے تو اس کے لئے مختلف شہروں سے لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے تا کہ وہ افتتاح مسجد کی تقریب میں شریک ہوں ،تو اس مقصد کے لئے لوگوں کے آنے کا کیا شرعی حکم ہے؟……''تو اس سوال کے جواب میں وہابی سعودی علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ

> ''نبی ﷺ سے اور آپ اور آپ کی پیروی کرنے والے آئمہ ہدیٰ سے قطعاً یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے کبھی افتتاح مسجد کے موقعہ پر اس قسم کی تقریب کا اہتمام کیا ہو اور لوگوں کو اس میں شرکت کی دعوت دی ہو،جس طرح آج کل لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے اور وہ مسجد کی تعمیر کی تکمیل کے موقعہ پر مختلف شہروں سے آکر تقریب میں شریک ہوتے ہیں ،اگر یہ عمل قابل ستائش ہوتا تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ اس کی طرف سبقت فرماتے ،امت کے لئے اسے مسنون قرار دے دیتے اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم اور آئمہ ہدی رحمۃ اللہ علیہم اس کی پیروی کرتے اور اگر ایسا ہوا ہوتا تو یقیناً منقول بھی ہوتا لہذا اس طرح کی محفلوں کا اہتمام درست نہیں ،اس طرح کی محفل میں شرکت کی دعوت کو قبول نہیں کرنا چاہیے اور نہ مالی امداد کی صورت میں ان محفلوں کے انعقاد میں تعاون کرنا چاہیے۔سراسر خیر وبھلائی اتباع سلف میں اور سراسر شر وبرائی ابتدعات خلف میں ہے۔
>
> یہ جو حدیث ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی کہ آپ ان کے گھر تشریف لائیں اور ان کے مکان کے ایک حصہ میں نماز پڑھیں تا کہ وہ اسے اپنے نوافل وغیرہ کے لئے جائے نماز بنالیں ،تو یہ مروجہ تقریب افتتاح مسجد کی قطعاً دلیل نہیں بن سکتی

کیونکہ آپ ﷺ کو تقریب میں شرکت کے لئے نہیں بلکہ نماز کے لئے دعوت دی گئی تھی آپ
نے اس نماز کے لئے سفر بھی نہیں کیا اور پھر اس محفل میں شرکت یا اس مسجد میں نماز کے لئے
اس حدیث کے عموم نہی میں داخل ہے جس میں آپ ﷺ نے تین معروف مساجد کے علاوہ
دیگر مسجدوں کی طرف شد رحال (رخت سفر تیار) کر کے جانے سے منع فرمایا لہذا اس نوایجاد
عادت سے اجتناب کرنا چاہیے **اور مسجد کے معاملات میں بھی اسی عمل پر اکتفاء کرنا چاہیے جو
رسول اللہ ﷺ کے عہد اور آپ کے تابعدار آئمہ ہدیٰ کے دور میں تھا**"

(فتاویٰ اسلامیہ، کتاب العقائد: ج اول ص 41، 42)

علماء وہابیہ کے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ

۞...... "نبی پاک ﷺ سے قطعاً یہ ثابت نہیں کہ کبھی افتتاح مسجد کے موقعہ پر اس قسم کی تقریب کا اہتمام کیا ہو۔
اور لوگوں کو اس میں شرکت کی دعوت دی ہو،

۞...... آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے آئمہ ہدیٰ سے قطعاً یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے کبھی افتتاح مسجد کے موقعہ
پر اس قسم کی تقریب کا اہتمام کیا ہو اور لوگوں کو اس میں شرکت کی دعوت دی ہو،

۞...... اگر یہ عمل قابل ستائش ہوتا تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ اس کی طرف سبقت فرماتے (یعنی انہوں نے
یہ عمل نہیں کیا لہذا یہ قابل ستائش نہیں)۔

۞...... اگر یہ عمل قابل ستائش ہوتا تو خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم اور آئمہ ہدی رحمۃ اللہ علیہم اس کی پیروی کرتے
(یعنی انہوں نے یہ عمل نہیں کیا لہذا یہ قابل ستائش نہیں)۔

۞...... اس طرح کی محفلوں کا اہتمام درست نہیں،

۞...... اس طرح کی محفل میں شرکت کی دعوت کو قبول نہیں کرنا چاہیے،

۞...... اس طرح کی محفل میں مالی امداد کی صورت میں تعاون نہیں کرنا چاہیے،

۞...... یہ عمل سراسر شر و برائی ابتدعات خلف میں سے ہے،

۞...... پھر اس محفل میں شرکت یا اس مسجد میں نماز کے لئے سفر اس حدیث کے عموم نہی میں داخل ہے جس میں

آپ ﷺ نے تین معروف مساجد کے علاوہ دیگر مسجدوں کی طرف شدِ رحال (رختِ سفر تیار) کر کے جانے سے منع فرمایا۔

اب وہ تمام اہلحدیث، سعودی، دیوبندی علماء وعوام جو مساجد کی افتتاح پر ایسی تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں وہ اس فتوے سے نہ صرف بدعتی ٹھہرے بلکہ ناجائز وحرام کام کرنے والے، اور ایسی تقریبات میں معاونی تعاون کر کے سراسر برائی میں مبتلا ٹھہرے۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 8

"مساجد کے محراب"

میرے مسلمان بھائیوں بہنوں!

آج علماء دیوبند واہلحدیث ،سعودیوں کی بھی مساجد میں محراب بنائے جاتے ہیں،سعودی عرب ،ہندوستان ، افغانستان ،پاکستان الغرض کوئی ملک ایسانہیں جہاں مساجد میں محراب نہ بنائی جاتی ہوں ۔بلکہ مساجد کی تعمیرات کے لئے چندہ جمع کیا جاتا ہےاورلوگ ثواب ودین کی خدمت سمجھ کرہی مسجدمیں چندہ دیتے ہیں یااگرکوئی شخص مسجد تعمیر کرتا ہےتواس کی نیت ثواب اوردین کی خدمت ہی کی ہوتی ہے تو یہ محراب بنانا ثواب اوردین کی خدمت سمجھا جاتا ہے۔

لیکن نبی کریم ﷺ کی کوئی ایک ضعیف حدیث بھی نہیں ملتی جس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مساجد میں محراب بنوائے یا بنانے کا حکم دیا یا محراب بنانے کی کوئی فضیلت یا اجروثواب کی بشارت سنائی ہو۔

اب وہ تمام معترضین جو بدعت پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ دین تو نبی پاک ﷺ پرمکمل ہوگیا تواس کےبعد ہرنیا کام بدعت ہوگا،ان کے اصول سے تو بعد کی ایجاداوربدعت ہے ۔لیکن کیا عجیب معاملہ ہے کہ علماء دیوبند،غیر مقلدین اہلحدیث ،سعودی علماء بلکہ بدعت بدعت کی رٹ لگانے والے تمام مکاتب فکرکی اپنی مساجد بھی اس بدعت سے خالی نہیں ہیں۔

اب ہم سعودی ،اہلحدیث ودیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... کیانبی پاک ﷺ نے مسجدمیں محراب بنانے کا حکم دیا؟

۞ ...... کیانبی پاک ﷺ نے مسجدمیں محراب بنوائے؟

۞ ...... کیاحضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے محراب بنانے کا حکم دیایا بنوائے؟

۞ ...... کیاحضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محراب بنانے کا حکم دیایا بنوائے؟

۞ ...... کیاحضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محراب بنانے کا حکم دیایا بنوائے؟

- ...... کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محراب بنانے کا حکم دیا یا بنوائے؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث شریف میں محراب بنانے پر اجر وثواب کی بشارت سنائی گئی ہے؟
- ...... جو مسلمان مسجد میں محراب بنواتے یا تعمیرات کیلئے چندہ دیتے ہیں کیا ان کو ثواب ملے گا کہ نہیں؟
- ...... جو مسلمان اس کام کو ثواب سمجھ کر تعمیر کرواتے ہیں وہ بدعتی ٹھہریں گے کہ نہیں؟
- ...... مساجد میں محراب بنانا کون سی صدی میں شروع ہوئے اور کس نے شروع کروائے؟
- ...... مساجد میں محراب بنانا کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں کیا حکم آیا ہے وہ احادیث پیش کریں نیز ان احادیث کے مقابلے میں اگر کسی کا حکم وعمل ہو تو آپ علماء وہابیہ کے نزدیک کس کا فرمان حجت ہوگا؟
- ...... نیز جن بزرگوں کے حوالے سے محراب کا جواز پیش کیا جاتا ہے، انہوں نے اس کے جواز پر کون سی آیت یا رسول اللہ ﷺ کی حدیث (دلیل خاص) پیش کی ہے؟ یا محض ان کا قول ہی آپ کے نزدیک حجت شرعی ہے؟

تمام سوالات کے جوابات اپنے اصول وقواعد کے مطابق عنایت فرمائیں اور دلیل خاص کا اصول تو قطعاً مت بھولئے گا۔

اہلحدیث علماء کے نزدیک محراب بدعت ہیں

مولوی عبدالقادر حصاری اہلحدیث لکھتے ہیں کہ

> ''حدیث اور اقوال صحابہ اور تابعین کے فرمان اور علماء محققین کے بیان سے یہ مسئلہ سورج کی طرح روشن ہے کہ **محراب مسجد میں بنانا بدعت ہے** اور قیامت کی نشانی ہے جو موجب مصائب ہے اور یہ نصاریٰ کا فعل ہے کہ وہ اپنے گرجاؤں میں محراب بناتے تھے''
>
> (فتاوی اہلحدیث جلد ا صفحہ ۳۱۳)۔

فتاوی اہلحدیث میں ہے کہ

> **''آنحضرت ﷺ اور چاروں خلیفوں کے زمانے میں محراب نہ تھا''**
>
> (فتاوی اہلحدیث جلد ا ص ۳۰۸)

اسی طرح علماء وہابیہ دیوبند کے نزدیک معتبر شخصیت مولوی عبدالحئی صاحب نے لکھا ہے کہ

"وفاء الوفاء جلد ۱ص ۳۷۲ میں علامہ سمہودی رحمتہ اللہ علیہ (۹۱۱ھ) نے ذکر فرمایا کہ مسجد شریف کی محراب حضور سرور کونین ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں نہ تھی بلکہ سب سے پہلے اسے عمر ابن عبد العزیز (۱۰۱ھ) نے بنوایا۔ ملخصاً (فتاویٰ عبد الحیٔ جلد ۱ص ۱۰۸، فتاویٰ اہلحدیث جلد ۱ص ۳۰۸)

☆ایک حدیث میں ہے کہ

"آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جنکی عمریں تھوڑی ہوں گی اور مسجدوں کو مزین کریں گے اور عیسائیوں کی طرح محراب بنائیں گے پس جب وہ ایسا کریں گے تو ان پر مصیبت ڈال دی جائے گی۔ کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام (مصنف عبد الرزاق ج ۲ص ۴۱۳)

درمنثور ج ۲ص ۲۱ بحوالہ ابن ابی شیبہ عن ابن مسعود "اتقوا ھذا المحارب" یعنی ابن مسعود نے فرمایا کہ ان محرابوں سے بچو۔" اسی طرح روح المعانی میں حدیث موجود ہے کہ "میری امت اس وقت تک خیر سے رہے گی جب تک مسجد میں عسائیوں کی طرح محراب نہیں بنائے گی (روح المعانی جلد ۳ص ۱۴۶)

لہذا اب وہابی علماء یا تو اپنے ہی اصول وقواعد سے اس کو بدعت ضلالہ قرار دیں یا پھر وہ من گھڑت اصول وقواعد ترک کردیں جس کی بنیاد پر مسلمانوں کو بدعتی قرار دیتے ہیں۔

ایک تاویل کا ازالہ اہلحدیث کے قلم سے

تاویل......: بعض حضرات کہتے ہیں کہ دیکھو قرآن میں محراب کا ذکر ملتا ہے اور حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت محراب کے پاس اتریں گے۔ لہذا مسجد کا محراب ثابت ہوگیا۔

......ازالہ......

تو ہم کہتے ہیں کہ اس سے مراد محراب متعارف نہیں ہے جیسا کہ خود اہلحدیث عالم مولوی عبد القادر حصاری نے اپنے اسی فتوے میں بڑی تفصیلی بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ

"دوم یہ کہ اس حدیث میں لفظ محراب محتمل الوجوہ ہے، زمانہ نبوی میں جب محراب متعارف

موجود نہ تھے تو اس لفظ سے محراب متعارف مراد لینا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے ورنہ قرآن میں
بھی ''یصلی فی المحراب'' سے محراب متعارف مراد لیا جا سکتا ہے حالانکہ اس کا کوئی
قائل نہیں۔ فتح البیان میں ہے اس محراب سے مراد غرفہ یعنی بالاخانہ ہے...... امام کے
کھڑے ہونے کی جگہ کو محراب کہا جاتا ہے الخ (فتاویٰ اہلحدیث جلد اص ۳۱۰)

تو معلوم ہوا کہ وہاں محراب سے مراد ''غرفہ یعنی بالاخانہ'' ہے نہ کہ آج کل کے مروجہ محراب مسجد۔ لہذا علماء وہابیہ کی یہ دلیل بالکل ایسی ہی ہے جیسے اہل حدیث کے لفظ سے غیر مقلدین اپنا فرقہ مراد لیتے ہیں جماعت المسلمین والے مسلمین کے الفاظ سے اپنا فرقہ مراد لیتے ہیں۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 9

......" آرائش و زینتِ مساجد "......

آج کل کسی بھی ملک اور کسی بھی مکتبہ فکر کی تعمیر شدہ مسجد میں چلیں جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ مساجد کو خوب سجایا گیا ہوتا ہے، رنگ و روغن، شیشہ نگاری، ماربل بلکہ سعودی عرب کی مساجد میں تو اعلیٰ قسم کے خوبصورت قالین، AC، پنکھے، پسینہ وہاتھ صاف کرنے کیلئے ٹیشو بکس، بلکہ ٹیک لگانے کیلئے سعودی نوابوں کے لئے نیچے چھوٹے چھوٹے صوفے بھی لگے ہوتے ہیں ۔جس پر ٹیک لگا کر یہ سعودی اپنے پاؤں سیدھے کعبہ معظّمہ کی طرف کر دیتے ہیں (معاذاللہ) ۔انہوں نے مساجد کو بیڈروم کی شکل دے دی ہے ۔معاذاللہ! تو کیا اللہ کے گھر (مسجد) میں نبی پاک ﷺ و دورِ صحابہ و تابعین یا تبع تابعین علیہم الرضوان اجمعین میں اس قسم کی مروجہ چیزیں موجود تھیں؟ اور کیا اس طرح سے مساجد کو آراستہ کیا جاتا تھا؟

اب ہم سعودی ،اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی ایک صحیح صریح حدیث شریف میں مروجہ انداز میں زیب و زینت، آرائش و شیشہ نگاری کرنے کا ثبوت موجود ہے؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ نے مساجد میں اس مروجہ انداز میں زیب و زینت، آرائش و شیشہ نگاری کروائی؟
- ...... کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مساجد میں اس مروجہ انداز میں زیب و زینت، آرائش، شیشہ نگاری کروائی؟
- ...... جو مسلمان مسجد میں محراب بنواتے یا تعمیرات کیلئے چندہ دیتے ہیں کیا ان کو ثواب ملے گا کہ نہیں؟
- ...... جو مسلمان اس کام کو ثواب سمجھ کر تعمیر کرواتے ہیں کیا وہ بدعتی ٹھہریں گے کہ نہیں؟
- ...... مساجد میں محراب بنانا کون سی صدی میں شروع ہوئے اور کس نے شروع کروائے؟

مساجد کی آرائش وزینت کے خلاف علماء اہلحدیث کے فتوے

مساجد کا مروجہ زیب وزینت، شیشہ نگاری، بناؤ سنگھار نبی پاک ﷺ کی کسی ایک صحیح صریح حدیث سے ثابت نہیں بلکہ مروجہ انداز خیر القرون سے بھی ہرگز ثابت نہیں، بلکہ خود غیر مقلدین کا فتاوئی ہے کہ یہ علامات قیامت سے ہے اور یہود ونصاریٰ کی نقالی ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے علماء کا فتویٰ ملاحظہ کیجیے۔

''یہ علامات قیامت سے ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی ﷺ نقل کرتے ہیں

''لاتقوم الساعة حتی یتباھی الناس فی المساجد''

قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں کے بارے میں فخر کریں گے''

(ابوداود، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان)...... عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،

''لتزخرفنھا کما زخرفت الیھود و النصاری''

تم مساجد کو ضرور یہود ونصاریٰ کی طرح نقش ونگار کروگے

(ابوداود ۴۴۸، شرح السنہ ۲/۳۴۸ نیز بخاری میں تعلیقاً مروری ہے) اور آج بالکل یہی کیفیت ہے کہ مساجد کو اس قدر منقش کردیا گیا ہے کہ نماز کا خشوع وخصوع متاثر ہوتا ہے اور توجہ الی اللہ میں خلل اندازی ہوتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ مساجد کی دیواریں اور محراب سادہ ہوں کیونکہ نبی ﷺ نے دیوار پر لٹکے ہوئے پردے کو صرف اسلئے اتروا دیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی نماز سے توجہ ہٹاتا تھا...... مسجد کے محراب اور اس کی دیواریوں کو بناؤ سنگھار اور نقش ونگار کرنا اور اس جیسی دیگر بے خبر کرنے والی اشیاء کی کراہت ہے اس لئے کہ نبی ﷺ نے دھاری دار شادر کو زائل کرنے کی یہی علت ذکر کی ہے'' ان احادیث صحیحہ اور شارحین حدیث کی تشریحات سے معلوم ہوا کہ مساجد کے درودیوار اور محراب کو منقش کرنا، شیشے وغیرہ سے مزین کرنا اور ان جیسی دیگر اشیاء مکروہ ہیں جو نماز سے نمازی کی توجہ ہٹاتی ہیں اور خشوع وخضوع اور تذلل وعاجزی میں کمی کرتے ہیں...... ملخصاً

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ ص ۱۲۰۷ اہلحدیث)

اسی طرح غیر مقلدین کے شیخ ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد صاحب کا فتویٰ ہے کہ

> ''مساجد کی زیب و زینت اور نقش و نگاری کی مذمت کے متعلق کئی ایک احادیث میں صراحت کے ساتھ اسے علامت قیامت قرار دیتے ہوئے اس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے، خاص طور پر جب ایسی چیزیں فخر و مباہات کا ذریعہ بن جائیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے ''مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا کہ مساجد کو چونا گچ کروں یا انہیں نقش و نگار سے آراستہ کروں'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''تم اپنی مساجد کو یہود و نصاریٰ کی طرح خوب مینا کاری سے آراستہ کرو گے [صحیح ابن حبان ۴/۷۰] ایک اور حدیث میں ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت ضرور آئے گا کہ ''وہ اپنی مساجد کو فخر و مباہات کا ذریعہ بنائیں گے، نماز اور رشید و ہدایت کے سامان سے اس کی تعمیر نہیں کریں گے'' [صحیح بخاری تعلیقاً] رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ ''**جو قوم بد عملی کا شکار ہوتی ہے وہ مساجد کو نقش و نگاری اور بیل بوٹوں سے مزین کرنا شروع کر دیتی ہے**'' [ابن ماجہ: کتاب المساجد] یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے ،تاہم تائید کے لئے اسے پیش کیا جا سکتا ہے، مسجد کو مضبوط اور خوبصورت تو ضرور ہونا چاہیے لیکن نقش و نگار اور مینا کاری سے دور رکھنا چاہیے...... ''ملخصاً
>
> (فتاویٰ اصحاب الحدیث ۲/۷۹)

اسی طرح ''تفسیر در منثور ج ۵ ص ۵۱ پر بحوالہ طبری حضور ﷺ کی ایک طویل حدیث موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

''**ولا تزین بالقواریر** ''مسجدوں کو شیشوں سے مزین نہ کرو۔

دوسری حدیث میں فرمایا

> ''آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جنکی عمریں تھوڑی ہوں گی اور مسجدوں کو مزین کریں گے اور عیسائیوں کی طرح محراب بنائیں گے پس جب وہ ایسا کریں گے تو ان پر مصیبت ڈال دی جائے گی''

☆ اور امام عزالدین، امام نووی نے، امام ابن حجر مکی، شیخ محمد شمس الدین الشربینی الخطیب، حضرت ملا علی قاری اور

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی وغیرہ نے مساجد کی زیب و زینت کو بدعت مکروہہ قرار دیا ہے۔تو معلوم ہوا کہ مساجد میں زیب و زینت مروجہ رسم و رواج کا صریح ثبوت کسی حدیث میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی یہ عمل نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے۔

﴿ آرائش و زیبائش اور ایک اعتراض کا جواب ﴾

اعتـــــراض :جب مساجد میں زیب و زینت کی ممانعت ہے تو پھر اہلسنت والجماعت بھی تو یہ کام کر رہے ہیں لہذا ان پر اعتراض کیوں نہیں؟

﴿......جواب......﴾

اولاً تو منکریں حضرات کو یہاں خود اپنا یہ عمل ثابت کرنا چاہیے اور دین کے ٹھیکدار جو بنے بیٹھے ہیں انکو چاہیے کہ دوسروں کی فکر میں نہ پڑیں اور اپنے فعل کے جواز کے لئے ہم سنیوں کا سہارا نہ لیں۔

باقی رہا ہمارا معاملہ تو ہمارے فقہاء کرام نے اس کا لحاظ کرتے ہوئے کہ لوگ اپنے مکانات کو بلند و بالا اور نہایت مزین کر رہے ہیں اگر اس وقت مساجد کی زینت نہ کی جائے تو اللہ کے گھر کی تحقیر ہوگی۔ پس آیت کریمہ

"وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ"

اور جو کوئی اللہ کے شعائر کا ادب رکھے گا سو وہ دل کی پرہیز گاری کی بات ہے۔(پارہ: 17 الحج 32)

پر نظر رکھتے ہوئے اس کی اجازت دی اور فرمایا کہ مسجد کو چونے (رنگ) اور ساج کی لکڑی اور سونے کے پانی کے ساتھ منقش کرنے میں کچھ حرج نہیں (کذافی الھدایہ)۔ بلکہ شامی میں لکھا ہے کہ بعض کا قول ہے کہ مسجد کو زینت دینا مستحب ہے کہ اس میں مسجد کی تعظیم ہے۔(تحدیث نعمت ۱۵۔حضرت مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مظہر اللہؒ)۔

لیکن علماء وہابیہ اس سے استدلال نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے اصول و قواعد بدعت کے مطابق یہ عمل بدعت ضلالہ ہے۔نہ ہی اس پر کوئی صریح حدیث موجود ہے اور نہ ہی یہ مروجہ عمل ثابت ہے۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 10

……علماء اہلحدیث کا اجتماعی اعتکاف……

میرے محترم مسلمان بھائیو اور بہنو!

یہ بات تو آپ سب جانتے ہیں کہ آجکل مختلف مساجد میں رمضان المبارک میں اجتماعی اعتکاف ہوتا ہے حتا کہ حرمین شریفین (مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ) میں بھی اجتماعی اعتکاف ہوتا ہے جس میں با قاعدہ رجسٹریشن وغیرہ کا عمل بھی ہوتا ہے اور یہ سارے معاملات وہاں کے سعودی علماء کے ماتحت ہی ہوتے ہیں۔اسی طرح رمضان المبارک بلخصوص آخری عشرے میں تمام مکاتب فکر کے علما مختلف دینی مجالس (پیروگرام) منعقد کرتے ہیں۔

اب ہم اہلحدیث وسعودی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞……کیا نبی پاک ﷺ نے رمضان المبارک میں مروجہ انداز میں با قاعدہ رجسٹریشن کروا کر اجتماعی اعتکاف و اجتماعی مجالس کا اہتمام کیا تھا؟

۞……کیا نبی پاک ﷺ کے صحابہ علیہم الرضوان اجمعین نے مروجہ انداز میں رمضان المبارک میں با قاعدہ رجسٹریشن کروا کر اجتماعی اعتکاف واجتماعی مجالس کا اہتمام کیا تھا؟

اور یاد رہے کہ یہ سوالات بھی ہماری طرف سے نہیں بلکہ خود علماء اہلحدیث نے اس عمل کو بدعت قرار دیا ہے۔اور یہ لکھا ہے کہ اجتماعی اعتکاف واجتماعی مجالس کی نظیر نہیں ملتی، لیجیے ملاحظہ کیجیے۔

۞علماء اہلحدیث کے مطابق اجتماعی اعتکاف بھی بدعت۞

غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے نزدیک یہ سب بدعت ہے چنانچہ ان سے یہ سوال ہوا کہ

> "ہمارے ہاں دو نئے کام شروع ہو چکے ہیں یعنی اجتماعی اعتکاف کے لئے درخواستیں وصول کی جاتی ہیں اور طاق راتوں میں وعظ ونصیحت کی مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے اس اجتماعی اعتکاف اور اجتماعی مجالس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟"

تو اس کے جواب میں مختلف روایات بیان کر کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ

''ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف اور طاق راتوں کا قیام ایک انفرادی عبادت ہے۔صرف نماز تراویح کو ادا کرنے میں اجتماعیت کو برقرار رکھنے کی گنجائش ہے، **اس کے علاوہ کسی مقام پر اجتماعیت نظر نہیں آتی**۔اس لئے ہمیں ان قیمتی دنوں اور سنہری راتوں کو **اجتماعی اعتکاف اور اجتماعی مجالس کی نذر نہیں کر دینا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی نظیر نہیں ملتی۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جو شخص ہمارے** دین میں کسی نئی چیز کو رواج دیتا ہے جس کا تعلق دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جس شخص نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا امر نہیں وہ رد کر دینے کے قابل ہے'' ان احادیث کا تقاضا ہے کہ ایسے اعمال و افعال سے اجتناب کیا جائے، جن کا کتاب و سنت سے ثبوت نہیں ملتا۔کیونکہ بدعات کے ارتکاب سے ثواب کے بجائے گناہ کا اندیشہ ہے'' (فتاوی اصحاب الحدیث: آداب و اخلاق جلد۲ ص ۴۱۵)

تو میرے محترم مسلمان بھائیو اور بہنو! دیکھئے علماء اہلحدیث نے اس اجتماعی اعتکاف اور اجتماعی مجالس کو بدعت قرار دیا ہے تو ان کے فتوے سے حرمین شریفین میں جو ہر سال اجتماعی اعتکاف ہوتا ہے وہ بدعت و گناہ ٹھہرا۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 11

﴿ایک شہر کی متعدد مساجد میں نماز جمعہ﴾

میرے مسلمان بھائیو!

نبی پاک ﷺ وصحابۂ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں ایک شہر میں متعدد مقامات پر نمازِ جمعہ ادا نہیں ہوتی تھی۔ لیکن آج آپ اپنے اردگرد ملاحظہ کیجیے کہ آپ کے اپنے محلے یا علاقے میں متعدد مساجد میں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ علماء دیوبند، علماء اہلحدیث اور سعودی علماء ہی کی ایک علاقے و شہر کے اندر متعدد جامع مساجد ہوتی ہیں۔

اور بڑے زور وشور اور فخر کے ساتھ یہ حضرات اپنی ایک ہم مسلک جامع مسجد ہونے کے باوجود کچھ ہی فاصلے پر ہی دوسری جامع مسجد بنا کر وہاں جمعہ شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان بدعت کے ٹھیکے داروں کو چاہیے تھا کہ ایک ہی جامع مسجد بناتے اور عدم الفعل کی بنا پر دیگر جامع مساجد بنانے کو بدعت قرار دیتے۔ پھر عصرِ حاضر میں تو تیز رفتار ٹرانسپورٹ بھی موجود ہے اور نہایت آسانی کے ساتھ ایک ہی شہر کے لوگ بڑی جامع مسجد میں آسکتے ہیں جبکہ خیر القرون میں تو کافی دشواریاں تھیں۔ لیکن انہوں نے اس قدر دشواریوں کے باوجود اپنے اپنے علاقے یا ایک شہر میں متعدد جامع مساجد نہیں بنوائیں۔ تو پھر آج علماء وہابیہ کو کیا سوجھی کہ ایسا کام جس میں عصر حاضر میں سہولتوں اور آسانیوں کے باوجود ایسا کام کر رہے ہیں جس کا ثبوت نبی پاک ﷺ، صحابہ و تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے نہیں ملتا۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں ایک ہی شہر میں متعدد جامع مساجد کا ثبوت ملتا ہے اور متعدد مساجد میں جمعہ پڑھنے کا ثبوت ہے؟ اگر ہے تو پیش کریں۔

۞ ...... کیا صحابہ [کرام علیہم الرضوان اجمعین] سے ایک ہی شہر میں متعدد جامع مساجد کا ثبوت ملتا ہے اور متعدد مساجد میں جمعہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے؟ اگر ہے تو پیش کریں۔

۞ ...... کیا تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے ایک ہی شہر میں متعدد جامع مساجد کا ثبوت ملتا ہے اور متعدد مساجد

میں جمعہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے؟ اگر ہے تو پیش کرو؟

۞ ...... کیا تابع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے ایک ہی شہر میں متعدد جامع مساجد کا ثبوت ملتا ہے اور متعدد مساجد میں جمعہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے؟ اگر ہے تو پیش کرو؟

یاد رہے مساجد بنانا ثواب وعبادت ہے لہذا اس عمل پر دنیاوی تاویل بھی نہیں کی جاسکتے۔ اور پھر جب یہ کام رسول اللہ ﷺ، صحابہ، تابعین، تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا تو اب آپ اپنے ہی اصول وقواعد بدعت کے مطابق ایسا کام ایجاد کر کے بدعتی ٹھہرے، اور پھر آپ ہی کے اصول کے مطابق اگر یہ کام اچھا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ، صحابہ، تابعین، تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے کیوں نہ کیا؟

﴿متعدد مساجد میں جمعہ ثابت نہیں﴾

اب آئیے علماء وہابیہ کی کتب سے اسی عمل کے بارے میں فتوے ملاحظہ کیجیے کہ یہ عمل ثابت ہے کہ نہیں؟ تو علمائے وہابیہ کے نزدیک معتبر شخصیت عبدالحیٔ صاحب لکھتے ہیں کہ

"ایک شہر کی متعدد مساجد میں جواز جمعہ کسی صحابی یا تابعی سے ثابت نہیں (فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۱ صفحہ ۲۱)

اسی طرح علماء اہلحدیث کے بزرگ شمس الحق عظیم آبادی صاحب کا فتویٰ ہے کہ

"ایک شہر میں بغیر عذر شرعی کے متعدد جگہ نماز جمعہ قائم کر لینے اور محض اپنی کسل اور ہوائے نفس وتغافل سے مسجدِ جامع میں نمازِ جمعہ کے واسطے مجتمع نہ ہونا خلاف سنتِ مطہرہ رسول اللہ ﷺ وخلاف عمل وطریقہ خلفائے راشدین وصحابہ کرامؓ کے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک وخلفائے راشدین کے عہدرشد میں یہی طریقہ تھا، بلکہ لوگ مامور تھے کہ مدینہ منورہ اور اطراف مدینہ منورہ کے سب مکلفین مسجد نبوی میں مجتمع ہو کر ادائے نماز جمعہ کریں جیسا کہ حافظ ابن المنذر نے کتاب الاشراف میں اور حافظ بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں اور شیخ الاسلام ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں لکھا ہے...... الخ"

(فتاوی مولانا شمس الحق عظیم آبادی: ص ۱۸۴ سوال نمبر ۳۹)

پھر علماء وہابیہ کا اصول "عدم الفعل" سے بھی مذکورہ عمل بدعت ضلالہ ٹھہرا تو پھر خود وہابی دیوبندی بدعتی وجہنمی ٹھہرے

کیونکہ ایک ہی شہر میں ان کی متعدد مساجد میں جمعہ ادا کیا جاتا ہے ۔لہذا وہابی اپنے اصول کے مطابق قرآن یا حدیث سے اس عمل پر دلیل خاص پیش کریں ۔عجب معاملہ کہ گئے تھے نماز جمعہ پڑھنے اور ہو گئے بدعتی و جہنمی ۔لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 12

......جمعہ کی اذان ثانی بدعت؟......

میرے مسلمان بھائیو!

علماء وہابیہ یہ آیت "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا (پارہ 6 المائدہ ۳) پڑھ کر کہتے ہیں کہ تو دین تو مکمل ہو چکا لہذا حضور ﷺ کے وصال کے بعد کوئی بھی نیا کام ایجاد کرنا دین کو ناقص سمجھنا ہے اور خود کو اللہ ورسول سے بڑا اور سمجھدار قرار دینے کا دعویٰ کرنا ہے۔ اور اگر اس جدید کام میں کسی قسم کی بھلائی یا اچھائی ہوتی تو اللہ عزوجل نبی پاک ﷺ کی طرف وحی فرما دیتا اور نبی پاک ﷺ اس کو ضرور اختیار فرماتے۔

تو ہم سنی اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس اصول سے تو نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد خود صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے نئے کام بھی بدعت ٹھہریں گے اور ان پر بھی یہی اعتراضات وارد ہوں گے۔ معاذ اللہ! جیسے کے جمعہ کی اذان ثانی کا نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اضافہ کیا۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں جمعہ کی اذان ثانی کا ثبوت موجود ہے؟
- ......کیا نبی پاک ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں جمعہ کی اذان ثانی دی جاتی تھی؟
- ......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس اذان ثانی پر بھی مذکورہ اعتراض عائد ہوگا کہ نہیں؟
- ......"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" دین کے مکمل ہونے اور وصال نبی ﷺ کے بعد صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کا نیا عمل بھی دین میں اضافہ کہلائے گا کہ نہیں؟ اور اس آیت کے تحت صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کے کئے ہوئے کاموں کے بارے میں کیا شرعی حکم عائد ہوگا؟
- ......اور حضرت عثمان غنی کی طرف سے اذان ثانی کا اضافہ دین کامل میں اضافہ ہے یا نہیں؟
- ......اور اگر یہ اضافہ بھلائی کا کام ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کر دیتا، یہ

اعتراض یہاں بھی وارد ہوگا کہ نہیں؟

۞ ......اذان ثانی کا ضافہ کر کے کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دین سازی کی ہے یا نہیں؟

۞ ......کیا آپ نے دین اسلام کے ناقص ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟

۞ ......کیا آپ کا یہ عمل، عمل خیر ہے؟

۞ ......اور خود صحابۂ کرام نے اس عمل پر ان کا ساتھ دے کر اچھا کام کیا یا برا کام کیا؟ جواب اصول وقواعدِ بدعت کو سامنے رکھ کر دیں؟

۞......جمعہ کی اذان ثانی بدعت؟......۞

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں متعدد حدیثیں نقل کی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ عہد رسالت اور عہد شیخین میں جمعہ کی صرف ایک اذان ہوتی تھی۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں ایک اور اذان کا اضافہ کر دیا

"سایب بن یزید سے روایت ہے کہ جمعہ کے روز دوسری اذان کہنے کا حکم عثمان رضی اللہ عنہ نے دیا جبکہ مسجد میں آنے والوں کی تعداد بڑھ گئی ورنہ (عہد رسول اللہ ﷺ، ابو بکر وعمر علیہم الرضوان اجمعین میں) جمعہ کے روز صرف اُس وقت اذان ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا"

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الجمعہ صفحہ ۴۱۰)

امام ابن ابی شیبہ (۲۳۵ھ) نے سیدنا ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ

"**قال الاذان الاول یو م الجمعة بدعة** "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمعہ کی پہلی اذان بدعت (نیا عمل) ہے۔ (ابن ابی شیبہ، المصنف جلد ۱ ص ۴۷۰ رقم ۵۴۳۷، ابن حجر عسقلانی، فتح الباری جلد ۲ ص ۳۹۴)

ہر 'بدعت' پر حرام و گمراہی کا حکم کرنے والوں کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ عمل بھی بدعت ٹھہرا۔ معاذ اللہ! بلکہ علماء وہابیہ اہلحدیث نے اس عمل کو بھی بدعت قرار دے دیا ہے۔

۞ ......چنانچہ غیر مقلدین اہلحدیث کے مولوی محمد صاحب جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں کہ

''حضور ﷺ کے زمانہ اور آپ کے بعد دو خلیفوں کے زمانے میں تو اس دوسری اذان کا وجود بھی نہ تھا ہاں حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ایجاد ہوئی جو وقت معلوم کرنے کے لئے زوراء بازار کی بلند جگہ کہلوائی جاتی تھی نہ کہ مسجد میں، پس ہمارے زمانے میں مسجد میں جو دو اذانیں ہوتی ہیں وہ صریح بدعت ہیں اور کسی طرح جائز نہیں'' (فتاوی ستاریہ ۳/۸۵)

۞......اسی طرح غیر مقلدین کے مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدرس میاں صاحب دہلوی رقمطراز ہیں

''اب مسجد میں وہ اذان کہنا بدعت ہے'' (فتاوی ستاریہ ۳/۸۷)

۞......اسی طرح غیر مقلدین کے ترجمان رسالہ ''الاعتصام'' کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں

''جمعہ کے روز ایک اذان کا خطبہ کے وقت ہونا مسنون ہے دو اذان کی ضرورت نہیں......لہٰذا اذان عثمانی جسکو پہلی اذان کہا جاتا ہے اس کو مسجد میں کہلوانا بدعت ہے'' (فتاوی علماء حدیث ۲/۱۷۹)۔ (بحوالہ تلخیص ادلہ: ص ۲۵۰: تلخیص عبدالوحید معاویہ دیوبندی)

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 13

...... تزئین وطباعت اور اعراب قرآن ......

☆ پیارے آقا ﷺ اور صحابہ کرام وتابعین علیہم الرضوان (یعنی قرون ثلثہ) میں قرآن پاک آج کی طرح موجودہ صورت مثلاً کتابی صورت، تزئین وطباعت کے ساتھ نیز اردو، انگلش، فارسی، وغیرہ مختلف زبانوں میں تراجم و حواشی میں نہیں تھا بلکہ بغیر اعراب کے بالکل سادہ جانوروں کی کھالوں پر پتھروں پر درخت کے پتوں وغیرہ پر لکھا ہوا ہوتا تھا۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں مذکورہ عمل (موجودہ طباعت کے ساتھ کتابی صورت میں) کا ثبوت موجود ہے؟

۞ ...... جو اچھا کام نبی پاک ﷺ نے نہیں کیا تو بعد میں صحابہ کا اس کو اچھا قرار دیکر کرنا شرعاً جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو جو اچھا کام صحابہ نے نہیں کئے اگر بعد والے اس کو اچھا سمجھ کر کریں تو شرعاً جائز ہی رہے گا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو تو کس نص صریح سے اس کی ممانعت ہوگی؟

...... قرآن کی تزائین وطباعت ......

بعض حضرات اس معاملہ پر یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس عمل کو کوئی دین نہیں سمجھتا، اور اعراب لگانے سے کوئی یہ نہیں کہتا کہ بغیر اعراب والے قرآن سے زیادہ ثواب ملتا ہے لہذا یہ عمل بدعت نہیں۔

ازالہ......: تو ہم عرض کرتے ہیں کہ جناب آپ اپنے اصول وقواعد کے مطابق دلیل خاص پیش کریں، کوئی حدیث صحیح صریح پیش کریں، اپنے قیاس کو حجت نہ بنائیں اور نہ ہی آپ کا قیاس شرعاً حجت ہے۔ پھر معاملہ اعراب کے بغیر قرآن اور اعراب والے قرآن کے ثواب کا نہیں! بلکہ بحث تو اس میں ہے کہ جب آپ لوگوں کے نزدیک کل بدعت ضلالہ، عدم الفعل اور دلیل خاص جیسے اصولوں سے بدعات پر گفتگو کی جاتی ہے تو اب انہی

اصولوں سے یہ بھی بدعت ہے کہ نہیں؟ اور اگر نہیں تو کیوں؟

☆پھر قرآن پاک میں با قاعدہ واضح اعراب (زبر، زیر، پیش وغیرہ) قرون ثلثہ میں نہیں تھے۔ بلکہ حجاج بن یوسف کے دورِ حکومت میں لگائے گئے ہیں۔ حدیث کی مشہور کتاب مصنف عبدالرزاق جلد۴ ص ۳۲۲ پر ہے کہ ابن مسعود اور مجاہد اور ابراہیم رضی اللہ علیہم اجمعین قرآن پاک میں نقطے (حرف کے اوپر نیچے کے نقطے) اور دس دس آیات پر نشان لگانا مکروہ فرماتے تھے۔ ایسے ہی نظام الدین کیرانوی نے بھی فقہ کی مشہور کتاب جوہرہ سے بھی نقل کیا بلکہ حاشیہ بیضاوی شیخ زادہ کی جلد ا پر لکھا ہے کہ سورتوں کے نام اور ان کا مکی مدنی ہونا اور آیات کی تعداد جیسے امور پہلے قرآن میں نہ ہوتے تھے بلکہ یہ امور محدثہ ہیں جو کہ بعد کے قرآن میں واقع ہو گئے۔

(بحوالہ ضیائے مصطفیٰ ﷺ مئی ۲۰۰۴)

اب آپ علماء وہابیہ کی تاویل اس وجہ سے بھی باطل ٹھہری کہ ان سلف وصالحین نے اس عمل کو مکروہ اور محدثہ قرار دیا تھا۔ پھر آپ کا کہہ دینا اس وقت تک کچھ اہمیت نہیں رکھتا جب تک آپ اپنے اصول وقواعد کے مطابق اپنے دعوے پر کوئی دلیل خاص پیش نہ کریں۔

یا درہے کہ آپ حضرات اکثر جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں نئے کام میں کچھ ہرج نہیں، دینی کام نہیں ثواب کا کام نہیں، تخصیص نہیں، التزام نہیں، یہ سب اصول مخالفین کے مطابق محض تاویلات باطلہ ہیں کوئی شرعی دلائل نہیں لہذا مخالفین حضرات ان تاویلات کی بجائے دلائل پیش کیا کریں۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 14

..........''تلاوت کے آخر میں صدق اللہ العظیم کہنا''بدعت

میرے مسلمان بھائیو اور بہنو!

آپ نے اکثر دیکھا اور سنا ہوگا کہ غیر مقلدین اہلحدیث وسعودی اور دیوبندی علماء کے پیروگراموں میں جب تلاوت قرآن پاک کی جاتی ہے تو آخر میں قاری صاحب ''**صدق اللہ العظیم**'' کہتے ہیں۔حالانکہ علماء وہابیہ کے ''فتاوی اسلامیہ'' کے مطابق یہ عمل قرآن پاک کی کسی آیت یا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث سے ہرگز ثابت نہیں ہے اور نہ ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے ایسا عمل کیا تھا۔

اب ہم سعودی،اہلحدیث ودیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا اللہ تبارک وتعالی نے کسی آیت میں یہ حکم دیا کہ جب تلاوت قرآن پاک کرو تو آخر میں 'صدق اللہ العظیم' کہا کرو؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ تلاوت فرماتے تو آخر میں '' صدق اللہ العظیم '' کہا کرتے تھے؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ نے کہیں یہ حکم دیا کہ جب تلاوت قرآن پاک کرو تو آخر میں صدق اللہ العظیم کہا کرو؟
- ...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے یہ ثابت ہے کہ جب آپ تلاوت فرماتے تو آخر میں صدق اللہ العظیم کہتے تھے؟
- ...... جب یہ کام نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت نہیں تو علماء وہابیہ اور ان کے بڑے بڑے حفاظ صاحبان اس پر عمل کر کے اپنے ہی اصول بدعت سے بدعتی وگمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟

..........صدق اللہ العظیم کہنے پر سعودی فتویٰ

اب آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ وہابی علماء کے مطابق تلاوت کے بعد ''**صدق اللہ العظیم**'' کہنا ناجائز اور بدعت ہے چنانچہ ان سے سوال ہوا کہ

''قرآن مجید کی تلاوت کے بعد [صدق اللہ العظیم] کہنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟''

تو اس سوال کے جواب میں وہابی مفتی صاحب نے فتوی دیا کہ

"قرآن مجید کی تلاوت کے بعد [صدق اللہ العظیم] کہنے کی سنت (رسول ﷺ) سے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے کوئی ثبوت نہیں بلکہ یہ کہنے کا رواج عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے بہت بعد اسی آخری دور میں ہوا ہے۔ **لاریب قائل (قاری) کا [صدق اللہ العظیم] کہنا، اللہ تعالیٰ کی ثناء اور اس کی عبادت ہے اور جب یہ عبادت ہے تو پھر یہ جائز نہیں** کہ ہم شرعی دلیل کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کوئی طریقہ ایجاد کریں اور جب ان الفاظ کے کہنے کی کوئی دلیل نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ان الفاظ کے ساتھ تلاوت کو ختم کرنا مشروع و مسنون نہیں ہے لہذا تلاوت ختم کرنے کے بعد [صدق اللہ العظیم] نہیں کہنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا [قل صدق اللہ] آل عمران ۳/۹۵ تو اس [تاویل] کا جواب یہ ہے کہ ہاں! اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ [صدق اللہ] لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جب تم تلاوت ختم کرو تو یہ کہو [صدق اللہ العظیم]، نبی اکرم ﷺ بھی قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے لیکن یہ ثابت نہیں [ہے] کہ آپ ﷺ نے کبھی تلاوت کے بعد [صدق اللہ العظیم] کہا ہو۔ الخ

(فتاوی اسلامیہ: القرآن الکریم: جلد چہارم ص 29)

علماء وہابیہ کے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ

۞...... "قرآن مجید کی تلاوت کے بعد [صدق اللہ العظیم] کہنا سنت (رسول ﷺ) سے ثابت نہیں (تو اصول وہابیہ سے بدعت ٹھہرا)۔

۞...... "قرآن مجید کی تلاوت کے بعد [صدق اللہ العظیم] کہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے عمل سے ثابت نہیں (تو اصول وہابیہ سے بدعت ٹھہرا)۔

۞...... "یہ کہنے کا رواج عہد صحابہ رضی اللہ عنھم کے بہت بعد اسی آخری دور میں ہوا ہے۔ اسی لئے سعودی مفتی نے اس عمل کو بھی بدعت قرار دیا۔

❁ ...... صدق اللہ العظیم کہنا، اللہ تعالیٰ کی ثناء اور اس کی عبادت ہے اور بغیر دلیل شرعی کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کوئی طریقہ ایجاد کرنا جائز نہیں۔

❁ ...... وہابی فتوے کے مطابق تلاوت ختم کرنے کے بعد [صدق اللہ العظیم] نہیں کہنا چاہیے۔

❁ ...... وہابی فتوے کے مطابق نبی اکرم ﷺ بھی قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے لیکن یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی تلاوت کے بعد [صدق اللہ العظیم] کہا ہو۔

لہٰذا اب وہ تمام وہابی دیوبندی قاری حضرات جو تلاوت کے آخر میں "**صدق الله العظيم**" کہتے رہے اور اب بھی کہہ رہے ہیں ہو وہ سب اس فتوے کے مطابق بدعتی، گمراہ اور جہنمی ٹھہرے۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 15

......ہر فرض نماز کے بعد نماز جنازہ بدعت؟......

سعودی عرب حرمین شریفین میں فرض نماز کی جماعت کے فوراً بعد نماز جنازہ پڑھایا جاتا ہے۔ جیسے ہی فرض نماز ختم ہوتی ہے تو چند منٹ کے وقفے کے بعد نماز جنازہ کی نماز کا اعلان کیا جاتا ہے اور پھر نمازِ جنازہ مسجد کے اندر ہی با جماعت ادا کرتے ہیں۔ جبکہ میت کے لئے ایک مخصوص کمرہ ہے جہاں اس کو رکھا جاتا ہے اور سعودی امام مسجد حرام ومسجد نبوی کے اندر کھڑا ہو کر نماز جنازہ پڑھاتے ہیں۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ......کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث میں ہر فرض نماز کے فوراً بعد اس مروجہ انداز میں مسجد کے اندر ہی نماز جنازہ پڑھنے کا ثبوت موجود ہے؟

۞ ...... نبی پاک ﷺ نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ، اور کس کس صحابی یا صحابیہ کا نماز جنازہ فرض نمازوں کے فوراً بعد اس مروجہ انداز میں مسجد کے اندر ہی پڑھایا؟

۞ ......خلفاء راشدین نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ فرض نماز کے فوراً بعد اس مروجہ انداز میں نماز جنازہ حرم شریفین کے اندر ہی پڑھایا؟

۞ ......صحابہ، تابعین یا تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے اپنی زندگی میں کتنی مرتبہ فرض نماز کے فوراً بعد اس مروجہ انداز میں نماز جنازہ حرم شریف کے اندر ہی پڑھایا؟

یہاں گفتگو جائز وناجائز میں نہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا یہ مروجہ سعودی طریقہ نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین، یا تابع تابعین [علیہم الرضوان اجمعین] سے منقول ہے کہ نہیں؟ اور منقول ہے تو ثبوت پیش کریں اور اگر منقول نہیں تو بدعت ضلالہ ہے کہ نہیں؟ تو اس مروجہ طریقے پر نماز جنازہ پڑھانے والا اور پڑھنے والے سب بدعتی، گمراہ اور جہنمی ہوئے کہ نہیں؟

دیوبندی، سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 16

...... "وھابیوں دیوبندیوں کی "بدعاتِ مناظرہ" ......

سعودی علماء تو میدان مناظرہ میں نہیں آتے لیکن دیوبندی واہلحدیث حضرات مجبوراً اپنی ساخت کو بچانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے مناظرہ کرنے کیلئے کبھی راضی بھی ہو جاتے ہیں۔ پھر مناظرے کیلئے جلسے ومحافل کا انعقاد کرتے ہیں۔ درحقیقت ان کے مناظرے، مناظرے نہیں مجادلے ہی ہوتے ہیں جن میں لڑائی، جھگڑے، طعن و تشنیع، الزامات و بہتانات اور فریق مخالف کو بدنام ورسوا کرنا ہی ان کا مقصد ہوتا ہے۔ تاہم

اب ہم اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... کیا نبی پاک ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کوئی ایک جلسہ یا اجتماع مروجہ انداز میں مناظرے کے لئے کیا؟

۞ ...... کیا خلفائے راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے کسی بدمذہب کے ساتھ مروجہ انداز میں مناظرہ کے لئے جلسہ و اجتماع کیا؟ کیا کسی صحابی یا تابعی نے اپنی زندگی میں اس مروجہ انداز میں مناظرے کیے؟ اگر کیے تو ثبوت پیش کریں اور اگر نہیں کیے تو یہ آپ کے اصول بدعت کے مطابق بدعت وگمراہ ہیں یا نہیں؟ پھر آپ کے جملہ مناظرین اس عمل کے کرنے کی وجہ سے بدعتی وگمراہ ہوئے کہ نہیں؟

نوٹ ...... : ہم سنیوں کے نزدیک یہ مروجہ مناظرے کرنا "بدعت مستحبہ" ہے۔ جیسا کہ امام عزالدین رحمۃ اللہ علیہ اور شارح صحیح مسلم امام نووی نے "بدعقیدہ فرقوں سے مناظرے، مناظرہ کیلئے جلسے" کو بدعت مستحبہ کہا۔ (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲:۳۳۷، تہذیب الاسماء و اللغات ۳:۲۲۔ شرح صحیح مسلم ۱:۲۸۶)

ہم سنیوں کے معمولات کو بدعت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرنے کیلئے میدان مناظرہ میں آنے والے تمام مخالفین حضرات کو چاہیے کہ پہلے اسی موضوع کو دلیل خاص سے ثابت کردیں کہ مروجہ انداز میں مناظرے کے لئے اجتماع ومجلس کا قیام کس دلیل خاص سے ثابت ہے؟ اس کے بعد آگے گفتگو کیا کریں۔

دیوبندی، سعودی و اہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول و قواعد کے مطابق بدعت نمبر 17

عصر حاضر کے مروجہ مدارس بدعت

آج تمام مکاتب فکر کے ہاں دینی مدارس کا قیام بڑی اہمیت رکھتا ہے ۔فی زمانہ سبھی فرقوں کے علماء مروجہ مدارس کی تعمیرات کو جائز قرار دیتے ہیں، کسی نے اپنی اصطلاح کے مطابق سنت حکمیہ اور ملحق بالسنہ کہا تو کسی نے بدعت حسنہ قرار دیا اور رسول اللہ ﷺ کے مدرسہ صفہ کو اس کی نظیر اور دلیل ٹھہرائی ۔حالانکہ مدرسہ صفہ کی حقیقت اور اس کے کام اور مروجہ مدارس اور اس کے طلبہ اور ان کے کاموں میں کتنا کچھ فرق ہے ۔اور اسی طرح مقام صفہ اور تعمیر مدرسہ میں حقیقۃً وصفۃً کسی قدر اختلاف ہے، کسی چیز میں اشتراک نہیں ، نہ نام ، نہ تعمیر مکان اور نہ ان کے کاموں میں ، بجز اس کے کہ صفہ بھی ایک ایسا مکان تھا جس میں صحابہ کرام علوم دینیہ کے حصول کے لئے حاضر رہتے تھے اور در حقیقت یہی ایک علت مشترکہ ہے جس کے سبب موافق و مخالف تمام علماء آج کے مروجہ مدارس کو جائز کہتے ہیں ۔یہ صورت ہم اہلسنت کے مطابق تو درست ہے لیکن علماء وہابیہ کے اپنے اصول و قواعد بدعت کے مطابق یہ قطعاً درست نہیں کیونکہ یہ کوئی دلیل خاص نہیں ہے جسے اصول وہابیہ کے مطابق حجت مان لیا جائے اور نہ ہی مروجہ مدارس کی ہیئت کذائیہ عمومی دلائل کی وجہ سے وہابیہ اصول و قواعد کے مطابق ثابت ہوتی ہیں ۔

اگر ہر وہ نیا کام جو عہد رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عہد صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں متداول اور معمول بہ نہ رہا ہو محض اپنے نئے ہونے کی وجہ سے ناجائز و بدعت ضلالہ قرار پائے تو مروجہ اسلامی تعلیم کا نظام جس پر خود معترضین بھی عمل پیرا ہیں سب ناجائز و حرام اور بدعت قرار پائے گا۔اجتہاد کی ساری صورتیں، قیاس ،استحسان، مصالح مرسلہ، استصحاب، استدلال اور استنباط کی جملہ شکلیں اور اسی طرح دینی علوم و فنون مثلاً اصول تفسیر ،اصول حدیث ،فقہ و اصول فقہ،ان کی تدوین ،صرف و نحو،بلاغت و معانی ، دینی مدارس کی مروجہ مکمل تعلیم طریقہ تدریس ،نصاب وغیرہ اپنی موجودہ شکل و صورت میں نہ عہد رسالت میں موجود تھے اور نہ عہد صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ۔یہ تمام علوم و فنون اپنی ہیئت، اصول ، اصطلاحات ،تعریفات اور قواعد و ضوابط کے اعتبار سے خیر القرون میں نہیں تھے تو کیا ان سب کو کل بدعۃ ضلالہ کے تحت بدعت قرار دے کر ناجائز و حرام کہہ دیا جائے

گا؟ آج معترضین کے یہاں بھی با قاعدہ تعین اوقات وتعین نصاب کیساتھ درس نظامی کا آٹھ سالہ کورس کرتے ہیں اور بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم فاضل ہیں ذرا اسی دینی تعلیم کا مروجہ طریقہ خیر القرون سے ثابت تو کیجئے؟ آپ کے اصول سے تو یہ مروجہ طریقہ بھی بدعت (نیا کام) ہی ہے۔

اب ہم اہلحدیث، سعودی اور دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

- ...... کیا نبی پاک ﷺ سے مروجہ مدارس اوران کا نظام تعلیم ہیت کذائیہ کے ساتھ ثابت ہے؟
- ...... کیا نبی پاک ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کوئی ایک مدرسہ بنا کر اس کا نام ''دارالعلوم'' رکھا؟ کیا ہیئت مخصوصہ کے ساتھ نظام تعلیم اور ایام واوقات کی تخصیص اور مخصوص تعلیمی نصاب مقرر کرنا ثابت ہے؟
- ...... کیا مدراس سے فارغ ہونے والے علماء کی دستار بندی اور سندیں دینا ثابت ہے؟

...... مروجہ مدارس کی شرعی حیثیت ......

اب آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ مروجہ مدارس کے بارے میں علماء نے کیا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

''ومن البدع المندوبة احداث نحو المدارس''

مدارس وغیرہ کا بنانا بدعات مندوبہ (مستحبہ) میں سے ہے۔ (فتاویٰ حدیثہ ص ۱۰۹)۔

اسی طرح عبدالحئی صاحب لکھتے ہیں کہ

''بناءمدارس کا مروجہ طریقہ بدعت ہے'' (فتاویٰ عبدالحئی جلد ۳ صفحہ ۱۲۹)

اسی طرح امام عزالدین، امام نووی، امام ابن حجر مکی، شیخ محمد شمس الدین الشربینی الخطیب، ملا علی قاری، شیخ عبدالحق، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی اور علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی نے ''دینی مدارس کے قیام'' ہی کو بدعت مستحبہ قرار دیا۔ جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں۔

ان جید ومعتبر علماء امت نے جن کے ذریعے ہم تک اسلام کی تعلیمات پہونچیں ہیں وہ تو بلا شبہ ان مدارس کے قیام کو بدعت مندوبہ قرار دیتے مگر حیرت ہے علماء وہابیہ پر کہ جن کے اصول وقواعد بدعت کے مطابق یقیناً یہ مدارس،

ان کا نظام تعلیم، مروجہ نصاب نیز طریقہ تعلیم اور ان سب کا التزام، سب ناجائز و حرام اور بدعت ہے۔ کیوں کہ ان میں سے کوئی بھی چیز خیر القرون میں ثابت نہیں جب کہ یہ حضرات یہ سارے کام دین ہی کے نام پر کرتے ہیں اور اس کا التزام بھی کرتے ہیں۔ مگر اس کے باجود معترضین حضرات اپنی منفعت کے پیش نظر مدرسے بنوانے میں عمریں گزار دیتے ہیں اور بدعت (مستحبہ) کی محبت میں اس قدر غرق ہیں کہ اپنے سارے اصول و قواعد بھول کر پوری قوت کے ساتھ اس بدعت کے فروغ پر کمربستہ ہیں۔ مگر جیسے ہی کسی مسلمان نے محفل میلاد قائم کی، نبی ﷺ کی عظمت والی مجلس سجائی فوراً انھیں اپنے اصول یاد آجاتے ہیں ن اور پھر بدعت بدعت چلانا شروع کر دیتے ہیں۔ **لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔**

باقی جو حضرات "مدرسہ صفہ" کو مروجہ مدارس کی دلیل بناتے ہیں وہ خود ان کے اپنے اصول و قواعد بدعت کے مطابق درست نہیں۔ کیونکہ "مدرسہ صفہ" اور "مروجہ مدارس" میں زمین و آسمان کا فرق ہے جو کہ انہی کے اصول کے مطابق مطابقت نہیں رکھتا۔ جس کو تفصیلی جواب درکار ہو "انوار ساطعہ۔ جدید صفحہ 62، تسہیل و تجدید تخریج و تحقیق: محمد افروز قادری چڑیا کوٹی، رضوی کتاب گھر دہلی نمبر ۶ کا مطالعہ فرمائیں۔

دیوبندی، سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 18

﴿وھابیوں کی ''کتب و تصنیفات'' بدعت ضلالہ﴾

تمام حضرات یہ جانتے ہیں کہ آج تمام مکتبہ فکر کے علماء مختلف موضوعات پر کتابیں لکھتے اوران کو شائع کرتے بلکہ بعض تو حصولِ ثواب کی غرض سے مفت تقسیم بھی کرتے ہیں۔ آپ دیوبندی، اہلحدیث، سعودی علماء کے دینی مکتبوں پر جا کر دیکھ سکتے ہیں وہاں آپ کو درجنوں موضوعات پر ہزاروں کتابیں مل جائیں گی۔ مثلاً توحید و شرک، سنت اوربدعت، اللہ تبارک وتعالیٰ کے علمِ غیب، حاضر وناظر، اس کے علاوہ تبلیغ دین کے موضوع پر، حج وعمرہ کے موضوع پر، نماز کے موضوع پر، جہاد کے موضوع پر، حیات الانبیاء، ختم نبوت ﷺ الغرض ہر ہر موضوع پر کتابیں علماء دیوبند، اہلحدیث اورسعودی علماء کے مکتبوں اوراشاعتی اداروں سے ملتی ہیں۔ اور یہ علماء اس کام کو دینی کام، اجر وثواب اوردنیا وآخرت میں بھلائی وکامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ اس کا برملا اظہار کتاب کے پیش لفظ، تقریظات وحرفِ آغاز یا اختتام کے تحت باقاعدہ کیا جاتا ہے۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث ودیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کیا رسول اللہ ﷺ نے توحید وسنت، شرک و بدعت، حیات الانبیاء، ختم نبوت، وغیرہ وغیرہ موضوع پر کوئی کتاب لکھی یا لکھوائی تھی؟ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ کام نہیں کیا تو آپ ایسا کام کیوں کرتے ہو؟

۞...... کیا خلفاء راشدین علیہم الرضوان اجمعین نے توحید وسنت، شرک وبدعت، حیات الانبیاء، ختم نبوت، وغیرہ وغیرہ موضوعات پر کوئی کتاب لکھی یا لکھوائی تھی؟ جب انہوں نے یہ کام نہیں کیا تو آپ ایسا کام کیوں کرتے ہو؟

۞...... کیا صحابہ علیہم الرضوان اجمعین نے توحید وسنت، شرک و بدعت، حیات الانبیاء، ختم نبوت، وغیرہ وغیرہ موضوعات پر کوئی کتاب لکھی یا لکھوائی تھی؟ جب انہوں نے یہ کام نہیں کیا تو آپ ایسا کام کیوں کرتے ہو؟

۞...... اگر ان موضوعات پر باقاعدہ رسول اللہ ﷺ یا حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی علیہم الرضوان اجمعین نے کوئی کتاب نہیں لکھی اور نہ لکھوائی، نہ شائع کروئی تو پھر آپ علماء وہابیہ کے اصول وقواعد بدعت کے مطابق ایسا کام جوان سے ثابت نہیں بدعت ٹھہرا کہ نہیں؟

۞ ...... جب آپ کے نزدیک ''کل بدعۃ ضلالہ'' میں ''کل'' عموم کا ہے تو پھر کل کی عمومیت سے یہ تمام تصنیفی و اشاعتی کام کس طرح خارج ہیں؟ اور پھر آپ اس کام کو دینی خدمت اور کار ثواب سمجھ کر کرتے ہیں کہ نہیں؟ اگر یہ دینی کام اور کار ثواب نہیں تو کھلا اعلان کریں اور اگر ہے تو آپ کے اصول وقواعد سے بدعت ضلالہ ٹھہرا کہ نہیں؟ پھر للدین بھی سمجھ کر کرو تب بھی کام تو دینی ہی ہے اور اس کی ایک شرعی حیثیت تو مقرر ہے لہٰذا للدین کی تاویل بھی نہیں چل سکتی بلکہ للدین کی تاویل ہی خود ساختہ ومن گھڑت ہے اس کا ثبوت رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے نہیں ملتا لہٰذا للدین کی تاویل کرنے والے پہلے اپنا یہ للدین والا اصول کسی دلیل خاص سے ثابت کریں ورنہ اس تعلق سے آپ کی ساری بحث صرف ایک بکواس سے زیادہ کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔

تاویل کا ازالہ

تاویل ...... یہاں یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ ان کتابوں کا مقصد تبلیغ دین ہے۔

ازالہ ...... تو ہم عرض کریں گے کہ کیا اللہ عزوجل کے پیارے رسول ﷺ اور پیارے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے بغیر کتابیں لکھے دین کی تبلیغ کا کام نہیں کیا تھا؟ کیا کتابیں تحریر کیے بغیر قرآن وسنت سے ان مسائل پر روشنی نہیں پڑ سکتی یا تبلیغ دین کا کام نہیں ہوسکتا؟ پھر آپ علماء وہابیہ کا تو یہ اصول ہے کہ جو کام آپ ﷺ اور صحابہ وتابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا وہ نہیں کرنا چاہیے تو پھر جو کام حضور اکرم ﷺ نے نہیں کیا وہ کام آپ کیوں کر رہے ہیں؟ جو کام صحابہ، تابعین، تابع تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا وہ کام آپ کیوں کر رہے ہیں؟ اگر کتابیں لکھ کر تبلیغ دین کی ضرورت ہوتی تو اللہ عزوجل اپنے حبیب ﷺ سے یہ کام کرواتا، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے یہ کام کرواتا لیکن آپ عجیب لوگ ہیں کہ جو کام آپ ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا وہ آپ کر رہے ہیں۔ اور پھر کتابیں لکھنے کو دینی خدمت اور ثواب کا کام سمجھ رہے ہیں جبکہ یہ سب تو آپ علماء وہابیہ کے اصول وقواعد کے مطابق تو بدعت ضلالہ ہے۔ لیکن جب آپ کی جان پر بنی تو اپنے اصول وقواعد چھوڑ کر بغیر دلیل خاص کو محض اپنی تاویلات سے اس کو جائز تسلیم کر لیا۔ اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ آپ حضرات اپنے حق میں ہر چیز کو جائز ودرست کر لیتے ہیں لیکن سنیوں کے معاملے میں اصول بدل کر شرک وبدعت کے فتوے لگاتے ہیں۔

اب آیئے ملاحظہ کیجیے کہ کیا مروجہ عمل نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے ثابت ہے؟

علماء دیوبند کے جسٹس مولوی محمد تقی عثمانی صاحب کہتے ہیں کہ

"حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے کوئی کتاب لکھی ہی نہیں"۔ (بدعت ایک گمراہی: ص ۲۹)

اور علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی

علمی کتب تصنیف کرنے کو بدعت مستحبہ فرمایا" (روح المعانی ۱۴: ۱۹۲)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی کتاب نہیں لکھی، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے کوئی دینی کتاب نہیں لکھی ۔اب چاہیے تو یہی تھا کہ وہابی علماء یہاں بھی کہہ دیتے کہ یہ "تصنیفی" کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں کیا لہذا ہم بھی نہیں کرتے کیونکہ یہ نیا دینی کام ہے لہذا بدعت ہے ۔لیکن یہاں یہ حضرات اپنے اصول بھول جاتے ہیں اور مختلف موضوعات پر کتابوں پر کتابیں لکھ کر خود اپنے ہی اصول وقواعد بدعت سے اپنے آپ کو بدعتی، گمراہ اور جہنمی ثابت کر دیتے ہیں۔

سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 19

علماء وھابیہ کا دروان تقریر نعرے لگانا بدعت

میرے محترم مسلمان بھائیو!

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ علماء دیوبندو اہلحدیث حضرات جب تقریر کر رہے ہوتے ہیں تو ان کے پیروکار، شاگرد یا مقتدی مولوی صاحب کی تقریر پر نعرے لگاتے ہیں۔

نعرہ تکبیر...... اللہ اکبر　　　نعرہ رسالت...... محمد رسول اللہ ﷺ

مولانا فلاں صاحب...... زندہ باد　　　فلاں مولوی صاحب...... زندہ باد

اس طرح کے بے شمار نعرے علماء وہابیہ جب خطاب وبیان کر رہے ہوتے ہیں تو ان کے پیروکار، شاگرد یا مقتدی لگاتے ہیں۔ حالانکہ یہ عمل بھی اصول وہابیہ کے مطابق بدعت ہے۔

اب ہم اہلحدیث ودیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

نعرۂ رسالت! یا رسول اللہ ﷺ! کے منکرین تمام حضرات سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں ان باتوں کا جواب دیں۔

۞...... کیا نبی پاک ﷺ کی کسی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ کوئی عالم وخطیب وعظ کر رہا ہو تو اس دوران کوئی شخص مروجہ انداز میں نعرہ لگائے اور باقی سب حاضرینِ مسجد اس کا جواب دیں۔

۞...... کیا نبی پاک ﷺ کے وعظ کے دوران صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے اس مروجہ انداز میں نعرے لگائے؟ ایسا بھی نہیں کہ یہ عمل صرف عوامی سطح پر ہے بلکہ علماء دیوبند واہلحدیث دونوں کے ہاں علماء کی مجالس میں بھی یہ مروجہ نعرے لگتے ہیں۔

۞...... جب یہ نعرے نبی پاک ﷺ نے نہیں لگوائے، صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں لگائے، تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے نہیں لگائے تو جو کام ان ہستیوں نے نہیں کیا آپ کیوں کر رہے ہیں؟ (اب وہ اصول بدعت کہاں گئے کہ اگر ان میں کوئی اچھائی ہوتی تو وہ ہستیاں ضرور کرتیں لیکن انہوں نے نہیں کیا اس لئے اصول وہابیہ (جن کو ہم پچھلے

صفحات میں پیش کر چکے) کے مطابق بدعت ٹھہرے۔کیا اس بدعتی عمل کی وجہ سے آپ خود بدعتی و گمراہ نہیں ہوئے؟

مروجہ نعروں کے خلاف علماء اہلحدیث کا فتویٰ

ممکن ہے کوئی یہ کہہ دے کہ "ان نعروں پر کچھ حرج نہیں اور ان کے ثبوت کیلئے کوئی حدیث کا ہونا ضروری نہیں" تو آیئے ان نعروں کے بارے میں خود علماء اہلحدیث کا فتویٰ ہی ملاحظہ کیجیے چنانچہ سوال ہوا کہ

سوال......یہ جو آج کل اکثر مذہبی جلسوں میں نعرہ بازی ہوتی ہے، کیسا عمل ہے؟ جیسا کہ جیوے جیوے فلاں جیوے، فلاں زندہ باد وغیرہ؟

جواب

نبی اکرم ﷺ جب وعظ و نصیحت فرماتے تو اس میں اللہ تعالیٰ کے کلام کو بیان کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم توجہ سے سماعت فرماتے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو توجہ سے سننے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"وَاِذَا قُرِیَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"

"جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"

[الاعراف ۲۰۴] اس آیت کریمہ کی رو سے قرآن مجید کے بیان کے وقت خاموشی کا حکم ہے اور دوران وعظ نعرہ بازی کرنا، یہ شور و غل ہے جو ادب قرآن کے منافی ہے اور اللہ کے نبی ﷺ کی کسی بھی حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آپ ﷺ کے وعظ کے دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اس طرح نعرے بازی کرتے ہوں۔لہذا ان امور سے اجتناب کرنا چاہیے۔مجلۃ الدعوۃ، مارچ/۱۹۹۶ء۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: جلد اول: ص 548)

اور اس کتاب پر اہلحدیث کے محقق العصر و شیخ حافظ ابو طاھر زبیر علی زئی کی تقریظ بھی موجود ہے۔چنانچہ اس فتوے سے معلوم ہوا کہ

۞...... یہ مروجہ نعرے قرآن کے خلاف ہیں۔

۞...... یہ مروجہ نعرے ادب قرآن کے منافی ہیں

۞...... یہ مروجہ نعرے نبی ﷺ کی کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں۔

۞...... یہ مروجہ نعرے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے بھی ثابت نہیں۔

۞...... ان مروجہ نعروں سے وہابی حضرات کو بچنا چاہے۔

تو اب ان مروجہ نعروں کا بدعت و نا جائز ہونا خود ان کے فتوے سے ثابت ہوگیا۔ اب یا تو علماء اہلحدیث و دیوبندی حضرات ان نعروں کا ثبوت پیش کریں یا پھر اپنے ان تمام پیروکاروں کو بدعتی قرار دیں جو عرصے سے اس مروجہ نعروں میں مبتلا ہیں بلکہ اپنے ان علماء پر بھی فتوے جاری کریں جو ان نعروں کو سن کر خوش ہوتے ہیں اور باوجود قوت وغلبہ کے اس بدعت کی روک تھام کے لئے کوئی اقدام نہیں کرتے۔

دیوبندی، سعودی و اہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول و قواعد کے مطابق بدعت نمبر 20

﴿امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی صاحب کی بدعات﴾

تمام وہابی علماء یعنی علماء دیوبند، علماء اہلحدیث، علماء نجد سعودیہ وغیرہ کے امام اسماعیل دہلوی صاحب کی کتاب ''صراط مستقیم'' میں نئی نئی ریاضتوں، نئے نئے وظائف اور نئے نئے اعمال واذکار کو پیش کیا گیا ہے جن کا ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا۔ یعنی نہ نبی پاک ﷺ سے ثابت ہیں، نہ صحابہ کرام علیھم الرضوان اجمعین سے ثابت ہیں اور نہ ہی تابعین یا تبع تابعین علیھم الرضوان اجمعین سے ثابت ہیں۔ لیکن خدا جانے یہ حضرات ایسے اعمال جو خاص ان امور دینیہ میں محض تقرب الی اللہ کیلئے کئے جاتے ہیں، ان پر عامل ہونے اور اس کی تبلیغ و اشاعت کے باوجود بدعتی کیوں نہ ہوئے؟ علماء وہابیہ اپنے امام صاحب پر بدعتی ہونے کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے؟

۞......وہابی امام اسمٰعیل دہلوی صاحب نے صراط مستقیم میں لکھا کہ

> ''ہر وقت کے مناسب اشغال اور ہر ہر قرن [زمانے] کے مطابق حال ریاضات جدا جدا ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ طریق کے پیشواؤں میں سے اہل تحقیق اشغال کی تجدید میں بڑی بڑی کوششیں کر گئے ہیں۔ بنا بر آن مصلحت وقت اِس امر کی مقتضی ہوئی کہ اس کتاب کا ایک باب ایسے اشغال جدیدہ کے بیان کیلئے جو اس وقت کے مناسب ہیں معین کیا جاوے اور طریق ثلثہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ کے اشغال کی تجدید سے باقی طریق کے اشغال کی تجدید پر اکتفاء کی جاوے''(صراط مستقیم، مقدمہ تیسرا افادہ صفحہ 23)

۞......اب ان نئی نئی ریاضتوں اور نئے نئے وظائف و اعمال میں سے چند بطور نمونہ ملاحظہ کیجئے۔ طریقہ قادریہ کے اشغال کے بیان میں لکھتے ہیں کہ

> ''پہلے پہل ذکر یک ضربی کرنا چاہیے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی ہیئت پر دوزانو بیٹھ کر لفظ مبارک اللہ کو وسط سینہ سے بڑی شدت اور بلند آوازی سے نکال کر اپنے منہ کے سامنے ضرب لگائے'' الخ۔ (صراط مستقیم باب سوم راہ ولایت کے سلوک، فصل پہلی، پہلا افادہ صفحہ 204)

۞......اسی طرح مزید لکھتے ہیں کہ

"ذکر یک ضربی کے راسخ ہونے کے بعد بطریقِ مسطور ذکرِ دو ضربی شروع کرے اس کا طریق اس طرح ہے کہ نماز کی ہیئت پر دو زانو بیٹھ کر لفظ اللہ کو وسطِ سینہ سے زور سے بلند آواز کے ساتھ نکال کر داہنے زانو میں ضرب کرے پھر متخیل آواز کے امتداد کو آہستگی سے داہنے کندھے تک کھینچ کر وسط سینہ تک پہنچائے اور اس طرح خیال کرے کہ اس لفظ کے ہمراہ نور برآمد ہوا ہے" (صراط مستقیم باب سوم راہ ولایت کے سلوک، فصل پہلی، دوسرا افادہ صفحہ 205)

۞......پھر لکھتے ہیں کہ

"طریقہ ذکر سہ ضربی کو یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر ایک ضرب داہنی طرف میں اس طریق سے لگائے جو مذکور ہوا اور دوسری ضرب بائیں جانب اس طریق سے لگائے اور تیسری ضرب دل میں لگاوے۔ (صراط مستقیم باب سوم راہ ولایت کے سلوک، فصل پہلی، تیسرا افادہ صفحہ 205)

۞......پھر آگے لکھتے ہیں کہ

"ذکر چار ضربی کا طریق یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر ایک ضرب طریق مذکورہ پر داہنی جانب میں لگاوے اور دوسری بائیں جانب میں اور تیسری دل میں اور چوتھی اپنے روبرو لگائے الخ۔ (صراط مستقیم باب سوم راہ ولایت کے سلوک، فصل پہلی، تیسرا افادہ صفحہ 206)

اب ہم علماء وہابیہ اہلحدیثیہ دیابنہ سعودیہ سے پوچھتے ہیں کہ ایسی نئی نئی باتیں جو نہ قرآن میں ہیں اور نہ حدیث میں ہیں اور نہ ہی صحابہ علیہم الرضوان اجمعین، تابعین اور تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین کا فعل ہے تو ایسی باتیں نکالنی اور عمل میں لانی اور ان سے امید وصول الی اللہ رکھنی، کس نے جائز کیا؟

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞ ...... کیا نبی پاک ﷺ نے مذکورہ بالا مروجہ طریقے کے مطابق یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چار ضربی خود لگائی ہے یا لگانے کی تعلیم فرمائی ہے؟

۞ ...... کیا مذکورہ بالا مروجہ طریقے کے مطابق صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چار ضربی لگائی تھی؟ کیا فعلِ صحابہ سے یہ ثابت ہے؟

۞ ...... کیا مذکورہ بالا مروجہ طریقے کے مطابق تابعین یا تبع تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چار ضربی لگائی تھی؟ کیا ان کے فعل سے یہ ثابت ہے؟

اب کیا فرماتے ہیں معترضعین کہ دین خدا میں ایسی نئی نئی باتیں نکالنا اور یہ اقرار کر کے کہ کتاب وسنت سے اس کا ثبوت نہیں ان پر عمل کرنا اور انہیں موجب ثواب و قرب رب الارباب سمجھنا بدعت سیئہ شنیعہ ہے یا نہیں، اور یہاں حدیث "من احدث فی امرنا مالیس منه فهو رد" (جس نے ہمارے دین میں نئی بات نکالی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے) سے اسماعیل دہلوی اسی نئی نئی باتیں ایجاد کر کے بدعتی و گمراہ ٹھہرے کہ نہیں؟

وہابی صاحبوں نے مذکورہ بالا تمام باتیں خود ایجاد فرمائیں آپ نے کیں، اوروں سے کرائیں، کتابوں میں لکھیں، زبانی بتائیں، تو کیا وہ بدعتی، فاسق، مخالف سنت قرار پائے یا نہیں؟ کیا ان لوگوں نے ایسا کر کے دین اسلام کے ناقص ہونے کا دعویٰ نہیں کیا؟ ان کا یہ عمل اللہ عزوجل و رسول ﷺ کے مقابلے میں اب دین سازی ہوا کہ نہیں؟ کیا خود یہ لوگ منصب تشریع پر فائز ہوئے یا نہیں؟ پھر یہ بھی بتائیں کہ جو لوگ اس قسم کی نئی باتیں دین میں ایجاد کرتے ہیں، اسے رواج دیتے ہیں، اس کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں، کتابوں میں چھاپتے ہیں، وہ خود بحکم حدیث بدعتی و گمراہ ہوئے کہ نہیں؟ تو ایسوں کو اپنا امام اور پیشوا ماننا از روئے شریعت مطہرہ کیا حکم رکھتا ہے؟

امید ہے جواب دیتے وقت اپنے وہابی اصول و قواعد کو ضرور سامنے رکھیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا یا نہیں کہ نبی پاک ﷺ، صحابہ کرام و تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب حسنات پر تم سے زیادہ حریص تھے تو اگر تمھارے ایجاد کردہ ان نئے کاموں میں کچھ بھلائی ہوتی تو وہی کر جاتے۔ اب مخالفین اپنے علماء وہابیہ پر یہ اعتراض کیوں نہیں کرتے؟

دیوبندی، سعودی و اہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول و قواعد کے مطابق بدعت نمبر 21

......وہابیوں کی خود ساختہ نماز......

علماء وہابیہ کی کتاب صراط مستقیم میں یہ لکھا ہے کہ اگر نماز میں وسوسہ آجائے تو اس کے تدراک میں اتنی اتنی رکعتیں نماز پڑھیں۔ چنانچہ دیوبندی، اہلحدیث اور سعودی علماء کے متفقہ و معتبر بزرگ شاہ اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"اگر شیطان یا نفس کی طرف سے اس وسوسے کے علاوہ کوئی اور وسوسہ ہے تو اس کا یہ علاج ہے کہ مثلاً اگر وسوسہ ظہر کی نماز میں پیش آیا ہے تو فرض اور سنتوں سے فارغ ہو کر تنہائی اور خلوت میں وسوسے کو دل سے بالکل نکال کر سولہ [16] رکعتیں نماز پڑھے اور یہ جب کہ ساری رکعتوں میں خیالات کا سلسلہ لگا رہا تھا اور اگر ساری رکعتوں میں وسوسے نہیں رہے تھے بلکہ بعض تو حضور کے ساتھ خیالات سے خالی پڑھی تھیں اور بعض خیالات سے آلودہ ہو گئی تھیں تو وسوسے والی رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت کے بدلے چار رکعتیں ادا کرے اور مغرب کی نماز کے بعد عصر کا تدراک کرے اور اس کے بعد نمازِ مغرب کا اور اسی طرح عشاء کا تدراک اس کے بعد کرے اور فجر کا تدراک طلوع آفتاب کے بعد چاہیے تا کہ نفل ناجائز نہ ہو جائیں اور چونکہ نفس کے واسطے یہ کام نہایت ...... الخ

(صراط مستقیم صفحہ 170)

اس وسوسے کو صرفِ ہمت کا نام دیں یا خیال و تصور مانیں، یا کوئی بھی وسوسہ مانیں فی الحال اس پر بحث نہیں بلکہ سوال صرف یہ ہے کہ اگر ایسا معاملہ نماز میں درپیش آتا ہے تو ایک [1] رکعت کے بدلے [4] چار رکعتیں اور چار [4] رکعتوں کے بدلے سولہ [16] رکعتیں پڑھنے کا جو حکم علماء اہلحدیث، دیابنہ، سعودیہ کے بزرگ کی کتاب "صراط مستقیم" میں دیا گیا ہے آخر اس کا ثبوت کہاں ہے؟

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

🔅...... وسوسے آنے کی صورت میں مذکورہ نماز کا طریقہ کون سی حدیث صریح سے ثابت ہے؟ دلیل خاص؟

🔅...... کیا نبی پاک ﷺ نے اپنی امت کو یہ طریقہ بتایا کہ جب نماز میں اس طرح کا وسوسہ آجائے تو ایک رکعت کے بدلے چار، اور چار کے بدلے سولہ رکعتیں پڑھنا۔

🔅...... کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے یہ طریقہ بتایا کہ جب نماز میں اس طرح کا وسوسہ آجائے تو ایک رکعت کے بدلے چار، اور چار کے بدلے سولہ رکعتیں پڑھنا۔

🔅...... کیا تابعین یا تابع تابعین کرام علیہم الرضوان اجمعین نے یہ طریقہ سکھایا کہ جب نماز میں اس طرح کا وسوسہ آجائے تو ایک رکعت کے بدلے چار، اور چار کے بدلے سولہ رکعتیں پڑھنا۔

🔅...... نماز خواہ نفلی ہی ہو خالص اللہ عزوجل کی عبادت اور کار ثواب عمل ہے تو اب مروجہ نماز کا طریقہ جو خالص عبادت اور کار ثواب پر مشتمل ہے اس کا ثبوت علماء وہابیہ اپنے اصول وقواعد بدعت کے مطابق پیش کریں ورنہ اپنے اصول وقواعد کے مطابق "کل بدعة ضلالہ" کے تحت شاہ اسماعیل دہلوی کو بدعتی وگمراہ قرار دیں۔

......وسوسوں میں مبتلا وھابیوں اب عمل کرو......

اسماعیل دہلوی صاحب کے مذکورہ عمل کے مطابق اگر پانچوں نمازوں کے صرف فرضوں میں یہ وسوسے آگئے تو ایک دن میں صرف فرض نمازوں کی 17 رکعتیں بنتی ہیں تو گویا [17x4=68] 68 رکعتیں پڑھنی پڑھیں گی، اور اسی طرح پانچوں نمازوں کی سنتوں، نوافل اور وتر کو شامل کرلیا جائے تو حساب مزید بڑھ جاتا ہے۔

تو کیا یہ حضور ﷺ کے دین میں دانستہ مداخلت، احداث فی الدین اور منصب تشریع پر قابض ہونا نہیں؟ کیا یہ سب اصول وہابیہ سے بدعت ضلالہ ناجائز وحرام نہیں ہے؟ مگر افسوس ہے کہ یہ سارے اصول اسی وقت یاد آتے ہیں جب کوئی عاشق رسول ﷺ عظمت مصطفیٰ ﷺ کے اظہار کے لئے میلاد، قیام وفاتحہ کی مجالس منعقد کرتا ہے۔ لیکن خود جتنی چاہیں نئی نئی باتیں ایجاد کرتے رہیں نہ بدعت کے اصول روکاوٹ بنتے ہیں نہ ہی منصب تشریع پر فائز ہونے کا خوف ہوتا ہے۔

؎ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

دیوبندی، سعودی واہلحدیث مکتبہ فکر کے اپنے اصول وقواعد کے مطابق بدعت نمبر 22

......دانوں والی تسبیح بدعت ہے......

میرے مسلمان بھائیو اور بہنو! یقیناً آپ نے دانوں والی تسبیح دیکھی ہوگی تبلیغی جماعت والوں کے ہاتھوں میں تو لازمی دیکھی ہوگی، اور آپ کو اس سے بڑی حیران کن بات بتائیں کہ جب کوئی حج وعمرے کے لئے سعودی عرب جاتا ہے تو وہاں سے دانوں والی تسبیحات لازمی لاتا ہے، سعودی عرب میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جو مارکیٹیں ہیں ان میں سرے عام یہی دانوں والی تسبیحات فروخت ہورہی ہوتی ہیں۔ **حالانکہ اہلحدیث وسعودی علماء کے معتبر ترین بزرگ علامہ ناصر الدین البانی نے ان دانوں والی تسبیح کو بدعت قرار دیا ہے۔**

تو ایک طرف تو ان حضرات کے علماء کے نزدیک دانوں والی تسبیح بدعت ہے لیکن دوسری طرف یہی بدعت (تسبیح) سعودی عرب میں سرے عام ملتی ہے۔ وہاں اس کو کوئی روکتا نہیں ہے، بیچنے والوں کو منع نہیں کرتا، دوکانوں کو اس بدعت سے پاک نہیں کرتا، بیچنے والوں پر روک ٹوک نہیں کرتا۔ ان باتوں پر روک ٹوک کیوں کریں گے کہ خود وہابی علماء بھی ان دانوں والی تسبیحات کو استعمال کرتے ہیں جیسا کہ حج وعمرہ پر جانے والے حضرات نے اکثر وہاں کے "مطوع" حضرات کے ہاتھوں میں دیکھا ہوگا۔ بلکہ ایسی تمام دکانیں جہاں یہ بدعت (تسبیح) سرے عام فروخت ہوتی ہیں ان کو بغیر کسی روک ٹوک کے لائنس دے دیا جاتا ہے۔

اب ہم سعودی، اہلحدیث و دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ

۞...... کوئی ایک حدیث صریح (دلیل خاص) بتائیں جس میں مروجہ دانوں والی تسبیح کا ثبوت ہو۔

۞...... صحابہ، تابعین، تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین سے کوئی ایک دلیل خاص پیش کردیں جس میں مروجہ دانوں والی تسبیح کا ثبوت ہو۔

۞...... کیا دین میں ایسی کوئی مثال ہے کہ کسی چیز کو نبی پاک ﷺ، صحابہ، تابعین، یا تابع تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے بدعت کہا ہے لیکن اس کے باوجود اسلامی حکومت میں اس کا رواج دینا جائز ہو؟ جیسا کہ سعودی حکومت کے

علماء نے اس کو بدعت کہا لیکن حکومتی سطح پر اس پر ہرگز پابندی نہیں بلکہ اس کو خود وہاں کے علماء بھی رواج دینے میں لگے ہوتے ہیں۔

۞......اگر سعودی مولوی یہ کہیں کہ ان کو وہاں روکنے کی طاقت نہیں تو یہ صریح جھوٹ ہے کیونکہ وہاں جب وہابی مولوی اپنے وہابی مسلک کے خلاف ہر کام کو روک سکتے ہیں تو ثابت ہوا کہ ان کو وہاں طاقت حاصل ہے لہٰذا مذکورہ تاویل سے وہ اپنا دامن نہیں چھڑا سکتے ۔لہٰذا اب سعودی حکومت جو اس بدعت سے منع نہیں کر رہی اس پر کیا فتوی عائد ہوگا اور وہاں کے مطوع (علماء) جو باوجود قدرت کے اس بدعت کو نہیں روکتے بلکہ خود اس کا حصہ بنے ہوئے ہیں، ان پر کیا حکم عائد ہوگا؟

۞......حرمین شریفین میں ایسی تمام دکانیں جہاں یہ بدعت (تسبیح) فروخت ہوتی ہے۔دکان دار بدعتی وحرام فعل کے مرتکب ٹھہرے کہ نہیں؟ نیز ایسی دکانوں کو اجازت نامے دینے والی حکومت بھی بدعتی ٹھہرے گی کہ نہیں؟

﴿سعودیوں کے بزرگ البانی صاحب کا فتویٰ﴾

سعودی علماء اور اہل الحدیث علماء کے محدث علامہ ناصر الدین البانی صاحب نے دانوں والی تسبیح کو بدعت اور نصاری سے مشابہت قرار دیا ہے۔چنانچہ فتاوی البانیہ کا سوال وجواب ملاحظہ کیجیے۔

سوال......: دانوں والی تسبیح کے ساتھ تسبیح پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب......: دانوں کے ساتھ تسبیح پڑھنا بدعت ہے۔سنت کے مخالف ہے ۔سنت طریقہ انگلیوں کے پوروں پر تسبیح پڑھنا ہے بلکہ حدیث میں تو یہ بھی وضاحت ہے کہ انگلیوں کے پوروں سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔دانوں والی تسبیح نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں تھی۔یہ بعض دوسری امتوں سے ہماری طرف منتقل ہو کر آئی ہے۔جس طرح کہ نصاریٰ ہیں ۔نصاری نے بوذیوں سے نقل کیا ہے۔آج کل بھی ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں کے بڑے بڑے پادریوں کی گردنوں میں تسبیح لٹک رہی ہوتی ہیں۔اس لحاظ سے یہ کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے میں شامل ہے تو یہ دوسری مشابہتوں سے زیادہ خطرناک ہے تو لہذا ہم دانوں والی تسبیح کے منکر ہیں۔بلکہ بسا اوقات یہ عمل اخلاص کے بھی منافی ہے۔(فتاوی البانیہ ج 1 /ص 250)

﴿......حرف آخر......﴾

علماء اہل سنت و جماعت حنفی (یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں) کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر اس کتاب میں ہم سے بتقاضہ بشریت کسی بھی قسم کی کوئی غلطی ہوگئی ہو تو ہماری اصلاح لازمی فرمائیں تاکہ واضح توبہ کرتے ہوئے آئندہ اس کی اصلاح کر لی جائے۔ تاہم ہم دوٹوک یہ اعلان بھی کرتے ہیں کہ ہم اپنے اکابرین کی تحقیق ہی کو صحیح، درست و حق سمجھتے ہیں، جو کچھ ہم نے صحیح سمجھا تحریر کر دیا ہے۔ اگر اس تحریر کا کوئی جزء اکابر کی تحقیق کے خلاف ہوا تو اس کو ہماری ذاتی غلطی تصور کیا جائے۔ ہماری کم علمی کا نتیجہ سمجھا جائے اس کی ذمہ داری اہل سنت پر ہرگز عائد نہیں کی جاسکتی۔

بلکہ بتقاضہ بشریت اگر کوئی غلط بات و مسئلہ یا استدلال "دین اسلام و مسلک اہلسنت اور علماء دین" کے خلاف سرزد ہو گیا ہو تو ہم اپنی ان تمام چھوٹی بڑی غلطیوں سے بارگاہ خداوندی میں توبہ و استغفار کرتے ہوئے رجوع کرتے ہیں، اللہ عزوجل نبی پاک ﷺ کے صدقے ہماری تمام چھوٹی بڑی غلطیوں کو معاف فرمائے!

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مقبول ﷺ کے صدقے ہم سب کے علم و عمل و عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں جملہ آفات و بلیات سے محفوظ رکھے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیم۔

محمد اختر رضا خان مصباحی مجددی

خادم التدریس والافتاء دارالعلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری

۰۳ ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۶ اگست ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ

......رسالہ......

’’بدعت اور اس کی حقیقت‘‘

ترتیب: احمد رضا قادری سہارنپوری

الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین ۔ امابعد !

وَ رَھْبَانِیَّۃَ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰہِ فَمَا رَعَوْھَا حَقَّ رِعَایَتِھَا فَاٰتَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْھُمْ اَجْرَھُمْ وَ کَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ (پارہ 27 الحدید 27)

و قال رسول اللہ ﷺ "من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لایر ضھا اللہ و رسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل لھا لا ینقص ذلک من اوزارھم شیئا" (مشکوۃ باب الاعتصام:ص ۳۰) اور وہ راہب بنا (ترک دنیا ہونا) تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا۔ تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں (پارہ 27 الحدید 27)۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص گمراہی کی بدعت (گمراہی والا نیا کام) نکالے جس سے اللہ اور رسول راضی نہ ہوں اس پر ان سب کے برابر گناہ ہوگا جس جس نے اس پر عمل کیا اور اس سے ان کے گناہ کچھ کم نہ ہوں گے۔

(مشکوۃ باب الاعتصام:ص ۳۰)۔

عربی زبان میں بدعت کے لغوی معنی

عربی زبان میں بدعت کا لغوی معنی یہ کیا گیا ہے

"اِیجَادُ شَیءٍ غَیرِ مَسبُوقٍ بِمَادَۃٍ وَلَا زَمَانٍ"

وہ شے بنانا جس کا پہلے مادہ بھی نہ ہو اور زمانہ بھی نہ ہو (**التعریفات صفحہ ۵**)

عربی زبان میں یہ قانون بیان کیا گیا ہے کہ با، دال، عین ۔ یہ تینوں حروف اسی ترتیب سے جب اکھٹے استعمال ہونگے تو ان کا معنی یہ ہوگا کہ کسی چیز کی ابتداء یا بغیر کسی نمونے کے کوئی چیز بنا دینا ۔ قرآن مجید میں اس مادے کو یعنی با، دال اور عین سے متعدد مثالیں موجود ہیں اور وہاں یہی معنی بیان کیا گیا ہے۔

۞...... **بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**۔ نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا (پارہ 1 البقرۃ 117)۔ اس آیت میں بدیع کا لفظ: با، دال اور عین کے مادے سے ہے ۔ بدیع اللہ تعالٰی کی صفت ہے کہ اس نے زمین و آسمان کو بنایا تو پہلے کوئی اسکی مثال یا ڈھانچہ نہیں تھا بلکہ ابتداءً نئے سرے سے ایک چیز بنائی۔

﴿وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا ﴾ اور وہ راہب بنا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی (پارہ 27 الحدید 27) اب یہاں بھی "ابتدعوھا" ہے۔ با، دال اور عین ہی اس کا اصل مادہ ہے۔ پھر اس سے باب افتعال بنایا گیا۔ یہ رہبانیت کا طریقہ ان کا اپنا گھڑا ہوا طریقہ تھا، اپنا بنایا ہوا تھا اس واسطے اللہ تعالٰی نے اس کے لئے "ابتدعوا" فرمایا۔

﴿بدعتیوں کی مذمت پر چند روایات﴾

حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں

اهل البدعة شر الخلق والخليقة ۔ بدعتی لوگ تمام جہان سے بدتر ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء، مروی از ابو سعید موصلی، ۸/۲۸۹)

حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں

اصحاب البدع كلاب اهل النار اہلِ بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں۔

(کنز العمال فصل فی البدع ا/۲۱۸۔ الجامع الصغیر مع فیض القدیر حدیث ۱۰۷۹ ج ا/۵۲۸)

☆ حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں

من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام۔

جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

(شعب الايمان بـاب ٦٢ فصل فی مجانبة الفسقة والمبتدعة ۷/ ۶۱. مشكوة المصابيح باب الاعتصام والسنة فصل سوم ص ۳۱. كنزالعمال، فصل في البدع حديث ۱۱۰۲ ج ۱ ص ۲۱۹)

حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں:

لايقبل الله لصاحب بدعة صلوة ولا صوما ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهاد اولا صرفا ولا عدلا يخرج من الاسلام كما تخرج الشعرة من العجين۔

اللہ کسی بدمذہب (بدعتی) کی نماز قبول کرتا ہے نہ روزہ نہ زکوۃ نہ حج نہ

جہاد نہ فرض نہ نفل، بدمذہب اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے

سے بال۔(کنز العمال فصل فی البدع ۱/۲۲۰۔الترغیب والترھیب الترھیب

من ترک السنۃ الخ ۱/۸۶۔سنن ابن ماجہ باب البدع والجدل صفحہ۶)

......بدعت ضلالہ کی مذمت......

ہمارے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا

"من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھورد ۲۔ اخرجہ البخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجۃ عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ عنھا۔

جس شخص نے ہمارے اس امر (شرع) میں ایسی بدعت ایجاد کی جو شریعت (دین) سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔بخاری ومسلم وابوداؤد اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

(۲ صحیح البخاری۔کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فھو مردود ا/۳۷۱۔صحیح مسلم کتاب الاقضیہ حدیث ۴۴۶۷ مطبوعہ ۲/۷۷۔السنن الکبریٰ کتاب آداب القاضی ۱۰/۱۱۹)

ہمارے پیارے کریم آقا محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا

"بہترین بات اللہ کی کتاب اور بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے" وشر الامور محدثاتھا و کل بدعۃ ضلالۃ "اور سارے کاموں سے بُرے کام وہ ہیں جو نئے گھڑ لئے گئے ہوں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔(صحیح مسلم ج ا کتاب الجمعۃ باب رفع الصوت فی الخطبۃ ومایقول فیھا حدیث ۲۰۰۲ ص ۶۱۰)

☆اور ایک روایت میں ہے

"و کل ضلالۃ فی النار" اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔

(درمنثور تحت آیۃ من یھدی اللہ فھو المھتدی ۳/۱۴۷)

پس معلوم ہوا کہ بدعت ضلالہ کی دین اسلام میں بہت سختی کے ساتھ تردید کی گئی ہے اور بدعتی ایسے بدبخت لوگ

ہیں جنہیں بدترین مخلوق اور دوزخ کے کتے قرار دیا گیا ہے۔بدعتی پر اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت نازل ہوتی ہے۔اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوتا ہے اور نہ نفلی عبادت۔نماز، روزہ، زکوۃ، حج، جہاد اور تمام فرائض و نوافل سب رد ہو جاتے ہیں۔اور بدعتی شخص کی اس قدر مذمت فرمائی گئی کہ اس سے سلام دعا کرنا بھی منع بلکہ یہاں تک فرمایا کہ بدعتی کی توقیر کرنے والا اسلام کو ڈھانے والا ہے۔

......بے گناہ کسی کو بدعتی یا بدعت کہنا خارجیوں کا طریقہ......

اے میرے مسلمان بھائیو!

جہاں بدعتی اور بدعت کی بڑی مذمت ہے وہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ کسی کام کو خواہ مخواہ بدعت اور کسی مسلمان کو خواہ مخواہ بدعتی کہہ دینا بھی مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ کفار و شیاطین کا طریقہ ہے جنہوں نے اہل اسلام کو خواہ مخواہ بدعتی کہا اور ان کے اچھے کاموں کی بھی مخالفت کی۔اور ہر بدعت (نیا ء کام) ضلالہ یعنی گمراہی نہیں بلکہ جو بدعات (نئے کام) اچھائی اور نیکی پر مشتمل ہوتے ہیں وہ ممنوع نہیں ہیں۔اجل علماء محدثین ومفسرین اکرام نے بدعات کی تقسیم فرمائی ہے۔لہٰذا ان سب کو نظر انداز کر کے کسی مسلمان کو بدعتی قرار دینا اور محض نئے پن کی وجہ سے اس کو بدعت ضلالہ قرار دینا سخت لاعلمی اور مسلمانوں کو جہنمی قرار دینا ہے اور خواہ مخواہ مسلمانوں کو بدعتی اور ان کے اچھے بھلے کاموں کو من گھڑت قرار دیکر ان پر بہتان والزام لگانا بھی شیطانی گروہ خارجیوں کا شعار ہے۔

......خارجیوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کو خواہ مخواہ بدعتی کہا......

چنانچہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ کامل میں خارجیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ خارجیوں نے (یزید بن عاصم محاربی) نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ (اور جماعت صحابہ) کو کہا ''اے علی کیا تم ہم کو ڈراتے ہو۔آگاہ رہو اللہ کی قسم ہم تم (لوگوں) کو قتل کر دیں گے تب تو جانو گے کہ ہم میں سے کون مستحق عذاب ہے پھر اس کے بھائی نکلے اور خوارج کے ساتھ مل گئے اسی طرح روز بروز جمعیت ان کی بڑھتی چلی گی ایک روز (تمام خارجی) عبداللہ بن وہب راسی کے گھر میں جمع ہوئے اور اس نے خطبہ پڑھا

''فا خر جو ابنا اخواننا من هذاه القرية الظالم اهلها الى جانب هذا السواد الى بعض

کور الجبال او بعض ھذہ المدائن منکرین لھذہ البدع المضلۃ۔الخ"

جس میں اس نے کہا کہ اس شہر کے لوگ (یعنی جماعت صحابہ) ظالم لوگ ہیں ہمیں (یعنی گروہ خارجی کو) لازم ہے کہ پہاڑوں یا دوسرے شہروں کی طرف نکل جائیں تا کہ گمراہ کرنے والی بدعتوں سے ہمارا انکار ثابت ہو جائے۔الخ مخلصاً (التاریخ کامل جلد ثالث صفحہ ۱۲۵ بحوالہ فتنہ وہابیہ ص ۱۳ علامہ محمد انوار اللہ فاروقی) اسکے علاوہ یہی روایت الفاظ کے تغیر سے ابن جریر نے الطبری فی تاریخ الامم والملوک ۴/ ۱۱۵، ابن اثیر نے الکامل ۳/ ۲۱۳۔ ابن کثیر نے البدیۃ والنھایۃ ۷/ ۲۸۶ ور ابن جوزی نے المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ۵/ ۱۳۰ میں نقل فرمائی۔

اسی طرح علامہ عبدالکریم شہرستانی نے الملل والنحل میں لکھا ہے کہ

"زیاد بن امیہ نے عروہ ابن اوبیہ سے جو خارجی تھا پوچھا کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کیا حال تھا؟ کہا: اچھے تھے پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا تو اس خارجی نے کہا: ابتدا میں چھ سال تک ان کو میں بہت دوست رکھتا تھا پھر جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں ان سے علیحدہ ہو گیا۔ (الملل والنحل صفحہ ۶۹ جلد ا، فی بیان الخوارج)

تو دیکھا آپ نے کہ اہل حق کو خواہ مخواہ بدعتی کہنا خارجیوں کا شعار ہے۔ اور آج بھی خارجیوں کی نسل ہم سنیوں کو خواہ مخواہ بدعتی اور ہمارے شریعت کے عین مطابق کاموں کو بدعت بدعت کہہ کر بدنام کر رہی ہیں۔ لیکن حقیقتاً تو یہ خارجی گروہ خود بدعتی، گمراہ اور جہنمی ٹولہ ہے۔

......بدعت کے فتوے لگانے والوں کی حالت زار......

آج حالت یہ ہو گئی ہے کہ چہرے پر سنت رسول ﷺ (داڑھی مبارک) نہیں (یعنی خلاف سنت، بدعتی چہرہ ہے) لیکن ایسے داڑھی منڈے بدعتی و فاسق حضرات بھی ہمارے آقا ﷺ کے ذکر میلاد النبی ﷺ کو بدعت بدعت کہہ رہے ہوتے ہیں، معاذ اللہ عزوجل! استغفر اللہ! اسی طرح ایسی محترمات جو حرام و ناجائز سب فتووں کو بھول کر شادی بیاہ میں خوب فیشن اور بے حیائی پر مبنی خلاف شرع ملبوسات پہنتی اور غیر مردوں میں بے پردہ گھومتی پھرتی ذرا بھی شرم و حیاء نہیں کرتیں مگر یہی فیشن ایبل محترمہ جب زبان کھولتی ہے تو میلاد النبی ﷺ کو حرام و بدعت کہہ رہی ہوتی ہے، یہی فیشن

ایسی محترمات صلوۃ وسلام کو حرام و بدعت کہہ رہی ہوتی ہیں! معاذ اللہ

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت　　　　دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

صرف بدعت ضلالہ / سئیہ منع ھے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے کہ

"وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ."

تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں (پارہ 27: الحدید 27)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں نے رضائے الٰہی چاہتے ہوئے بدعت (نیا عمل) ایجاد کی تو رب تعالیٰ نے ان کو اس نئے عمل کی وجہ سے گمراہ نہیں قرار دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں جو ایمان والے تھے ان کی تعریف کی اور انہیں اجر وثواب بھی دیا جیسا کہ یہ الفاظ موجود ہیں کہ

"فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ"

ہاں جب انہوں نے رضائے الٰہی عزوجل کے لئے ایک اچھا کام شروع کیا تو اس نئے عمل کا حق ادا نہ کر پانے پر انھیں عتاب کیا اور فرمایا:

"فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا"

تو دیکھئے یہاں نئے اچھے عمل کے ایجاد پر عتاب نہیں ہوا بلکہ نہ نبھانے پر عتاب کیا گیا۔

جبکہ معترضین کہتے ہیں کہ ہر نیا کام گمراہی ہے اگر چہ اچھا ہو اور ان کا استدلال حدیث **"کل بدعۃ ضلالہ"** سے ہوتا ہے۔ لیکن ان کا یہ استدلال بالکل غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ معترضین نبی پاک ﷺ کے صرف ایک فرمان کو پیش کر دیتے ہیں اور دوسرے کو چھپا لیتے ہیں۔ جو کہ بدترین خیانت ہے۔ کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا ہے قرآن وحدیث کی صرف ایک آیت یا نبی پاک ﷺ کی صرف ایک حدیث پکڑ لے اور باقی تمام آیات یا احادیث

سے آنکھیں بند کر کے فتویٰ لگا دے بلکہ ایسا طریقہ تو خارجیوں کا ہے جنہوں نے قرآن کی صرف ایک آیت ''حکم صرف اللہ کا ہے'' کو پڑھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان تک کو کافر و شرک قرار دیا تھا۔ معاذ اللہ (مستدرک امام حاکم)

☆ جب کہ سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں یہ حدیث موجود ہے کہ

''**من ابتدع بدعة ضلالة** لایر ضھا اللہ و رسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بھا لا ینقص ذلک من اوزارھم شیئا'' جو شخص گمراہی کی بدعت (گمراہی والا نیا کام) نکالے جس سے اللہ اور رسول راضی نہ ہوں اس پر ان سب کے برابر گناہ ہوگا جس نے اس پر عمل کیا اور ان کے گناہوں سے کچھ کم نہ ہوئے گا۔ (مشکوۃ باب الاعتصام)۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے دونوں فرامین

''**من ابتدع بدعة ضلالة لایر ضھا اللہ و رسولہ**'' اور ''**کل بدعت ضلالہ**''

کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جس نے گمراہی والی بدعت نکالی جس سے اللہ اور رسول راضی نہ ہو ایسی سب بدعات (نئے کام) ضلالہ (گمراہی) ہیں۔

☆ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مشکوۃ شریف کی مذکورہ بالا حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ

''جس نے کوئی بدعت ضلالت (بری) جاری کی جس سے خدا تعالیٰ اور رسول اکرم راضی اور خوش نہ ہوں بخلاف بدعت حسنہ کے جس میں دین کی بہتری اور اس کی تقویت اور ترویج ہو یہ بدعت حسنہ ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہے الخ (اشعتہ اللمعات ج ا ص ۴۶۴)۔

☆ حضرت علی بن سلطان قاری مکی رحمتہ اللہ علیہ مشکوۃ شریف کی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

''قید البدعته بالضلالة لاخراج البدعة الحسنة''

بدعت کے ساتھ ضلالت کی قید لگانا بدعت حسنہ کو اس مذمت سے نکالنے کے لئے ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ا ص ۲۴۶)

تو معلوم ہوا کہ ایسا نیا گمراہی والا کام جو اللہ و رسول کی ناراضگی کا سبب بنے یعنی شریعت اسلامیہ کے مخالف ہو صرف وہی بدعت ضلالہ کہلائے گا۔ مذکورہ بالا حدیث میں ''بدعۃ ضلالہ'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اگر

بدعت کے معنی ہی ضلالت وگمراہی ہوتے تو بدعت کو ضلالہ کی صفت سے متصف کرنے کی کوئی حاجت نہ تھی ۔الغرض آپ ﷺ نے حدیث ''کل بدعة ضلالة'' کا مفہوم متعین فرما دیا کہ ہر بدعت گمراہی نہیں بلکہ صرف وہ بدعت گمراہی ہے جو مبنی بر ضلالت ہوگی ۔

﴿بدعت وہ عمل ہے جو دین اسلام کو مٹائے یا دین کے مخالف ہو﴾

مشکوۃ شریف میں ایک اور حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

''ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة'' کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اتنی سنت اٹھ جاتی ہے لہذا سنت کو لینا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے ۔

(مشکوة باب الاعتصام _احمد بن حنبل ، المسند ۴:۱۰۵ رقم ۱۷۰۹۵ . هیثمی،مجمع الزوائد ۱:۱۸۸ .منذری ، الترغیب و الترهیب، ۱:۴۵ رقم ۸۳ . مناوی ،فیض القدیر ۵: ۴۱۲ .ابن رجب حنبلی،جامع العلوم و الحکم ۱ : ۲۶۶).

تو اب حضور ﷺ کے اِس فرمان ''ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة '' اور دوسرے فرمان ''کل بدعت ضلالہ '' کو آمنے سامنے رکھا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ایسے نئے کام جو ترک سنت کا سبب بنیں/ دین اسلام کو مٹائے یا مخالف ٹھہرے وہ سب بدعت ضلالہ ہیں ۔

☆معترضین حضرات اکثر کتب حدیث کے ابواب کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں اسلئے ہم کہتے ہیں کہ دیکھو امام ترمذی نے باب قائم کیا کہ

''باب ماجاء فی الاخذ بالسنه و اجتناب اهل البدعة'' (ترمذی کتاب العلم)

دیکھئے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سنت اور بدعت کو ایک دوسرے کے تضاد بتایا ۔یعنی بدعت وہ ہے جس سے کوئی سنت ترک ہوتی ہو ۔

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری بدعت کا معنی لکھتے ہیں کہ

''تطلق فی الشرع فی مقابل السنة فتکون مذمومة''

شریعت میں بدعت کا اطلاق سنت کے مقابلہ میں ہوتا ہے، لہٰذا (ایسی بدعت جو سنت کے مقابل ہو) وہ مذموم ہوگی۔ (فتح الباری ص ۲۱۹ ج ۴)

☆میر سید شریف جرجانی (المتوفی ۸۱۶ھ) نے بدعت کی تعریف ان الفاظ میں کی

"البدعة هي الفعلة المخالفة للسنة"

بدعت اس فعل کو کہا جاتا ہے جو سنت کے مخالف ہو (التعریفات ص ۵)۔

☆امام ابونعیم ابراہیم جنید سے روایت کرتے ہیں

"میں نے امام شافعی کو فرماتے سنا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں (۱) بدعت محمودہ (۲) بدعت مذمومہ، جو بدعت (نیا کام) سنت کے موافق ہو وہ محمودہ ہے اور جو سنت کے مخالف ہو وہ مذموم ہے" (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ج ۲ ص ۱۱۳)

☆امام بیہقی مناقب الشافعی رضی اللہ عنہ میں روایت کرتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا

"نوپیدا اُمور دو قسم کے ہیں، وہ نیا کام جو قرآن یا سنت یا اثرِ صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو وہ بدعت ضلالہ ہے اور جو نیا کام ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو وہ اچھا ہے"

(تہذیب الاسماء واللغات بحوالہ امام بیہقی ملفظ، بدع، الجزء الاول من القسم الثانی ص ۲۲)

☆امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"ہر بدعت ممنوع نہیں ہوتی بلکہ ممنوع صرف وہ بدعت ہوتی ہے جو سنت ثابتہ سے متضاد ہو اور اس سنت کی علت کے ہوتے ہوئے امر شریعت کو اٹھا دے۔ (احیاء العلوم ۲: ۳)

☆علامہ شبلی نے "الغزالی" میں احیاء العلوم کا ترجمہ یوں نقل کیا کہ

"بدعت ناجائز صرف وہ ہے جو کسی سنت کے مخالف ہو۔ جس سے شریعت کا کوئی حکم باوجود بقائے علت کے باطل ہو جائے ورنہ حالات کے اقتضاء کے موافق بعض ایجادات مستحب اور پسندیدہ ہیں" (الغزالی ص ۴۷ مطبوعہ کراچی)

☆علامہ ابن اثیر جزری (المتوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ

”کل محدثة بدعة“ کی وضاحت یوں ہوگی کہ اس سے مراد ہر وہ نیا کام ہوگیا جو اصول شریعت کے مخالف اور سنت سے کوئی مطابقت نہ رکھتا ہو“

(النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر ۱:۱۰۲)۔

☆غیر مقلدین اہلحدیث وہابیوں کے امام ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ

”و البدعة ما خالفت الکتاب و السنة او اجماع سلف الامة من الاعتقادات و العبادات کاقوال الخوارج و الروافض و القدرية و الجهمية“ بدعت سے مراد ایسا کام ہے جو اعتقادات وعبادات میں کتاب وسنت اور اخیار امت کے اجماع کی مخالفت کرے جیسے خوارج، روافض ،قدریہ اور جہیمہ کے عقائد (ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ جلد ۳:۱۹۵)

☆ غیر مقلدین اہلحدیث وہابیوں کے شیخ وحید الزماں اپنے غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی (۱۳۰۷ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

”بدعت وہ ہے جس سے اس کے بدلہ میں کوئی سنت متروک ہو جائے اور جس بدعت سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے (ھدیۃ المھدی ۱۱۷)

تو دیکھئے حدیث رسول ﷺ اور اقوال علماء امت مسلمہ اور مخالفین کے اقوال سے بھی یہ بات ثابت ہوگئی کہ سنت اور بدعت دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں ۔یعنی شرعی بدعت کا اطلاق ایسے نئے کام پر ہی ہو گا جو کسی سنت یا اصول دین کے خلاف ہو یا دین اسلام کو مٹانے کا سبب بنے۔

......کل بدعت ضلالہ سے مراد کیا ہے؟......

دیوبندی واہلحدیث مکاتب فکر کے علماء! اس حدیث ''کل بدعۃ ضلالہ'' کو بڑے زور وشور سے پیش کرتے ہیں اور ہر نئے اچھے کام کو بھی ''بدعت ضلالہ'' قرار دیتے ہیں۔ اس کی وضاحت تو مذکورہ بالا دونوں احادیث کے تحت ہو گئی لیکن مزید تسلی وشرح صدر کے لئے علماء محدثین ومفسرین کے چند حوالہ جات پیش کر دینا اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا تا کہ اصل مسئلہ بالکل اظہر من الشمس ہو جائے۔

☆ چنانچہ امام نووی (المتوفی ۶۷۶ھ) شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں کہ حدیث

''کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة'' میں عموم مراد نہیں ہے اور تخصیص کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے ''من سن فی الاسلام سنة حسنه'' اس سے یہ ثابت ہوا کہ '' **کل بدعة ضلالة'' میں بدعت سے مراد محدثات باطلہ اور بدعات مذمومہ ہیں۔**

(شرح صحیح مسلم ۱:۳۲۷)۔

☆ علامہ شہاب الدین احمد قسطلانیؒ فرماتے ہیں ہیں کہ

''و حدیث کل بدعة ضلاله من العام المخصوص ۔الخ'' یعنی ہر بدعت گمراہی ہے یہ حکم عام ہے **مگر اس سے مراد مخصوص قسم کی بدعات ہیں''**

(ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری ۳:۲۲۶)۔

☆ مفتی مکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں

''وفی الحدیث '' کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار'' و هو محمول علی المحرمة لا غیر '' اور جو حدیث میں ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔ **اس حدیث کو بدعت محرمہ پر محمول کیا گیا ہے** اس کے علاوہ کسی پر نہیں''

(الفتاویٰ الحدیثیہ ۱۳۰)۔

☆ مفتی مکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''کل بدعۃ ضلالۃ'' کی شرح میں فرماتے ہیں

''ای کل بدعة سیئة ضلالة '' **یعنی ہر بُری بدعت گمراہی** ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا

ارشاد ہے ''من سنه فی الاسلام سنة حسنه فله اجرها و اجر من عمل بها۔ اور یہ کہ حضرت شیخین ابو بکر و عمر نے قرآن کریم کو جمع کیا اور حضرت زید نے اس کو صحیفہ میں لکھا اور عہد عثمانی میں اس کی تجدید کی گئی''

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ۱:۲۱)

☆علماء دیوبند کے معتبر بزرگ شبیر احمد عثمانی ''کل بدعة ضلاله '' کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

''قال علی القاری قال فی الازهار ای کل بدعة سیئة ضلالة ۔یعنی ملا علی قاری ''الازھار '' میں بیان کرتے ہیں کہ **یعنی ہر بُری بدعت گمراہی** ہے۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم۲:۴۰۶)۔

☆امام محمد عبدالباقی زرقانی (۱۱۲۲ھ) لکھتے ہیں

''ثم تنقسم الی الاحکام الخمسة وحدیث کل بدعة ضلالة عام مخصوص و قد رغب فیها عمر ''پھر بدعت کی پانچ قسمیں بیان کی جاتی ہیں اور حدیث '**کل بدعة ضلالة** '' **عام مخصوص** ہے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس (نماز تراویح) کی ترغیب دی ہے۔ (زرقانی:شرح الموطاء ۱:۲۳۸)

☆مشہور محدث امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرمایا کہ

پہلی قسم میں تو وہ نئے امور ہیں ''مما یخالف کتاباً او سنة او اثراً او اجماعاً فهذه البدعة ضلالة'' **جو قرآن وسنت یا آثار صحابہ یا اجماع امت کے خلاف ہوں** وہ بدعت ضلالہ کے زمرے میں آتے ہیں۔

(مناقب شافعی بیہقی :المدخل الی السنن الکبری ج۱:۲۰۶)

☆**علامہ ابن رجب حنبلی** نے بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بدعۃ ضلالۃ کے بارے میں یہی بات اپنی کتاب ''جامع العلوم والحکم ۲۵۳'' میں تحریر فرمائی ہے۔

☆''**علامہ جلال الدین سیوطی** رحمۃ اللہ علیہ'' نے بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بدعۃ ضلالۃ کے بارے میں

یہی بات "الحاوی الفتاویٰ ۱:۳۴۸" میں تحریر فرمائی۔

☆مشہور مفسر قرآن امام قرطبی (۳۸۰ھ) فرماتے ہیں کہ

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "وشر الامور محدثاتها و کل بدعة ضلالة یرید مالم یوافق کتابا او سنة، او عمل الصحابة "اس سے مراد وہ کام ہے جو کتاب وسنت اور عمل صحابہ کے موافق نہ ہو۔ (الجامع الاحکام القرآن ۲:۸۷)

☆علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی (۷۱۱ھ) لسان العرب میں ابن اثیر جزری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

"(کل محدثة بدعة) انما یرید ما خالف اصول الشریعة ولم یوافق السنة" 'کل محدثہ بدعۃ کو اصول شریعت کی مخالفت اور سنت کی عدم موافقت پر محمول کیا جائے گا۔ (لسان العرب ۸:۶)

☆امام علی بن برھان الدین حلبی (۱۰۴۴ھ) قیام تعظیمی اور انعقاد محفل میلاد کی بحث میں فرماتے ہیں کہ

"هي بدعة حسنة لانه لیس کل بدعة مذمومة......ولا ینافی ذلک قوله ﷺ ایاکم و محدثات الامور فان کل بدعة ضلالة و قوله ﷺ من احدث فی امرنا ای شرعنا ما لیس منه فهو رد علیه لان هذا عام ارید به خاص فقد قال امامنا الشافعی قدس الله سره ما احدث و خالف کتابا او سنة او اجماعا او اثر فهو البدعة الضلالة .الخ.

(ترجمہ) یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت مذموم نہیں ہوتی......اور یہ عمل اس حدیث ایاکم و محدثات الامور فان کل بدعة ضلالة اور اس حدیث "من احدث فی امرنا ای شرعنا ما لیس منه فهو رد' کے منافی نہیں کیونکہ یہ وہ عام ہے جس سے خاص (بدعات) مراد ہے۔ پس ہمارے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے کوئی احداث کیا اور کتاب، سنت اور اجماع یا اثر کی مخالفت کی تو اس کا یہ عمل "بدعت ضلالہ' قرار پائے گا۔ (السیرۃ الحلبیۃ ۱:۸۳)۔

☆علامہ مرتضی زبیدی حنفی (۱۲۰۵ھ)معروف ماہر لغت ہیں وہ اپنی شہرآفاق لغت میں ابن اثیر کے حوالہ سے بدعت کی دو اقسام بدعت ھدی وضلالہ بیان کرنے بعد لکھتے ہیں کہ

''حدیث ''کل بدعۃ ضلالۃ'' کو اصول شریعت کی مخالفت اور سنت کی عدم موافقت پر محمول کیا جائے گا''

(تاج العروس من جواہر القاموس ۱۱:۹)

لہٰذا کل بدعۃ ضلالۃ سے مراد ہر نیا اچھا کام جو شریعت کے مطابق ہو اس کو بھی بدعت کہہ دینا یہ سراسر جہالت اور خواہ مخواہ مسلمانوں کو بدعتی وجہنمی قرار دینا۔پھر بدعت کی دو اقسام ہیں ایک بدعت ضلالہ جو منع ہے اور دوسری بدعت حسنہ جو بالکل جائز ہے۔تفصیل آگے ملاحظہ کیجیے۔

کل بدعۃ ضلالہ میں ''کل'' پر بحث

معترضین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں لفظ ''کل'' استعمال ہوا ہے لہٰذا تمام نئے کام گمراہی قرار پائیں گے۔لیکن معترضین کا یہ استدلال بالکل غلط ہے کیونکہ

(1)......اولاً تو ہم یہ بتا چکے کہ بدعت ضلالہ صرف نئے گمراہ اور مخالف شرع کاموں کو ہی کہا گیا ہے لہٰذا **کل** کا اطلاق صرف گمراہ کن اور خلاف شرع کاموں کے لئے ہی ہے۔

(2)......دوسری بات یہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین ومفسرین کرام نے بھی اس (کل بدعۃ ضلالہ) میں بدعت مزموعہ کو ہی خاص کیا ہے۔

(3)......تیسری بات یہ ہے کہ انہی محدثین ومفسرین نے بدعت کو دو اقسام میں تقسیم کیا اور کل بدعۃ ضلالہ کو اُس قسم میں داخل کیا جو خلاف شرع امور پر مشتمل ہو۔

(4)......چوتھی بات یہ اگر کل ہر حال میں عموم پر ہی دلالت کرتا ہے تو پھر تمام دینی ودنیاوی تمام کی تمام نئے کام بھی گمراہی ہونے چاہیں۔لیکن معترضین دینی کاموں کی قید لگاتے ہیں اور دنیاوی کاموں کو خارج کرتے ہیں۔

(5)......پانچویں بات یہ ہے کہ خود معترضین کے تمام علماء واکابرین نے بدعت شرعی اور بدعت لغوی (یا حسنہ) بیان فرمائیں ہیں اور اقرار کیا کہ بدعت لغوی پر گمراہی کا اطلاق نہیں ہوگا لہٰذا ''کل'' کا حکم عام نہ رہا۔اور اگر عام تسلیم کیا جائے تو بدعت لغوی کی ایجاد سے خود معترضین بھی بدعتی ٹھہریں گے۔

(6)......کل بدعۃ میں اگر کل کو عموم کلی پر رکھیں گے تو پھر اس کل میں خلفاء راشدین کے کام بھی آئیں گے جبکہ حدیث میں ہے کہ "علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین۔ تم پر میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت بھی لازم ہے (ترمذی) لہٰذا جب کل کے دائرے سے ایک فرد بھی نکل گیا تو پتہ چلا کہ یہ کل اپنے عموم کلی پر حقیقی نہیں ہے۔

(7)......حدیث میں ہے کہ "من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلھا اجرھا و اجر من عمل لھا (مسلم، ترمذی) لہٰذا کل عموم پر نہ رہا اور ہر نیا اچھا کام گمراہی نہ رہا۔

(8)......اسی طرح مخالفین ہمیشہ ہر نئے جائز کام کے ثبوت پر خیر القرون کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو پتہ چلا کہ وہ نئے کام بھی "کل" سے خارج ہیں جو خیر القرون میں وجود پذیر ہوئے ہیں۔

(9)......اسی طرح معترضین مصالح مرسلہ اور للدین کے اصول بیان کرتے ہیں حالانکہ اگر کل کو عمومی تسلیم کیا جائے تو پر مصالح مرسلہ اور للدین کیوں کر اس کل سے خارج ٹھہریں گے؟

(10)......"کل" کا لفظ بعض اوقات عام مخصوص منہ البعض کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ☆ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۔ اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی (پارہ 17 الانبیاء 30) وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ. ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۔ اور پیدائش انسان کی ابتداء مٹی سے فرمائی۔ پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے (پارہ 21 السجدہ 8،7) تو اول آیت میں "کل" کے الفاظ موجود ہیں تو کیا کوئی کہے گا کہ حضرت آدم و حوا علیہ السلام بھی پانی سے پیدا کیے گئے نہیں کیونکہ دوسری آیت نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس "کل" سے خارج کر دیا۔ گویا یہ عام مخصوص منہ البعض ہے۔

☆ اسی طرح سورۃ نمل میں حضرت بلقیس کے بارے میں ہے کہ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۔ میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے (پارہ 19 النمل 23) یہاں آیت میں کل شیء کے الفاظ ہیں اور اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۔ اے لوگو

ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا (پارہ 19 النمل 16) یہاں بھی کل شی ء کے الفاظ ہیں تو کیا کوئی کہے گا کہ بلقیس کو بھی وہی کل اشیاء حاصل تھیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو حاصل تھیں۔

☆ لکھتے ہیں کہ لفظ ''کل'' ہر جگہ عمومیت کے لئے نہیں آتا جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالی نے قوم عاد کی تباہ کی گئی بعض اشیائے عالم کو بھی آیہ کریمہ ''تُدَمِّرُ کُلَّ شَیْءٍ بِاَمْرِ رَبِّھَا'' سورہ احقاب آیت نمبر ۲۵ر۔ ترجمہ: ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے اپنے رب کے حکم سے۔ میں لفظ ''کل'' ہی سے بیان فرمایا گیا ہے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام سے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ''فَاسْلُکْ فِیْھَا مِنْ کُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ'' (سورہ مومنون آیت ۲۷) تو اس میں بٹھالے ہر جوڑے میں سے دو دو۔ کہ کل جانوروں کا جوڑا جوڑا کشتی میں رکھ لے۔ اب ظاہر ہے اس سے کل جانور مراد نہیں اسلئے کہ تمام سمندری جانور اس سے مستثنی ہیں کیونکہ انہیں کشتی میں رکھنا ان کی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام نے سمندری جانوروں کو کشتی میں سوار نہ کیا تھا۔ تو بالکل اسی طرح ''کل بدعة ضلالة'' میں ''کل'' ہر نئے کام پر لاگو نہیں ہوتا۔ اس ''کل'' کی عمومیت میں ''بدعت حسنہ'' شامل نہیں بلکہ بدعت حسنہ اس سے مستثنی ہے۔

☆ اسی طرح حضرت سکندر ذوالقرنین کے بارے میں ہے کہ ''اِنَّا مَکَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰهُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا۔ فَاَتْبَعَ سَبَبًا۔ بیشک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا تو وہ ایک سامان کے پیچھے چلا۔ (پارہ 16 الکہف 84,85) تو کیا کوئی کہے گا کہ آج جو ہمارے پاس اسباب ہیں (موٹر سائیکل، کار، ہوائی جہاز، کمپیوٹر) یہ سب کے سب حضرت ذوالقرنین کو دیئے گئے تھے۔ جب نہیں دیئے گئے تو پھر ''کل'' کیوں کہا گیا تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ جو اس وقت مہیا تھے جن کی ضرورت تھی وہی ''کل شئی ء'' سے مراد ہے۔ یہاں ''کل'' اکثر یہ ہے کل حقیقیہ نہیں ہے۔ تو پتہ چلا کہ ''کل شیء'' ہونے کے باوجود بعض اشیاء اس سے خارج بھی ہیں تو بالکل ایسے ہی کل بدعة میں اگرچہ لفظ ''کل'' ہے لیکن اس کے باوجود کچھ بدعات (نئی چیزیں) اس سے خارج ہیں۔ مثلاً بدعت نعمت، بدعت حسنہ، بدعت لغویہ کو ہی لے لیں جو ضلالت و گمراہی پر مشتمل نہیں۔ اور یہی ساری گفتگو تقریباً سارے ائمہ کرام نے اس حدیث شریف کے تحت کی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے۔

کل بدعت ضلالہ اور امام بخاریؒ کا عمل

حدیث رسول ''کل بدعت ضلالہ'' صحیح بخاری شریف کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے تو آیئے ہم آپ کے سامنے خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا عمل پیش کرتے ہیں جس کے بعد آپ خود تسلیم کرلیں گے کہ انہوں نے بھی ''کل'' کو عموم کا تسلیم نہ کیا اور اگر اس کو عموم کا تسلیم کیا جائے تو سب سے پہلے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود بدعتی قرار پائیں گے [معاذ اللہ عزوجل]

✿...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''ما وضعت فی کتابی (الصحیح) حدیثا الا اغسلت قبل ذالک وصلیت رکعتین''

میں نے بخاری میں ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل بھی کیا اور دو رکعت نفل بھی پڑھے ہیں

(سیر اعلام النبلاء ۱۰/۲۸۳ ۔ مدارج النبوت جلد ۲)

✿...... علماء دیوبند کے مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ

''حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ غسل کرتے، وضو اور مسواک کرتے، دو رکعت نماز پڑھتے، تب ایک حدیث شریف لکھا کرتے، اس طرح سولہ سال میں بخاری شریف پوری لکھی'' (فتاوی محمودیہ جلد چہارم: ص ۱۰۷، سوال نمبر ۱۳۱۱ ما یتعلق بالحدیث النبوی)

✿...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہی عمل فتح الباری میں بھی بیان ہوا کہ

''پہلے غسل کرتے اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے پھر اس حدیث کی صحت کے بارے میں استخارہ کرتے اس کے بعد اس حدیث کو اپنی صحیح میں درج کرتے (مقدمہ بخاری صفحہ ۲۴ عبد الحکیم ۔ مقدمہ فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۵ ۔ ابن حجر عسقلانی)

✿...... اسی طرح غیر مقلدین کے عبدالسلام مبارکپوری نے لکھا کہ امام بخاری کہتے ہیں کہ

''میں نے کوئی حدیث ''جامع صحیح'' میں اس وقت تک داخل نہیں کی جب تک غسل کرکے دو رکعت نماز ادا نہ کرلی...... دو رکعت پڑھ کر ہر حدیث پر استخارہ کرتا ۔ جب مجھے ہر طرح اس کی صحت کا یقین ہو جاتا تو الجامع الصحیح میں داخل کرتا'' (سیرۃ البخاری: ص ۲۳۴)

اسی میں انہوں نے اس عمل کے مزید حوالے بھی درج کیے ہیں۔

۞......اسی طرح پروفیسر عبدالکبیر محسن صاحب نے توفیق الباری شرح صحیح بخاری میں بھی لکھا کہ امام بخاری فرمایا کرتے تھے کہ

''میں صحیح بخاری میں حدیث درج کرنے سے پہلے غسل کرتا اور دو رکعت نماز استخارہ ادا کرتا اور پھر اس میں حدیث لکھتا'' (توفیق الباری: تمہید ص ۵۲)

۞......غیر مقلد اہلحدیث عالم مولانا محمد داود راز نے صحیح بخاری کا اردو ترجمہ و تشریح تحریر کیا جس کو مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے شائع کیا۔ اس کے صفحہ 34 پر بھی امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا مذکورہ عمل لکھا ہوا ہے۔

اب اگر ''کل بدعة ضلالہ'' سے مراد ہر نیا اچھا و کار ثواب کام لیا جائے یا لفظ ''کل'' کو عموم کا مانا جائے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو اس حدیث کو لکھنے والے ہیں وہ خود ہی بدعتی ٹھہریں گے، معاذ اللہ عزوجل۔ اور اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی بدعتی ہو گئے تو پھر تو پوری صحیح بخاری ہی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ معاذ اللہ۔ بحر حال بدعت بدعت کی رٹ لگانے والے حضرات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ نیا عمل (بدعت) ثابت کریں یا پھر بدعت کے من گھڑت اصولوں سے توبہ کریں۔

اب تمام معترضین حضرات! بتائیں کہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مروجہ عمل نبی پاک ﷺ کی کس حدیث صریح سے ثابت ہے؟

یا کسی صحابی یا تابعی رضی اللہ عنہ نے حدیث رسول ﷺ لکھتے ہوئے اس مروجہ طریقہ پر عمل کیا کہ پہلے غسل کیا ہو، پھر دو رکعت نماز پڑھی ہو (نماز عبادت ہے)۔ پھر استخارہ کیا ہو اور اس کے بعد حدیث کو کتاب میں لکھا ہو۔

امام بخاری کے عمل پر ایک تاویل کا ازالہ

بعض حضرات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل کو ثابت کرنے کے لئے یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ

اذا هم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة ؛ ترجمہ: جب بھی تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح، جائز) کام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نفل پڑھے۔(بخاری) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول ﷺ ہمیں اپنے تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی اسی طرح تعلیم دیتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے (حدیث)

تو معلوم ہوا کہ جب بھی کوئی کام شروع کیا جائے تب دو رکعت نماز اور استخارہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل حدیث کے مطابق ہے۔

الجواب

(1)...... علماء اہلحدیث و دیوبند کی طرف سے یہ دلیل خود ان کے اپنے اصولوں کے مطابق باطل ہے کیونکہ علماء وہابیہ کا یہ اصول ہے کہ دعویٰ خاص ہو تو دلیل بھی خاص ہی درکار ہوتی ہے عمومی دلائل سے خاص دعویٰ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا علماء وہابیہ اپنے اصول کے مطابق یہاں دلیل خاص پیش کریں یعنی ایسی حدیث پیش کریں جس میں صریح طور پر حدیث لکھنے سے قبل غسل، دو رکعت نماز، استخارہ وغیرہ اعمال کا حکم دیا گیا ہو۔ یا نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے فعل سے ثابت ہو کہ انہوں نے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح احادیث لکھنے سے قبل ایسا کام کیا ہو۔

سرفراز صفدر دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ

> ''احکامِ عامہ سے امورِ خاصہ کا اثبات ہرگز صحیح نہیں ہے، تاوقتیکہ ان کی تخصیص کے لئے الگ اور **مستقل خاص دلیل موجود نہ ہو**۔ کیونکہ شریعت کی کسی عام دلیل کو اپنی مرضی سے خاص کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ مطلق کو اس طرح مقید کر دینا اور عمومات کو اس طرح خصوص کے قالب میں ڈھال دینا، **یہی احداث فی الدین اور منصب تشریع پر دست اندازی**

ہے" (راہِ سنت: ص ۱۴۳) "الغرض اہل بدعت کی یہی اُصولی غلطی ہے کہ وہ احکامِ عامہ سے امورِ خاصہ ثابت کرنے کی بے جا سعی کرتے ہیں" (راہِ سنت: ص ۱۴۵)

تو دیکھئے علماءِ دیوبندیوں کا اصول یہی ہی کہ احکامِ عامہ سے امورِ خاصہ ثابت نہیں ہوتے، اسی طرح ابوالحسن مبشر ربانی اہلحدیث لکھتے ہیں کہ

"باقی رہا قرآن مجید پڑھ کر ثواب میت کو بخشنا تو اس بارہ میں بعض علماء کی رائے ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن شرعاً کسی صریح اور مرفوع حدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں یہ چیزیں موجود نہیں تھیں اور نہ ہی نبی کریم ﷺ کے بعد خیر القرون میں یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں اس کا کوئی رواج تھا۔ اگر یہ اچھا کام ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے ضرور بالضرور سرانجام دیتے " (آپ کے مسائل: جلد 1 ص 272)

یہاں اہلحدیث مولوی صاحب نے بھی صریح اور مرفوع حدیث کا مطالبہ کر کے اپنا اصول بتادیا تو اب علماء اہلحدیث بھی اپنے اصول کے مطابق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ عمل پر صریح اور مرفوع حدیث پیش کریں۔ اور پھر یہ عمل صحابہ وتابعین سے بھی ثابت کریں کیونکہ انہی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ "اگر یہ اچھا کام ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے ضرور بالضرور سرانجام دیتے"

تو اب اس اصول کے تحت صحابہ وتابعین سے اس اچھے عمل کا ثابت ہونا ضروری ہے ورنہ خود وہابی علماء کے فتوے سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بھی محفوظ نہیں رہے گی۔

(2)......اور اگر دعویٰ خاص پر دلیل عام قابل قبول ہوتی ہے تو اب ہم علماء وہابیہ سے کہتے ہیں کہ دیکھئے میلاد شریف کی محافل میں تلاوت، نعت خوانی، بیان، درود وسلام، دعا یہ سب کام کیے جاتے ہیں اور سب ہی کام اچھے اور نیک کام ہیں تو اب اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن پاک میں اچھے کام کرنے کا حکم ہے، "**وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ**" "اور بھلے (اچھے) کام کرو تا کہ تم فلاح پاؤ" (پارہ 17 الحج 77) اسی طرح دوسرے مقام پر ہے کہ "**وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ**" "اور خوشخبری دے

انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں (پارہ 1 البقرۃ 25)

دیکھئے اچھے کام کرنے کا حکم دیا گیا اور اچھے کام کرنے والوں کو جنت کی بشارتیں سنائیں گئی ہیں تو اب کیا علماء وہابیہ یہاں بھی یہ تسلیم کریں گے کہ محفل میلاد شریف جائز ہے کیونکہ اس میں ہونے والے مذکورہ کام سب اچھے ہیں اور قرآن نے اچھے کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اگر یہاں عمومی دلائل "دعویٰ خاص" پر قبول نہیں کرتے تو پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص عمل پر عام دلیل کیوں پیش کرتے ہیں؟ اور اس کو کس منہ سے قبول کرتے ہیں؟

(3)......اسی طرح قرآن پاک میں ہے کہ

"وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ" اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے (پارہ 2:البقرۃ 186)

اور "احادیث میں مطلقاً نمازوں کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے" تو اب اگر نماز جنازہ کے بعد دعا مانگیں اور اسی آیت اور حدیث کو پیش کیا جائے تو کیا علماء اہلحدیث و دیوبند اس کو تسلیم کریں گے اور دلیل خاص کا مطالبہ ترک کر دیں گے؟ یقیناً ہرگز نہیں بلکہ ان کا جواب یہی ہوگا کہ خاص ایسی حدیث پیش کرو جس میں نماز جنازہ کا ذکر ہو اور اس کے بعد دعا کرنے کا بھی ثبوت ہو، تو جب یہاں عمومی دلائل "دعویٰ خاص" پر قبول نہیں کرتے تو پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص عمل پر عام دلیل کیوں پیش کرتے ہیں؟ اور اس کو کس منہ سے قبول کرتے ہیں؟

اقسامِ بدعت اور علماء واکابرین امت

پھر کل بدعت ضلالۃ سے ہر بدعت کو گمراہی قرار دینا اس طرح بھی صحیح نہیں کہ محدثین ومفسرین اور علماءِ امت نے بدعت کو بنیادی طور پر دو اقسام میں تقسیم کیا۔ اور کل بدعت ضلالہ (سیئہ، مذمومہ) صرف اسی عمل کو قرار دیا جو گمراہی پر مشتمل ہو۔

1......امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۲۰۴ھ) نے بدعت کی دو قسمیں کیں **بدعت محمودہ (اچھی بدعت) اور بدعت مذمومہ (بری بدعت)**۔ (ابونعیم: حلیہ جلد ۹ص ۱۱۳)

2......مفسر قرآن امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (۳۸۰ھ) نے بھی **بدعت محمودہ اور بدعت ضلالہ** (سیئہ) کا ذکر فرمایا ہے۔

(قرطبی: الجامع لاحکام القرآن ۲: ج ۸۷)

3......امام ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (۴۵۶ھ) نے اپنی کتاب میں **بدعت حسنہ** (اچھی) اور **بدعت مذمومہ** (بری) تحریر فرمائیں۔ (الاحکام فی اصول الاحکام ۱: ۴۷)

4......امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (۴۵۸ھ) نے بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بدعات کی دو اقسام **بدعت ضلالہ** اور محدثہ **غیر مذمومہ** پیش فرمائیں (مناقبِ شافعی۔ بیہقی: المدخل الی السنن الکبری ج ۱: ۲۰۶)

5......امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۵ھ) نے بھی بدعت کو دو اقسام میں تقسیم کیا **بدعت محمودہ** اور **بدعت مذمومہ**۔

(احیاء العلوم جلد اص ۲۷۶)

6......امام ابن الاثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۰۶ھ) نے بھی بدعت کو دو اقسام **بدعت ہدیٰ** اور **بدعت ضلالہ** میں تقسیم فرمایا۔ (النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر ۱: ۱۰۶)

7......امام عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام السلمی رحمۃ اللہ علیہ (۶۶۰ھ) نے اپنی کتاب میں بدعت کو **پانچ اقسام میں تقسیم فرمایا** (۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت محرمہ (۳) بدعت مندوبہ (۴) بدعت مکروہہ (۵) بدعت مباحہ۔

(قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲: ۳۳۷)

یہ بھی بہت بڑے محدث اور امام تھے اہل زمانہ انہیں "سلطان العلماء" کے نام سے پکارتے تھے (ابن سبکی: طبقات الشافعیہ ۸: ۳۰۹۔ ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ ۱۳: ۲۳۵)۔

8......امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے بدعت بھی بدعت کی دو اقسام کیں ہیں ۔**بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ**۔ اور اس کے بعد شیخ عبد العزیز بن عبد السلام کی کتاب القواعد کا حوالہ بدعت کی پانچ اقسام والا درج کیا (تہذیب الاسماء واللغات جلد ۳ ص ۲۲۔نووی: شرح صحیح مسلم ۶: ۱۵۴)

9......امام شہاب الدین احمد القرافی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (۶۸۴ھ) نے **بدعت کی پانچ اقسام** (۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت محرمہ (۳) بدعت مستحبہ (۴) بدعت مکروہہ (۵) بدعت مباحہ تحریر فرمائی ہے ۔(القرافی: انوار البروق فی انوار الفروق ۴: ۲۰۲)

10......علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۱۱ھ) نے اپنی کتاب ''لسان العرب'' ابن اثیر کے حوالہ سے بدعت کی دو اقسام **بدعت ھدی اور بدعت ضلالہ** کی تفصیل بیان فرمائی ۔(لسان العرب ۸: ۶)

11......امام ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۹۰ھ) نے بھی ہر نئے عمل کو بدعت ضلالہ نہیں فرمایا بلکہ بدعت کو **بدعت حسنہ**، بدعت واجبہ، **بدعت مستحبہ** کی اقسام ذکر فرمائیں ہیں (الاعتصام ۲: ۱۱۱)

12......علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (۷۹۵ھ) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''حافظ ابو نعیم نے ابراہیم بن جنید کی سند سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے امام شافعی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں **بدعت محمودہ اور بدعت مذمومہ** (جامع العلوم والحکم ۲۵۳)

13......امام ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ) نے بدعت کی اقسام **بدعت حسنہ اور بدعۃ مستقبحۃ** بیان فرمائیں اور اس کے بعد بدعت کو پانچ اقسام میں تقسیم کیا۔(عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری ۴: ۲۵۳)

14......امام عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۸۵ھ) نے بھی بدعت کی دو اقسام ''**بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ** (مستقبحۃ) ''بیان فرمائیں'' (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۱۱: ۱۲۶)

15......امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (۹۰۲ھ) نے اذان کے بعد صلوۃ وسلام کو جائز کہا اور اس کو بدعت حسنہ کہا۔(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ۱۹۳)

پتہ چلا کہ ان کے نزدیک بھی ہر بدعت ''ضلالہ'' نہیں بلکہ بعض کام ''بدعت حسنہ'' بھی ہیں۔

16......امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ھ) نے اپنے فتاویٰ میں علامہ نووی اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے حوالے سے بدعت کے اقسام بیان کرتے ہوئے **بدعت حسنہ** اور **بدعت قبیحہ** بیان فرمائیں اور بدعت کی تقسیم (۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت محرمہ (۳) بدعت مندوبہ (۴) بدعت مکروہہ (۵) بدعت مباحہ بیان فرمائیں۔

(سیوطی: الحاوی للفتاویٰ ۱: ۱۹۲۔ سیوطی: شرح سنن ابن ماجہ ۱: ۶)

17......امام ابوالعباس احمد بن محمد شہاب الدین القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ھ) نے بھی (۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت محرمہ (۳) بدعت مندوبہ (۴) بدعت مکروہہ (۵) اور بدعت مباحہ بیان فرمائی ہیں۔ (قسطلانی: ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری ۳: ۲۲۶)

18......امام ابوعبداللہ محمد بن یوسف صالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ (۹۴۲ھ) علاوہ تاج الدین فاکہانی کے اس موقف "ان الابتداع فی الدین لیس مباحا" کا محاسبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بدعت کا انحصار صرف حرام اور مکروہ پر نہیں بلکہ بدعت مباح، مندوب اور واجب بھی ہوتی ہے۔ اسکے بعد امام نووی کی کتاب "**تہذیب الاسماء و اللغات**" کے حوالہ سے بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ کا ذکر فرمایا اور پھر شیخ عزالدین بن عبدالسلام کی کتاب **قواعد الاحکام** کے حوالہ سے بدعت کی پانچ اقسام بیان فرمائیں (سبل الھدی والرشاد ۱: ۳۷۰)

19......ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام احمد شہاب الدین ابن الحجر المکی الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۴ھ) نے بھی شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے حوالے سے بدعت کی پانچ اقسام کو بیان فرما کر آخر میں فرمایا کہ کل بدعۃ ضلالہ اور **کل ضلالۃ فی النار سے مراد بدعت محرمہ ہے**۔ (ابن حجر مکی: الفتاویٰ الحدیثیہ ۱۳۰)

20......امام ملا علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۱۴ھ) جو مفتی و امام مکہ بھی رہے انہوں نے بھی شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے "القواعد البدعۃ" کے حوالہ سے بدعت کی پانچ اقسام بیان کیں۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ۱: ۲۱۶)

21......شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی (المتوفی ۱۰۵۲ھ) بدعت کی ان اقسام کو بیان کیا ہے (۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت محرمہ (۳) بدعت مندوبہ (۴) بدعت مکروہہ (۵) بدعت مباحہ اور فرمایا کہ بعض بدعات حرام ہیں جو سنت مصطفیٰ ﷺ جماعت اور خلفائے راشدین کے طریقوں کے خلاف ہیں۔ (اشعۃ اللمعات باب

الاعتصام بالکتاب والسنۃ ۱: ۱۲۵)

22......امام عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ شرعی طور پر بدعت سیئہ کو سنت کے مقابلے میں بولا جاتا ہے "ثم تنقسم الی الاحکام الخمسۃ" پھر بدعت کی پانچ قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ اور حدیث "کل بدعۃ ضلالۃ" عام مخصوص ہے" (زرقانی: شرح الموطا ۱: ۱۲۶)

23......علامہ سید محمد امین ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۵۲ھ) نے اپنی کتاب میں بدعت کی متعدد اقسام بیان فرمائیں۔ بدعت محرمہ۔ بدعت واجبہ۔ بدعت مندوبہ۔ بدعت مکروہہ۔ بدعت مباحہ۔ اور آخر میں فرمایا کہ امام مناوی کی "جامع الصغیر" میں، امام نووی کی "تھذیب" میں اور امام برکلی کی "الطریقۃ المحمدیہ" میں بھی ایسے ہی درج ہے۔ (ردالمحتار علی درالمختار ۱: ۴۱۴)

24......علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۷۰ھ) اپنی تفسیر میں علامہ نووی اور دیگر علماء کے حوالے سے بدعت کی پانچ اقسام (۱) بدعت واجبہ (۲) بدعت مستحبہ (۳) بدعت محرمۃ (۴) بدعت مکروہہ (۵) بدعت مباحہ بیان فرمائی ہیں۔ (روح المعانی ۱۴: ۱۹۲)

25......غیر مقلدین کے شیخ شوکانی (۱۲۵۵ھ) نے "نعمت البدعۃ ھذہ" کے ذیل میں فتح الباری کے حوالے سے بدعت کی پانچ اقسام بیان کی ہیں۔ اور کہا کہ " وتطلق فی الشرع علی مقابلۃ السنۃ فتکون مذمومۃ و التحقیق انہا ان کانت مما یندرج تحت مستحسن فی الشرع فھی حسنۃ و ان کانت مما یندرج تحت مستقبح فی الشرع فھی مستقبحۃ و الا فی من قسم المباح و قد تنقسم الی الاحکام الخمسۃ' اور اصطلاح شرح مین سنت کے مقابلے میں بدعت کا اطلاق ہوتا ہے اسلئے یہ مذموم ہے اور تحقیق یہ ہے کہ بدعت اگر ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں مستحسن ہے تو وہ بدعت حسنہ ہے اور اگر ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں قبیح ہے تو وہ بدعت سیئہ ہے ورنہ بدعت مباحہ ہے اور بلاشبہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں' (شوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ۳: ۶۳)

26,27......غیر مقلدین کے علامہ وحید الزمان (المتوفی ۱۳۲۷ھ) نے لکھا کہ "باعتبار لغت بدعت کی حسب ذیل اقسام ہیں: بدعت مباحہ، بدعت مکروہہ، بدعت حسنہ، بدعت سیئہ۔ ہمارے اصحاب میں سے شیخ (شاہ) ولی

اللہ (محدث دہلوی) نے کہا کہ بدعات میں سے بدعت حسنہ کو دانتوں سے پکڑ لینا چاہیے……اور بدعات میں سے ایک وہ بدعت ہے جس سے کوئی سنت ترک ہو رہی ہو اور حکم شرعی میں تبدیلی آئے اور یہی بدعت ضلالہ (سیئہ) ہے۔نواب صاحب (صدیق حسن بھوپالی) نے کہا ہے کہ بدعت وہ ہے جس سے اس کے بدلہ میں کوئی سنت متروک ہو جائے اور جس بدعت سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے۔
(ہدیۃ المھد ی ۱۱۷)

28……غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب میں نعمت البدعۃ ھذہ میں نماز تراویح کو بدعت لغوی قرار دیا اور بدعت کی دو اقسام **بدعت لغوی** اور **بدعت شرعی** (ضلالہ) ذکر فرمائیں۔(منہاج السنۃ ۴:۲۲۴)

29……حافظ ابن کثیر نے کل بدعۃ ضلالہ کو **بدعت شرعیہ** کہا اور نماز تراویح نعمت البدعۃ ھذا کو **بدعت لغویہ** میں شامل کیا۔(تفسیر القرآن العظیم ۱:۱۶۱)

ابن تیمیہ وابن کثیر نے نعمت البدعۃ ھذہ میں بدعت کو بدعت لغوی شمار کیا حالانکہ سیدنا عمر فاروق نے یہ نہیں فرمایا کہ **ھذہ بدعۃ لغویۃ** بلکہ انہوں نے بدعت کے ساتھ نعم کا لفظ استعمال کیا ہے۔جس کا مطلب اچھا یا خوب کے ہوتا ہے قرآن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں

"نعم العبد" (کیا اچھے بندہ)

کے الفاظ استعمال ہوئے (سورۃ ص) پتہ چلا کہ نعم کا معنی لغوی نہیں بلکہ اچھا و حسن ہوتا ہے۔بہر حال بدعت کی دو اقسام تو ضرور ثابت ہیں۔

……جو اچھا نیا کام شریعت کے مخالف نہیں وہ بدعت نہیں……

ایسا نیا اچھا کام جو شریعت کے مخالف نہ ہو وہ بدعت حسنہ/بدعت نعمہ کہلاتا ہے۔اس کی مثالیں خود صحابہ کرام و تابعین عظام علیہم الرضوان اجمعین سے لیکر امت مسلمہ کے جید و معتبر اکابرین تک موجود ہیں۔

……جیسا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں پورا ماہ ایک ہی امام کے پیچھے باجماعت نماز تراویح نہیں ہوتی تھی لیکن امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے بعد میں شروع ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نعمت البدعة هذه''

یہ اچھی بدعت (نیا کام) ہے (صحیح البخاری کتاب الصوم)۔

نعمۃ کے لئے حسن کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے تو مطلب یہ بنا یہ یہ بدعت حسنہ ہے کنز العمال جلد ۲ میں روایت موجود ہے کہ

> ''سید القراء حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں امر (حکم) فرمایا کہ اے ابی ابن کعب! لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور قرات قرآن بخوبی ادا نہیں کر سکتے لہذا کیا اچھا ہوتا کہ آپ ان پر (امام صلوۃ ہونے کی حالت میں) قرات فرمادیا کرتے۔حضرت ابی ابن کعب نے عرض کیا (**یا امیر المومنین هذا شي لم يكن**) اے امیر المومنین یہ ایسی چیز (کام) ہے جو پہلے (یعنی اہتمام خاص کے ساتھ تراویح کی جماعت نبی پاک ﷺ اور ابو بکر کے زمانے میں) نہ تھی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا **''فقال قد علمت ولكنه حسن''** میں اس بات کو اچھی طرح جانتا ہوں لیکن یہ کام اچھا ہے۔پس حضرت ابی ابن کعب نے لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائی۔

(کنز العمال جلد ۴ص ۲۸۴: حدیث ۵۷۸۷ بحوالہ بدعت کی حقیقت ص ۱۰۸: ابو الاعجاز محمد صدیق ضیاء)

تو اس سے بدعت حسنہ کا ثبوت بالکل واضح طور پر ثابت ہو گیا۔لہذا بعض علماء وہابیہ جو اس کا ترجمہ و تشریح لغوی بدعت کے طور پر کرتے ہیں ان کا استدلال قطعاً درست نہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود اس عمل کو حسن کہہ کر لغوی بدعت کی بجائے بدعت حسنہ کی تائید فرمادی۔

۞......سیدنا عبداللہ بن عمر نماز چاشت کی نسبت فرماتے ہیں

انهما بدعة ونعمت البدعة وانها لمن احسن مااحدث الناس۔

بے شک وہ بدعت (نیا کام) ہے اور کیا ہی اچھی بدعت (نیا کام) ہے اور بیشک وہ ان بہتر چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی نکالیں۔(المعجم الکبیر حدیث 13563 جلد 12)

۞......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"عن ابن عمر انه قال انها محدثة وانها لمن احسن مااحدثوا" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز چاشت محدث (نیا کام) ہے اور یہ یقیناً احسن محدثات میں سے ہے۔واما الثاني فماروا ه ابن ابي شيبته با سناد صحيح عن الحكم ابن الاعرج قال سئلت ابن عمر عن صلاة الضحى فقال بدعة نعمت البدعة " دوسری روایت وہ ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے با سند صحیح حکم بن اعرج سے روایت کیا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز چاشت کی بابت دریافت کیا آپ نے فرمایا بدعت ہے،(مگر اچھی) بہتر بدعت۔(امام بدرالدین عینی۔عینی شرح صحیح بخاری جلد۲ص ۶۲۵ بحوالہ ردسیف یمانی ص۵۴)

۞......رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا کہ

"من سن في الاسلامه سنه حسنه فله اجرها و اجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقض من اجور هم شئي و من سن في الاسلام سنة سيئة فعليه وزرها وزرمن عمل بها من غير ان ينقص من اوذار هم شئي"

جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے گا اِس کو اُس (نئے طریقہ کے جاری کرنے پر) ثواب ملے گا۔اور اُس کو بھی جو اس پر عمل کرے گا۔اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو کوئی اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے گا اِس کو اُس (نئے بُرے طریقہ کے جاری کرنے پر) گناہ ملے گا۔اور اُس کو بھی جو اس پر عمل کرے گا۔اور ان کے گناہ سے کچھ کم نہ ہوگا۔(صحیح

مسلم کتاب الزکوۃ ۱/ ۳۲۷۔ ترمذی کتاب العلم ۲/ ۹۲۔ نسائی ۱/ ۱۹۱۔ ابن ماجہ شریف ۱۸۔ مسند احمد ۴/ ۶۲
حدیث ۱۹۳۲۹۔ طبرانی کبیر ۲/ ۳۱۵۔ مصنف عبدرزاق ۱۱/ ۴۶۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۱۰۹۔ بیہقی فی
شعیب الایمان ۵/ ۷۔ سنن الکبریٰ ۴/ ۱۷۵۔ شرح السنۃ البغوی ۶ / ۱۶۰۔ صحیح ابن حبان ۶/ ۱۲۰، مشکوۃ
باب العلم، اشعۃ اللمعات جلد اول، حاشیہ ابن ماجہ شاہ عبدالغنی)۔

☆ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَناً فَھُوَ عِنْدَ اللہِ حَسَن "جو چیز اللہ کے نیک مسلمان بندوں (مجتہدین اور اہل اللہ) کے نزدیک اچھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۳۲۸/ ۱۰، تفسیر کبیر، تفسیر مواہب الرحمٰن، مستدرک، مجمع الزوائد، اعلام الموقعین لابن قیم ۶۹/ ۱، کتاب الروح لابن قیم ص ۱۰، موطا امام محمد ۴۰۱، ردالمختار للشامی، طبرانی بحوالہ "گیارہویں شریف ۱۴۶)

مزید تفصیلی گفتگو آگے بیان کی جائے گی۔ تاہم ان سب روایات کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک بدعت ضلالہ ہے جو شرع کے مخالف ہے یہی بدعت ضلالہ ممنوع ہے اور دوسری بدعت نعمۃ (حسنہ) ہے۔ جو کہ بالکل جائز ہے۔ جس کی تائید مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے بھی ہوتی ہے۔

بدعت کی پانچ اقسام اور اس کی مثالیں

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ علماء امت نے بنیادی طور پر بدعت کی دو اقسام بیان فرمائیں۔ پہلی بدعت مذمومہ (ضلالہ) اور دوسری بدعت محمودہ (حسنہ)۔ اور پھر مزید اس کی وضاحت کیلئے بدعت کو پانچ اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

(1) بدعت واجبہ (2) بدعت محرمہ (3) بدعت مستحبہ یا مندوبہ
(4) بدعت مکروہہ (5) بدعت مباحہ۔

امام نووی اور دیگر تمام مذکورہ علماء نے فرمایا ہے کہ "ان کے جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت کا قواعد شرعیہ سے موازنہ کیا جائے، اگر وہ بدعت قواعد ایجاب کے تحت داخل ہو تو (بدعت) واجبہ ہے۔ اور اگر قواعد تحریم کے تحت ہو تو حرام، اگر قواعد استحباب کے تحت ہو تو مستحب۔ اگر قواعد کراہت کے تحت ہو تو مکروہ اور اگر قواعد اباحت کے تحت داخل ہو تو مباح ہوگی۔

(1) ……بدعت واجبہ کی مثالیں……

☆سب سے پہلے تو یہ یاد رہے کہ بدعت واجبہ وہ نیا کام ہوتا ہے جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کو چھوڑنے سے دین میں حرج (نقصان) واقع ہوتا ہو۔ گویا اس نئے کام کو اختیار کرنا واجب ہوتا ہے۔ اب اس کی چند مثالیں ملاحظہ کیجئے۔

(۱) امام عزالدین نے ''علم نحو، علم لغت، دین کے قواعد، اصول فقہ، اصول حدیث (جرح وتعدیل)، بدمذہبوں کے رد'' کو بدعت واجبہ کہا (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲:۳۳۷)

(۲) امام نووی نے ''علم نحو، علم لغت، دین کے قواعد، اصول فقہ، اصول حدیث (جرح وتعدیل) کو بدعت واجبہ قرار دیا۔ (تہذیب الاسماء واللغات ۳:۲۲۔ شرح صحیح مسلم ۱:۲۸۶)

(۳) علامہ ملا علی قاری کے استاد امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے '' علم نحو'' کو بدعت واجبہ کہا (الفتاوی الحدیثیہ ۱۳۰)

(۴) شیخ محمد شمس الدین الشربینی الخطیب نے اپنی کتاب میں شیخ عزالدین کے حوالے سے ''علم نحو'' کو بدعت واجبہ لکھا (مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج ۴:۴۳۶)۔

(۵) حضرت ملا علی قاری نے ''علم نحو، اصول فقہ، علم جرح وتعدیل، بدمذہبوں کے رد'' کو بدعت واجبہ قرار دیا (مرقاۃ ۱:۲۱۶)

(۶) شیخ عبدالحق نے ''علم صرف ونحو، قرآن وسنت کے غرائب'' کو بدعت واجبہ لکھا (اشعۃ اللمعات ۱:۱۲۵)

(۷) علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی نے '' علم نحو کے سیکھنے، اور گمراہ فرقوں کے رد پر دلائل قائم کرنے کو'' بدعت واجبہ قرار دیا (ردالمحتار علی درالمختار ۱:۴۱۴)

(۸) علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی نے ''ملحدین، مبتدعین کے شبہات کے رد کیلئے علم الکلام کو حاصل کرنے کو بدعت واجبہ فرمایا (روح المعانی ۱۴:۱۹۲)

(2) بدعت محرمہ کی چند مثالیں......

(۱) امام عزالدین نے ''قدریہ، جبریہ، مرجئہ اور مجسمہ کے نظریات'' کو بدعت محرمہ کہا (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲:۳۳۷)

(۲) امام نووی نے ''قدریہ، جبریہ، مرجئہ اور مجسمہ کے نظریات،'' کو بدعت محرمہ قرار دیا۔ (تہذیب الاسماء و اللغات ۳:۲۲۔ شرح صحیح مسلم ۱:۲۸۶)

(۳) علامہ ملا علی قاری کے استاد امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''نئے مذہب کی ایجاد جیسے قدریہ، سونے کے ساتھ مساجد و قرآن کی تزئین و آرائش'' کو بدعت محرمہ کہا (الفتاوی الحدیثۃ ۱۳۰)

(۴) شیخ محمد شمس الدین الشربینی الخطیب نے اپنی کتاب میں شیخ عزالدین کے حوالے سے مذہب ''قدریہ، مرجئہ، رافضہ اور مجسمہ کے نظریات'' کو بدعت محرمہ کہا (مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج ۴:۴۳۶)

(۵) حضرت ملا علی قاری نے مذہب ''قدریہ، جبریہ، مرجئہ اور مجسمہ کے نظریات'' کو بدعت محرمہ قرار دیا (مرقاۃ ۱: ۲۱۶)

(3) بدعت مستحبہ یا مندوبہ کی مثالیں

☆ **وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کار ثواب جانتے ہوں یا کوئی شخص اس کو نیت خیر سے کرے۔ اور اگر یہ کام کریں گے تو ثواب اور نہ کرنے پر کچھ گناہ نہیں ہوتا۔**

(۱) امام عزالدین نے ''سرائے، مدارس، بلند عمارتیں، بدعقیدہ فرقوں سے مناظرے، مناظرہ کیلئے جلسے'' کو بدعت مستحبہ کہا (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲:۳۳۷)

(۲) امام نووی نے ''سرائے، مدارس، بلند عمارتیں تصوف کی دقیق ابحاث، بدعقیدہ فرقوں سے مناظرے، مناظرہ کیلئے جلسہ منعقد کرنا'' کو بدعت مستحبہ قرار دیا۔ (تہذیب الاسماء واللغات ۳:۲۲۔ شرح صحیح مسلم ۱:۲۸۶)

(۳) علامہ ملا علی قاری کے استاد امام ابن حجر مکیؒ نے ''قیام مدارس،'' کو بدعت مندوبہ کہا (الفتاوی الحدیثۃ ۱۳۰)

(۴) شیخ محمد شمس الدین الشربینی الخطیب نے اپنی کتاب میں شیخ عزالدین کے حوالے سے ''سرائے، مدارس، جماعت تراویح'' کو بدعت مندوبہ کہا۔ (مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج ۴:۴۳۶)

(۵) حضرت ملا علی قاری نے "سرائے، مدارس، جماعت تراویح" کو بدعت مندوبہ قرار دیا (مرقاۃ ۱:۲۱۶)

(۶) شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے "سرائے، قیام دینی مدارس" کو بدعت مستحبہ لکھا (اشعۃ اللمعات ۱:۱۲۵)

(۷) علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامیؒ نے "مدراس کی تعمیرات، سرحدی چوکیوں کو" بدعت مندوبہ قرار دیا (رد المحتار علی در المختار ۱:۴۱۴)

(۸) علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی نے "علمی کتب تصنیف کرنے، مدارس، سرائے" کو بدعت مستحبہ فرمایا (روح المعانی ۱۴:۱۹۲)

(4) ﴿بدعت مکروهه کی چند مثالیں﴾

☆ وہ نیا کام جس سے کوئی سنت چھوٹ جاوے، اگر سنت غیر موکدہ چھوٹی تب تو یہ بدعت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سنت موکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تحریمی ہے۔

(۱) امام عز الدین نے "مساجد کی زیب وزینت، مصحف (قرآن) کو مزین کرنے" کو بدعت مکروہہ کہا (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲:۳۳۷)

(۲) امام نووی نے "مساجد کی زیب وزینت، مصحف کو مزین کرنے" کو بدعت مکروہہ قرار دیا۔ (تہذیب الاسماء و اللغات ۳:۲۲۔ شرح صحیح مسلم ۱:۲۸۶)

(۳) علامہ ملا علی قاری کے استاد امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "مساجد اور قرآن کی تزئین وآرائش کرنے" کو بدعت مکروہہ کہا (الفتاوی الحدیثۃ ۱۳۰)

(۴) شیخ محمد شمس الدین الشربینی الخطیب نے اپنی کتاب میں شیخ عز الدین کے حوالے سے "مساجد کی تزئین، قرآن پر نقش ونگار" کو بدعت مکروہہ کہا (مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج ۴:۴۳۶)

(۵) حضرت ملا علی قاری نے لکھا کہ شوافع کے ہاں "مساجد اور قرآن کی تزئین وآرائش" بدعت مکروہہ اور احناف کے نزدیک نماز فجر وعصر کے بعد مصافحہ بدعت مکروہہ (مرقاۃ ۱:۲۱۶)

(۶) شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ "مساجد وقرآن کی آرائش وزیبائش" بعض علماء کے نزدیک بدعت مکروہہ لکھا (اشعۃ اللمعات ۱:۱۲۵) ۲۰۳ سی ڈی۔

(۷) علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی نے "مساجد کی تزئین کو" بدعت مکروہہ قرار دیا (ردالمحتار علی درالمختار ۱:
۴۱۴)

(5) ...... بدعت مباحہ کی چند مثالیں ......

☆ وہ نیا کام جو شرعاً منع نہ ہو اور بغیر کسی نیت خیر کے کیا جائے۔ اس کو بدعت مباح کہا جاتا ہے۔

(۱) امام عزالدین نے "نماز صبح وعصر کے بعد مصافحہ کرنے، کھانے پینے پہننے اور رہائش کے معاملات میں وسعت، سبز چادریں اوڑھنا، کھلی آستیوں کی قمیض پہننا" کو بدعت مباحہ کہا (قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۲:
۳۳۷)

(۲) امام نووی نے "نماز صبح وعصر کے بعد مصافحہ کرنے، کھانے پینے پہننے اور رہائش کے معاملات میں وسعت، سبز چادریں اوڑھنا، کھلی آستیوں کی قمیض پہننا" کو بدعت مباحہ قرار دیا۔ (تہذیب الاسماء واللغات ۳:۲۲۔ شرح صحیح مسلم ۱:۲۸۶)

(۳) علامہ ملا علی قاری کے استاد امام ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے " نماز کے بعد مصافحہ کرنے" کو بدعت مباحہ کہا (الفتاوی الحدیثیہ ۱۳۰)

(۴) شیخ محمد شمس الدین الشربینی الخطیب نے اپنی کتاب میں شیخ عزالدین کے حوالے سے "نماز صبح وعصر کے بعد مصافحہ کرنے، کھانے پینے میں وسعت،" کو بدعت مباحہ کہا (مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج ۴:۴۳۶)

(۵) حضرت ملا علی قاری نے لکھا کہ احناف کے ہاں "مساجد وقرآن کی تزئین وآرائش، لذیذ کھانے، آستیوں کو وسیع کرنا" کو بدعت مباحہ قرار دیا (مرقاۃ ۱:۲۱۶)

(۶) شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے "کھانے پینے کی لذیذ چیزیں، لباس فاخرہ کی فراوانی کا حسب ضرورت استعمال، آٹے کو چھلنی سے چھاننے" کو بدعت مباحہ لکھا (اشعۃ اللمعات ۱:۱۲۵)

(۷) علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی نے "لذیذ کھانے، مشروبات اور ملبوسات" کو بدعت مباحہ قرار دیا (رد المختار علی درالمختار ۱:۴۱۴)

(۸) علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی نے "رنگ برنگے کھانوں" کو بدعت مباحہ فرمایا (روح المعانی ۱۴:۱۹۲)

(۹) غیر مقلدین اہلحدیثوں وہابیوں کے نامور عالم وحید الزماں اور نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے "کھانے پینے اور پہننے، دولہا، دولہن کے لئے کلیوں اور پھولوں کا استعمال (جیسے سہرا) کو بدعت مباحہ قرار دیا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ۱۱۷)

......اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ سے استدلال کا جواب......

اعتراض......: قرآن پاک میں ہے کہ "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ " میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا (پارہ6 المائدہ ۳) تو دین تو مکمل ہو چکا لہذا حضور ﷺ کے وصال کے بعد کوئی بھی نیا کام ایجاد کرنا دین کو ناقص سمجھنا ہے اور خود کو اللہ و رسول سے بڑا اور سمجھ دار قرار دینے کا دعوی ہے۔ اور اگر اس جدید کام میں کسی قسم کی بھلائی یا اچھائی ہوتی تو اللہ عزوجل نبی پاک ﷺ کی طرف وحی فرما دیتا اور نبی پاک ﷺ اس کو ضرور اختیار فرماتے۔

......جواب......

بے شک دین مکمل ہو چکا لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ اس کے بعد کوئی اچھا کام کرنا دین کو ناقص سمجھنا یا دین میں اضافہ کرنا ہے یہ استدلال اس لئے باطل ہے کیونکہ نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد خود صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے ایسے بہت سارے کام انجام دیئے جو پہلے نہیں ہوئے تھے۔

پورا ماہ تراویح باجماعت: حضور ﷺ کے زمانے میں پورا ماہ ایک ہی امام کے پیچھے باجماعت نماز تراویح نہیں ہوتی تھی لیکن امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے بعد میں شروع ہوئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "**نعمت البدعۃ ھذہٖ** " یہ اچھی بدعت (نیا کام) ہے (صحیح البخاری کتاب الصوم)۔

نماز چاشت: حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا "رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات) کسی عمل کو اس ڈر سے ترک کر دیتے کہ لوگ اس کام کو کریں گے تو ان پر فرض کر دیا جائے گا حالانکہ اس کا کرنا آپ ﷺ کو محبوب ہوتا، اور رسول اللہ ﷺ نے نماز چاشت (پابندی سے) بالکل نہیں پڑھی لیکن میں اسے پڑھتی ہوں" (بخاری ابواب التقصیر الصلوۃ، باب تحریض النبی ﷺ علی صلوۃ اللیل جلد ۱ ص ۳۷۹ رقم ۱۰۷۶) ☆حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نماز چاشت (صلاۃ الضحی) کے متعلق پوچھا گیا "**فقال بدعۃ**" (بخاری کتاب العمرہ باب کم اعمر النبی ﷺ ۲: ۲۳۰ رقم ۱۶۸۵، مسلم کتاب الحج باب بیان عدد عمر النبی و زمانھن رقم ۱۲۵۵) بدعت (نیا کام) تو کہا لیکن کیسی بدعت کہا اس کی

وضاحت دوسری روایات میں موجود ہے کہ "نعمت البدعة" کہا۔ چنانچہ امام ابن ابی شیبہ نے حضرت اعرج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ "سالت محمدا عن صلاۃ الضحی و ھو مسند ظھرہ الی حجرۃ النبی ﷺ ،فقال :بدعتہ و نعمت البدعة "میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز چاشت کے متعلق سوال کیا جب وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے حجرۂ مبارک کے ساتھ پشت سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے تو انہوں نے فرمایا "بدعت ہے اور یہ اچھی بدعت ہے" (ابن ابی شیبہ ،المصنف جلد۲ص ۱۷۲،عسقلانی ، فتح الباری جلد ۳ ص ۵۲ حدیث ۱۱۲۱) ☆سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز چاشت کی نسبت فرماتے ہیں: **انها بدعة ونعمت البدعة وانها لمن احسن مااحدث الناس**۔ بے شک وہ بدعت (نیا کام) ہے اور کیا ہی اچھی بدعت (نیا کام) ہے اوربیشک وہ ان بہتر چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی نکالیں۔(المعجم الکبیر حدیث 13563 جلد 12)

☆حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "عن ابن عمر انه قال انها محدثة و انها لمن احسن مااحدثوا " آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز چاست محدث (نیا کام) ہے اور یہ یقیناً احسن محدثات میں سے ہے۔ واما الثانی فمارواہ ابن ابی شیبته با سناد صحیح عن الحکم ابن الاعرج قال سئلت ابن عمر عن صلاۃ الضحی فقال بدعة نعمت البدعة "دوسری روایت وہ ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے با سند صحیح حکم بن اعرج سے روایت کیا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز چاست کی بابت دریافت کیا آپ نے فرمایا بدعت ہے، (مگر اچھی) بہتر بدعت۔(امام بدرالدین عینی ۔عینی شرح صحیح بخاری جلد۲ ص ۶۶۵ بحوالہ ردسیف یمانی ص ۵۴) ☆ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ فرماتے ہیں کہ "ما ابتدع المسلمون بدعة افضل من صلوٰۃ الضحے "مسلمانوں نے کوئی بدعت نماز چاست سے افضل نہیں نکالی۔(عینی شرح بخاری جلد۲ ص ۶۶۴ بحوالہ ردسیف یمانی ۵۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوا کہ سب بدعات مذموم و ممنوع نہیں ہوا کرتیں بلکہ ایک قسم بدعتوں کی وہ بھی ہے جو حسن و افضل (اچھی بدعات) ہوتی ہیں۔ اور اس کے کرنے والوں کو اجر وثواب بھی ملتا ہے۔

تو دیکھیے یہ عمل اس مخصوص ہیئت پر نبی پاک ﷺ کے زمانے میں نہیں تھا تو اب انہوں نے اس کو اچھا سمجھ کر جاری بھی کیا اور پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف بدعت کا مطلب گمراہی نہیں کیونکہ ان مقدس ہستیوں نے اپنے عمل کے

لئے بدعت کا لفظ استعمال کیا جس کا معنی نیا کام ہے لیکن آگے اس کے لئے "نعمت" کا لفظ استعمال کیا تا کہ بدعت کی تقسیم واضح ہو جائے۔

جمعہ کی اذان ثانی: حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری کتاب الجمعہ میں متعدد حدیثیں نقل کی ہیں، جن میں بتایا گیا ہے کہ عہد رسالت اور عہد شیخین میں جمعہ کی صرف ایک اذان ہوتی تھی۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں ایک اور اذان کا اضافہ کر دیا" سایب بن یزید سے روایت ہے کہ جمعہ کے روز دوسری اذان کہنے کا حکم عثمان رضی اللہ عنہ نے دیا جبکہ مسجد میں آنے والوں کی تعداد بڑھ گئی ورنہ (عہد رسول اللہ ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) میں جمعہ کے روز صرف اس وقت اذان ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا" (صحیح بخاری جلد اول کتاب الجمعہ صفحہ ۴۱۰) لیکن اس کو بدعت ضلالہ کسی نے بھی نہیں قرار دیا بلکہ تمام امت نے اس نئی بات کو قبول کیا۔ اور خود مخالفین بھی اس پر عمل کر رہے ہیں۔ ☆ امام ابن ابی شیبہ (۲۳۵ھ) نے سیدنا ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ "**قال الاذان الاول یو م الجمعة بدعة**" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمعہ کی پہلی اذان بدعت (نیا عمل) ہے۔ (ابن ابی شیبہ، المصنف جلد اص ۴۷۰ رقم ۵۴۳۷، ابن حجر عسقلانی، فتح الباری جلد ۲ ص ۳۹۴) ☆ علامہ ابن رجب حنبلی جمعہ کی پہلی اذان کو بدعت حسنہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "اور اسی طرح جمعہ کی پہلی اذان ہے جس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر زیادہ کیا اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس پر قائم رہے اور اس پر لوگوں نے عمل کرنا شروع کر دیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ آپ نے جمعہ کی دوسری اذان کے بارے میں فرمایا کہ وہ بدعت ہے" **ولعله اراد ما اراد ابوه فی قیام شهر رمضان**' شاید ان کی مراد بھی وہی ہو جو ان کے والد کی قیام رمضان کے بارے میں تھی" (ابن حجر عسقلانی، فتح الباری جلد ۲ ص ۵۹۴) ☆ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ "ایک احتمال یہ ہے کہ یہ فرمان علی سبیل انکار ہو اور ایک احتمال یہ ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ یہ عمل عہد رسالت مآب ﷺ میں نہیں تھا" **وكل ما لم یكن فی زمنه یسمی بدعة** "اور ہر وہ عمل جو دورِ نبوی میں نہ تھا اسے بدعت کہا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان اعمال میں سے کچھ اچھے ہوتے ہیں اور کچھ اس کے خلاف۔ سابقہ بحث میں وضاحت ہو چکی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے (دوسری اذان کا) یہ عمل دوسری نمازوں پر قیاس کرتے ہوئے لوگوں کو وقتِ صلوۃ کے آغاز کی اطلاع دینے کیلئے شروع کیا اور جمعہ کو اس

(اذان) سے مختص کر دیا اور اس کو خطیب کے سامنے دینے کی خصوصیت کو بھی باقی رکھا۔اس سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ یہ عمل معناً اصل ہے اس کا ابطال نہیں کیا جائے گا۔(ابن حجر عسقلانی فتح الباری جلد۲ص ۲۹۴)۔

پس معلوم ہوا کہ دین تو مکمل ہو چکا لیکن اسی دین نے یہ حکم دیا ہے کہ مزید اچھے کام کرو تا کہ اچھے کام کے ایجاد کرنے کا بھی ثواب تم کو ملے۔یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اصول بنا دیا کہ جس نے دین میں اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اس ایجاد پر بھی اجر وثواب ملے گا۔اور اسی طرح کی دیگر احادیث کی بناء پر ایسے اچھے نئے کام ایجاد کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دین کو نامکمل تسلیم کرتے ہیں بلکہ یہ تمام نئے اچھے کام خود دین ہیں کہ یہ سب ارشادات نبوی ﷺ کے تحت ہی داخل ہیں۔

لیکن علماء وہابیہ واہلحدیث نے اس عمل کو بھی بدعت قرار دیا چنانچہ غیر مقلدین اہلحدیث کے مولوی محمد جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں کہ:

> ''حضور ﷺ کے زمانے اور آپ کے بعد دو خلیفوں کے زمانے میں تو اس دوسری اذان کا وجود بھی نہ تھا ہاں حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ایجاد ہوئی جو وقت معلوم کرنے کے لئے زوراء بازار کی بلند جگہ کہلوائی جاتی تھی نہ کہ مسجد میں، پس ہمارے زمانے میں مسجد میں جو دو اذانیں ہوتی ہیں وہ صریح بدعت ہیں اور کسی طرح جائز نہیں'' (فتاویٰ ستاریہ ۳/ ۸۵) اسی طرح غیر مقلدین کے مولوی عبد الرحمٰن صاحب مدرس میاں صاحب دہلوی رقمطراز ہیں ''اب مسجد میں وہ اذان کہنا بدعت ہے'' (فتاویٰ ستاریہ ۳/ ۸۷) اسی طرح غیر مقلدین کے ترجمان رسالہ ''الاعتصام'' کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں ''جمعہ کے روز ایک اذان کا خطبہ کے وقت ہونا مسنون ہے دو اذان کی ضرورت نہیں...... لہٰذا اذان عثمانی جسکو پہلی اذان کہا جاتا ہے اس کو مسجد میں کہلوانا بدعت ہے'' (فتاویٰ علماء حدیث ۲/ ۱۷۹) (بحوالہ تلخیص ادلہ :ص ۲۵۰: تلخیص عبد الوحید معاویہ دیوبندی)

دیکھا آپ نے! جس عمل کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پسند کیا بلکہ نافذ کیا، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نافذ رکھا، اس وقت کے سارے صحابہ اس سے راضی رہے۔کسی کا اختلاف اور نکیر ثابت نہیں، کسی

نے بھی اس بدعت ضلالہ قرار دے کر اس سے اجتناب نہ کیا۔ مگر آج کل کے یہ اہل حدیث حضرات حضرت عثمان غنی اور مولی علی بلکہ اس وقت کے جملہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے زیادہ اپنے آپ کو عامل بالسنۃ اور دیندار سمجھتے ہیں کہ جو عمل ان حضرات کو بدعت نظر نہ آیا وہ آج کل کے ان غیر مقلدین کو بدعت دکھ رہا ہے۔ یہ ہے وہابیہ کا اصول بدعت جس سے خود صحابہ بھی نہیں بچ سکے۔ کیا یہ صحابہ کے مقابلے میں خود کو زیادہ دیندار سمجھنا نہیں ہے؟ کیا اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بدعتی ہونا لازم نہیں آتا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

......کیا تم زیادہ سمجھدار ہو؟......

اعتـــــراض: علماء وہابیہ کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کیا تم اھل سنت وجماعت صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے محبت، تعظیم وعلم وسمجھ میں زیادہ ہو کہ جو کچھ انہوں نے نہ کیا تم لوگ کرتے ہوئے۔

......جواب......

تو جواباً عرض ہے کہ مذکورہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں جو اعتراض وہابی حضرات ہم اہل سنت وجماعت پر کرتے ہیں کہ کیا تم صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے محبت، تعظیم علم وسمجھ میں زیادہ ہو کہ جو کچھ انہوں نے نہ کیا تم کرتے ہو۔ تو بعینہٖ وہی اعتراض تو تبع تابعین پر باعتبار تابعین کے عائد ہوگا اور تابعین پر باعتبار صحابہ کے بلکہ خود صحابہ پر باعتبار رسول اللہ ﷺ کے بھی تو وارد ہوگا مثلاً:

1 ☆ **بعض امور ایسے ہیں جن کو حضور اقدس ﷺ نے نہ کیا** اس کے باوجود ان امور کو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے زمانے میں انجام دیا تو اب بعینہٖ وہی اعتراض جو وہابی حضرات ہم اہل سنت پر کرتے ہیں، اصول وہابیہ کے تحت وہی اعتراض صحابہ کرام علیہم الرضوان پر بھی عائد ہوگا کہ اگر اس نئے کام میں بھلائی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے کیوں نہیں کیا؟ کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان صاحب شریعت محمد رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سمجھ دار تھے؟ کیا صحابہ کرام نبی پاک ﷺ سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے تھے جو اُنہوں نے نہ کیا وہ اِنہوں نے کیا۔ کیا ""**اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ**"" کے بعد دین مکمل نہیں ہو چکا تھا تو پھر ایسے نئے افعال سے دین میں زیادتی کی کیا ضرورت تھی؟

پس پتہ چلا کہ صاحب شریعت محمد رسول اللہ ﷺ نے اگر کوئی کام نہ کیا مگر اس کو منع بھی نہ فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے وہ نیا کام ممنوع نہ ٹھہرا۔یعنی نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں ورنہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہرگز ہرگز کبھی بھی ایسا کام نہیں کرتے جو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں کیا کیوں کہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اس امت میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے زیادہ دیندار اور عامل بالسنۃ کوئی نہیں مگر اس کے باوجود صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ایسے امور انجام دینا (مثلاً جمعہ کی اذان ثانی، تدوین قرآن، تراویح کی جماعت وغیرہ) اس بات کی بین دلیل ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم فعل کو مطلقاً ممانعت کی دلیل نہیں سمجھا بلکہ جس کام میں خیر دیکھا اسے کر کے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''من سن'' کی تصدیق وتائید کر دی۔

2 ☆ اسی طرح **بعض افعال ایسے ہیں جن کو حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کسی نے بھی نہ کیا مگر وہ** فعل تابعین کے زمانہ میں کئے گئے لیکن وہابی حضرات ان نئے افعال کو بدعت (ضلالہ) نہیں کہتے اور نہ ہی ''**اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُم**'' کی وجہ سے دین میں زیادتی تسلیم کرتے ہیں تو اب بعینہ وہی اعتراض جو وہابی حضرات ہم اہل سنت پر کرتے ہیں، اصول وہابیہ کے تحت وہی اعتراض تابعین پر عائد ہو گا کہ نہیں؟ کہ اگر اس نئے کام میں کچھ بھلائی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے کیوں نہیں کیا؟ کیا تابعین رسول اللہ ﷺ وصحابہ سے زیادہ سمجھ دار تھے؟ کیا تابعین نبی پاک ﷺ، صحابہ سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے تھے جو اُنہوں نے نہ کیا وہ اِنہوں نے کر دکھایا۔

3 ☆ **پھر بعض افعال ایسے ہیں جن کو حضور اقدس ﷺ وصحابہ وتابعین کسی نے بھی نہ کیا** اور وہ افعال تبع تابعین کے زمانہ میں پیدا ہوئے لیکن وہابی حضرات ان نئے افعال کو بھی بدعت (ضلالہ) نہیں کہتے تو اب بعینہ (اصول وہابیہ کے تحت) وہی اعتراض جو وہابی حضرات ہم اہل سنت پر کرتے ہیں، اصول وہابیہ کے تحت وہی اعتراض تبع تابعین پر عائد ہو گا کہ نہیں؟ کہ اگر ایسے نئے کاموں میں بھلائی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ وصحابہ وتابعین نے کیوں نہیں کیے؟ کیا تبع تابعین رسول اللہ ﷺ وصحابہ اور تابعین سے زیادہ سمجھ دار تھے؟ کیا تبع تابعین نبی پاک ﷺ، صحابہ یا تابعین سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے تھے جو اُنہوں نے نہ کیا وہ اِنہوں نے کر دیا۔

3☆ پھر بعض افعال ایسے بھی ہیں جن کو حضور اقدس ﷺ وصحابہ وتابعین اور تبع تابعین میں سے کسی نے بھی نہ کیا اور وہ افعال بعد کے زمانوں میں پیدا ہوئے جن کی متعدد مثالیں ہم بیان کر چکے اور ان میں علماء وہابیہ کے نئے نئے افعال کی بھی متعدد مثالیں ہیں لیکن وہابی حضرات ان نئے افعال کو بدعت (ضلالہ) نہیں کہتے تو اب بعینہ وہی اعتراض جو وہابی حضرات ہم اہل سنت پر کرتے ہیں، اصول وہابیہ کے تحت علماء وہابیہ پر بھی عائد ہوں گے کہ نہیں؟

غرضیکہ ان وہابیوں نے بذات خود ایک ایسا خود ساختہ اور بدعتی اصول گڑھ لیا ہے کہ جس کی بناء پر عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ تمام صحابہ وتابعین، تبع تابعین اور خود ان کے اپنے اکابرین بھی بدعتی ہونے سے نہیں بچ سکتے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

غور کرنے والی بات ہے کہ جب صاحب شریعت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اگر کوئی کام نہ کیا اور اس کو منع بھی نہ فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے وہ کام ممنوع نہ ٹھہرا۔ یعنی صاحب شریعت (نبی) کا عدم الفعل (عمل کو نہ کرنا) ممانعت کی دلیل نہ بنا تو پھر کسی امتی (صحابی یا تابعی) کے نہ کرنے کو ممانعت کی دلیل کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ بات کسی عجوبہ سے کم ہے کہ صاحب شریعت رسول اللہ ﷺ کا قطعاً نہ کرنا تو ممانعت یا حرام وناجائز ہونے کے لئے حجت نہ ہو اور ان کے بعد والوں کے کسی بھی نئے عمل خیر کی راہ بند نہ ہو لیکن امتی (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) کا نہ کرنا ممانعت کی دلیل قرار پائے۔ فیا للعجب۔

معترضین کے ایک اعتراض کا جواب

اعتراض...... : ایک شخص نے نماز عید کے دن نماز عید سے قبل نماز نفل پڑھنی چاہی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے منع کر دیا اور فرمایا تیری یہ نماز فعل عبث ہوگی اور فعل عبث حرام ہے اور شاید کہ تجھے اللہ تعالی اپنے رسول کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے۔اور ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا حضرت سعید بن میںب نے فرمایا کہ اللہ تجھے سنت کی مخالفت کی وجہ سے ضرور سزا دے گا۔پتہ چلا کہ کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی بلکہ بدعت کل کی کل ضلالہ ہی ہیں۔

جواب

علماء محدثین و اکابرین امت کے مطابق بدعت حسنہ کی تعریف یہ ہے وہ عمل جو قرآن و سنت یا کسی شرعی اصول کے خلاف نہ ہو" مذکورہ دونوں روایتوں میں جن نمازوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ بے شک بدعت ضلالہ ہیں کیونکہ دونوں کی ممانعت پر صریح نص موجود ہے۔محدث دارمی نے سنن دارمی شریف میں

"لا صلوۃ قبل العید ولا بعد ھم"

کے عنوان سے ایک مستقل باب باندھا ہے (دارمی جلد ا ص ۳۱۵)

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو عصر کے بعد دو رکعات نماز پڑھنے سے منع فرماتے سنا ہے (ابو داؤد شریف ۱۸۱)

تو جب مذکورہ دونوں نمازوں سے ممانعت ثابت ہے۔تو اب اس کے خلاف کرنا ہی تو بدعت ضلالہ کہلائی گی اور اسی وجہ سے حضرت علی و حضرت سعید بن میںب رضی اللہ عنہم نے منع فرمایا۔لہٰذا ان روایات کو پیش کرنا ہی جہالت ہے۔

"بدعت حسنہ" کے رد پر وہابیوں کے ایک اعتراض کا جواب

اعتراض......:سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "(دین میں) ہر بدعت گمراہی ہے چاہے لوگ اسے حسنہ ہی کیوں نہ سمجھیں" لہذا معلوم ہوا کہ بدعت کوئی حسنہ نہیں ہوتی۔

......جواب......

پہلا جواب......:اولاً ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اگر اس مذکورہ ترجمے کو درست تسلیم کرلیا جائے تو یہ خود علماء وہابیہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس سے تو یہ ثابت ہورہا ہے کہ **"بدعت" کی تقسیم آج سے نہیں بلکہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے چلی آرہی ہے اور اس زمانے میں بھی ایسے مسلمان تھے جو بدعت حسنہ کے قائل تھے**۔(تو اب علماء وہابیہ ہمیں یہ بتائیں کہ اس زمانے میں وہ کون سے مسلمان تھے جو بدعت حسنہ کہ قائل تھے؟ اور پھر ہمیں یہ بھی بتائیں کہ کیا ان حضرات پر اس زمانے کے کسی بزرگ ہستی نے بدعتی وگمراہ ہونے کا فتوی دیا تھا)؟

دوسرا جواب :خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کو نعمۃ بدعت کہا بلکہ اس کے بارے میں فرمایا "**ولکنہ حسن، لیکن یہ کام اچھا ہے**" (کنز العمال ج ۴ ص ۲۸۴) یعنی اس جماعت تراویح والی بدعت کو حسنہ کہا لہذا وہابیوں کے مذکورہ بالا اعتراض سے تو خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی نہ بچ سکیں گے بلکہ بدعت حسنہ کا اقرار کر کے معاذ اللہ بدعتی بلکہ گمراہ ہوجائیں گے۔معاذ اللہ!

تیسرا جواب :پھر تو خود بڑے بڑے علماء ومحدثین جنہوں نے بدعت کی تقسیم حسنہ کی طرف کی ہے وہ سب کے سب اصول وہابیہ کے مطابق بدعتی اور گمراہ قرار پائیں گے۔معاذ اللہ۔جن کا تفصیلی ذکر ہم نے ماسبق میں کر دیا ہے مثلاً امام شافعی، امام بیہقی، امام ابن الاثیر الجزری، امام قرطبی، امام غزالی، امام نووی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ ملا علی قاری، امام شمس الدین سخاوی اور علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ بلکہ خود اکابرین وہابیہ جنھوں نے اس تقسیم کو روا رکھا وہ خود بھی اس اصول سے بدعتی قرار پائیں گے۔

چوتھا جواب ......:دیوبندی مفتی اعظم مفتی فرید نے عوامی تبلیغ کو "بدعت حسنہ" کہا (فتاوی فریدیہ ج ا ص ۱۷۵) علماء دیوبند کی ایسی معتبر ومستند کتاب جس میں بقول علماء دیوبند کے 616 جید علماء کے فتاوی جات

موجود ہے اسی کتاب میں لکھا ہے کہ "بدعت دو قسم کی ہے ایک حسنہ یعنی اچھی مثلاً تراویح رمضان و میلاد شریف جس میں صحیح روایات و فضائل حضور سرور کائنات بیان ہوں و فاتحہ بزرگان دین و ایصال ثواب! دوسری قسم بدعت سیئہ ہے یعنی خلاف شرع" (قہر آسمانی: جواب استفتا نمبر ۲۸ ص 146)

لہذا علماء وہابیہ ہم سنیوں پر اعتراض سے قبل ان سب بزرگوں بلکہ اپنے وہابی اکابرین کے خلاف بھی فتویٰ جاری کریں جو بدعت کی تقسیم حسنہ کی طرف کر رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہمیں تو بدعت حسنہ کہنے سے روکا جائے لیکن بزرگان دین و اکابرین علماء امت بلکہ خود اکابرین وہابیہ جو بدعت کی تقسیم حسنہ کی طرف کرتے ہیں ان کے بارے میں کوئی فتویٰ نہ دیں!!! کیوں؟

پانچواں جواب ......: اصل بات یہ ہے کہ ان وہابیوں نے روایت مبارکہ کا غلط ترجمہ کر کے دانستہ مغالطہ دے کر اپنا الوسیدھا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ چنانچہ روایت مبارکہ کے اصل الفاظ یہ ہیں: "كل بدعة ضلالة وان رآها الناس حسنة " یعنی ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ اس گمراہی والی بدعت کو لوگ اچھا سمجھیں۔ (السنۃ للمروزی روایت نمبر ۸۲)

لہٰذا اس میں بدعت حسنہ کا تو نام تک نہیں اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی حکم ہے بلکہ اس میں صرف یہ ہے کہ جو بدعات ضلالہ ہیں وہ ضلالہ ہی رہیں گی اگرچہ لوگ اسے اچھا سمجھیں۔ جیسا کہ اس کی تائید و تصویب اکابرین علمائے امت کی تصریحات سے پوری وضاحت کے ساتھ ماقبل میں بیان کردی گئی۔

……للدین اور فی الدین کی من گھڑ ت تقسیم

اعتــراض ……:بعض علماء دیابنہ بالخصوص علماء دیو بند کے امام وسر دار مولوی رشید احمد گنگوہی نے بدعت کے باب میں ایک عجیب وغریب خود ساختہ فلسفیانہ فارمولہ پیش کیا ہے ۔چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ 'للدین'' (یعنی دین کے لئے) بدعت جائز ہے اور ''فی الدین'' (دین میں بدعت) ایجاد کرنا نا جائز ہے ۔لہٰذا فلاں فلاں کام للدین (دین کے لئے بدعت) ہیں لہٰذا وہ جائز ہیں ۔لیکن میلاد، فاتحہ وعرس وغیرہ فی الدین (دین میں بدعت) ہے ۔ لہٰذا وہ نا جائز ہیں اور بدعت ہیں ۔

……جواب……

……سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ علماء وہابیہ اپنی بیان کردہ یہی تقسیم اپنے اصول وقواعد کے مطابق ثابت کریں اور خود اس پر دلیل خاص پیش کریں ورنہ آپ کی یہ للدین اور فی الدین والی تقسیم خود آپ ہی کے اصولوں سے بدعت ہو جائے گی ۔آخر کون سی دلیل خاص ہے جس میں ''**بدعت للدین**'' (دین اسلام کے لئے) اور ''**بدعت فی الدین** (دین اسلام میں)'' کی تقسیم کی گئی ہے ۔ہم کہتے ہیں کہ آپ کی یہ تقسیم (للدین اور فی الدین) خود آپ علماء وہابیہ کے اصول وقواعد ہی سے من گھڑت ہے جس پر آپ حضرات کوئی بھی دلیل خاص پیش نہیں کر سکتے ۔بلکہ آپ کا یہ خود ساختہ قاعدہ جملہ علماء اسلام کی تصریحات کے بھی بالکل خلاف ہے کہ امت میں آج تک کوئی بھی اس تقسیم کا قائل نہ ہوا ۔جیسا کہ سابق میں علماء کی تصریحات اس پر شاہد ہیں ۔

……نیز آپ کا یہ خود ساختہ قاعدہ نبی پاک ﷺ پر عدم اعتماد کا مظہر بھی ہے بلکہ درحقیقت فرمان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے ۔کیونکہ نبی پاک ﷺ تو **فی الدین** (دین اسلام میں) کو مستحسن فرما رہے ہیں اور جو دین اسلام میں نہ ہو **للدین اس** سے منع فرما رہے ہیں ۔چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''**من سنہ فی الاسلام سنۃ حسنۃ**'' جس نے ہمارے (دین) ''اسلام میں'' کوئی اچھا کام شروع کیا'' (**مسلم شریف**)

لہٰذا حضور ﷺ تو دین اسلام میں اچھے نئے کام کو ایجاد کرنے پر اجر وثواب کی خوشخبری سنا رہے ہیں لیکن آپ نبی پاک ﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے ''فی الدین'' (یعنی فی الاسلام: دین اسلام میں) ایجادات کو منع کر رہے ہیں ۔اب خود سوچئے کہ حضور ﷺ تو فی الدین (دین اسلام میں نئے اچھے کاموں) کو جائز فرمائیں اور آپ **فی الدین** (دین

اسلام میں نئے کاموں) کو گمراہی و جہالت قرار دیں۔معاذ اللہ عزوجل! تو آپ کا یہ قاعدہ فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوا کہ نہیں؟

۞......پھر آپ اس عمل کو جو **دین میں نہ ہو یعنی دین** سے خارج ہو اس کو "**للدین**" کا نام دیکر اچھا قرار دیتے ہیں جبکہ حضور ﷺ **دین** سے خارج کو بُرا فرماتے ہیں جیسا کہ خود پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "**مالیس منہ**" جو دین میں سے نہ ہو" (یعنی جس کی اصل دین میں ثابت نہ ہو وہ رد ہے) پس ان فی الدین کے منکروں کو "**مالیس منہ**" جو دین میں سے نہ ہو" کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے۔نہ معلوم ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جو عمل دین میں نہ ہو" یعنی جس کو حضور ﷺ رد فرما رہے ہیں" اُس "مردود" کو یہ منکر حضرات "للدین" کا نام دیکر اچھا کہہ رہے ہیں اور جس کو حضور ﷺ "سنۃ حسنۃ" کہہ کر "فی الاسلام" (فی الدین) میں داخل کر کے رہے ہیں اس کو یہ منکر "فی الدین" کا نام دیکر ناجائز قرار دے رہے ہیں۔گو کہ جس کام کو حضور ﷺ اچھا فرما رہے ہیں اس کو یہ ناجائز کہہ رہے ہیں اور جس کو حضور ﷺ مردود فرما رہے ہیں اس کو یہ منکرین جائز کہہ رہے ہیں۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

معاذ اللہ! لہٰذا جب ثابت ہو گیا کہ منکرین کا یہ قاعدہ سراسر ارشادات نبوی ﷺ کے خلاف ہے اور یقیناً خلاف ہے تو یہ قاعدہ خود ہی مردود اور باطل ہے۔

۞......پھر علماء وہابیہ اپنا یہ اصول بھی نہ بھولیں کہ آپ کے نزدیک تو "کل بدعۃ ضلالۃ" میں "کل" عموم کلی کے لئے ہے تو اب کل کی اس عمومیت سے "للدین" والی صورت کس طرح خارج ہو گئی؟ اب تو دو میں سے کوئی ایک ہی ہو سکتا ہے۔اگر آپ کی للدین اور فی الدین والی تقسیم کو قبول کر لیا جائے تو کل بدعۃ ضلالۃ میں عموم کلی کا نہ رہے گا جس کے آپ خود قائل ہیں اور اگر "کل بدعۃ ضلالۃ" کے کل کو عموم کلی مان لیا جائے تو آپ کی تقسیم خود بخود باطل ہے۔غرضیکہ دونوں میں سے جس شق کو بھی اختیار کریں گے آپ ہی کے ہاتھوں آپ کے مذہب اور اصولوں کا خون یقینی ہے۔

یہی ہوتا ہے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مخالفت کا انجام۔اس لئے اپنے ان خود ساختہ اصولوں سے توبہ کیجئے اور سچے دل سے فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے کیوں کہ آپ کے دونوں ہی اصول غلط اور

باطل ہیں۔

⊛......اور پھر یہ بھی بتائیں کہ جب آپ حضرات کے ہاں ''بدعت'' کا معنی ہی گمراہی ہے تو پھر کس دلیل خاص میں ہے کہ دین اسلام کی تقویت کے لئے گمراہی نکالنا جائز ہے؟ گمراہی تو بہر صورت گمراہی ہے اور یہ بات حدیث شریف میں قطعاً نہیں کہ دین کے لئے یعنی ''للدین'' گمراہی جائز ہے اور اُس گمراہی پر عمل کرنا درست ہے۔اور فی الدین گمراہی ناجائز اور اس سے پرہیز ضروری ہے۔

پس آپ کی تاویل کے مطابق یا تو آپ کے اس قاعدے میں خرابی ہے یا پھر کہ اس دین میں [معاذ اللہ] جسکی تقویت لئے گمراہی پر عمل کی ضرورت پڑی۔اب دین (اسلام) میں تو ہرگز ہرگز خرابی نہیں اسے تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں۔اس لئے آپ کے پیش کردہ اس قاعدے میں ہی خرابی ہے تو لازماً اس کو ترک کرنا ہی پڑے گا کیوں کہ جو اس قاعدہ کو صحیح مانے گا گویا وہ اس دین میں ہی خرابی مان رہا ہے اور ایسا وہی کرے گا جو گمراہ و جاہل ہوگا۔

⊛......پھر ہم نے اسی کتاب میں جو آپ علماء دیوبند، علماء اہلحدیث اور سعودیوں کی بدعات پیش کی ہیں ان میں ہر ایک کو الگ الگ کر کے بتائیں کہ کون سا عمل کس تقسیم کے تحت داخل ہیں؟

⊛......پھر آپ کی للدین والی تقسیم قبول کر لینے پر عدم الفعل، خیر القرون، ہیئت کذائیہ، تخصیص والتزام، دلیل خاص وغیرہ وغیرہ آپ کے سارے اصول یہاں کیوں کر لاگو نہیں ہوتے؟ اور یہاں ان سب کو چھوڑ کر صرف للدین کا ٹائٹل لگا کر آپ کی اپنی ساری بدعات کو کیوں کر تسلیم کر لیا گیا؟

خدارا انصاف فرمایئے! شرک و بدعت کی اس خانہ ساز شریعت میں میلاد و عرس جیسے کام (جن میں عظمتِ انبیاء کرام و اولیاء عظام ہے) جن کے ثبوت پر قرآن و سنت سے دلائل و براہین کا سیل رواں موجود ہے وہ تو بدعت و حرام قرار پائیں لیکن آپ کی تقریباً سب بدعتیں بغیر کسی روک ٹوک اور محذور شرعی کے جائز ہو جائیں۔کیا کتاب و سنت سے کوئی ایسا حوالہ پیش کیا جا سکتا ہے جس میں میلاد و عرس وغیرہ کو تو بدعت و حرام قرار دیا گیا ہو اور دیگر متذکرہ بالا امور کو جائز و سنت قرار دیا گیا ہو؟ آپ اپنے اصولوں کو سامنے رکھ کر ان شاء اللہ قیامت کی صبح تک کتاب و سنت سے ایسی کوئی دلیل خاص ہرگز ہرگز نہیں پیش کر سکتے۔

ھا تو ابرھانکم ان کنتم صدیقین۔

……کیا جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا وہ ناجائز و بدعت ہے؟……

اعتراض……: اکثر وہابیہ یہ کہتے ہیں کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا خواہ وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو اس کو اختیار نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ وہ بدعت اور جہنم میں لے جانے والا عمل ہے۔

……جواب……

اولاً: یہ اصول وہابیہ بھی کسی دلیل خاص سے ثابت نہیں اور نہ ہی صحابۂ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے اس اصول کو اختیار کیا تو اصول وہابیہ کے پیش نظر ان کا یہ اصول خود ہی بدعت ہے تو پہلے اپنے اصولوں کو دلیل سے ثابت کریں پھر اعتراض کریں۔

ثانیاً: امت میں سب سے افضل صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "**اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم**" اور خود ان حضرات کا اپنا عمل یہ تھا کہ جب ان کے سامنے ایسا معاملہ آتا تو ان کا اصول یہ تھا کہ اگر نیا کام اچھا ہوتا اور اصول شرع سے متصادم نہ ہوتا تو اسے اختیار کرتے۔ چنانچہ بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے:

> "حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا جبکہ یمامہ والوں سے لڑائی ہو رہی تھی اور اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں قرآن کے کتنے ہی قاری شہید ہو گئے ہیں اور مجھے خدشہ ہے کہ قاریوں کے مختلف مقامات پر شہید ہو جانے کے باعث قرآن کا اکثر حصہ جاتا رہے گا، لہذا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کریم کے جمع کرنے کا حکم فرمائیں۔
>
> "**قلت لعمر کیف افعل شیئا لم یفعله رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم؟**
>
> حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا (تو اس کے جواب میں حضرت عمر نے فرمایا)۔

”قال عمر ھذا واللہ خیر“

(تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! (بیشک حضور ﷺ نے یہ کام نہیں کیا) پھر بھی یہ کام (کرنا) اچھا ہے۔

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ برابر اس بارے میں مجھ سے بحث کرتے رہے‘

’حتی شرح اللہ صدری لذلک ورایت فی ذلک الذی رای عمر“

یہاں تک کہ اللہ تعالی نے میرا سینہ کھول دیا اور میں حضرت عمر کی رائے سے متفق ہو گیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نوجوان آدمی ہو صاحب عقل و دانش ہو اور تمہاری قرآن فہمی پر کسی کو کلام بھی نہیں۔ اور تم رسول اللہ ﷺ کو وحی بھی لکھ دیا کرتے تھے۔ پس سعی بلیغ کے ساتھ قرآن کریم کو جمع کر دو۔ پس خدا کی قسم! اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا جاتا تو اُسے اِس سے بھاری نہ سمجھتا جو مجھے حکم دیا گیا کہ قرآن کریم کو جمع کروں۔

قلت کیف تفعلون شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“

میں عرض گزار ہوا کہ آپ لوگ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟

”قال ھو واللہ خیر فلم یزل ابو بکر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری للذی شرح لہ صدر ابی بکر و عمر رضی اللہ عنھما ،فتتبعت القران ا جمعہ من العسب واللخاف وصدورالرجال ..الخ“ انہوں نے فرمایا ،خدا کی قسم۔ (بے شک رسول اللہ ﷺ نے یہ کام نہیں کیا) پھر بھی یہ بہتر ہے۔ پس میں برابر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بحث کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے میرا سینہ بھی اسی طرح کھول دیا جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کھول دیا تھا۔ پس میں نے قرآن کو کھجور کے پتوں ،پتھروں کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے تلاش کر کے جمع کیا۔

(صحیح بخاری شریف جلد دوم کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن ص ۷۴۵)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل فوائد معلوم ہوئے۔

(۱)......صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایجاد کردہ کام بھی بدعت ہی کہلاتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ بدعت نہ ہوتے تو حضرت ابوبکر و حضرت زید رضی اللہ عنہ اس کو کرنے پر انکار ہی نہ کرتے بلکہ فوراً عمل کر دیتے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ ان کے ایجاد کردہ کاموں کو اچھی بدعت، یا بدعت حسنہ کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح باجماعت پڑھنے کا حکم فرمایا تو اس موقع پر فرمایا "نعمت البدعة هذه" یہ اچھی بدعت ہے۔ (بخاری)۔

(۲)...... ہر بدعت (نیا کام) گمراہی و ضلالت نہیں ہوتی۔ اگر ہر بدعت گمراہی و ضلالت ہوتی تو حضرت ابوبکر و عمر و زید رضی اللہ عنہم قرآن کو جمع کرنے والا نیا کام نہ کرتے۔

(۳)...... ایسی بدعت (نیا کام) جو از روئے دین و شریعت اچھا ہو تو ایسی بدعت (نیاء کام) جائز ہے۔ جیسا کہ بخاری کی مذکورہ بالا حدیث میں صحابہ کرام کے یہ الفاظ "هذا و الله خير" خدا کی قسم! (بیشک حضور ﷺ نے یہ کام نہیں کیا) پھر بھی یہ کام (کرنا) اچھا ہے۔" اس سے ثابت ہوا کہ دین میں خیر والا کام اگرچہ بدعت (نیا) ہو ضلالہ (بُری بدعت) نہیں بلکہ بدعت حسنہ (اچھی بدعت) ہے اور اس کا کرنا جائز و ثواب کا کام ہے۔

(۴)...... بخاری کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگرچہ حضور نے کوئی کام نہ کیا اور آپ کی حیات ظاہری کے بعد اس خیر والے کام کو اختیار کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(۵)...... حضور ﷺ کا کسی کام کو نہ کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کام کارِ خیر نہیں کیوں کہ وہ کام ناجائز و حرام اسی وقت ہوگا جب سنت و شرع کے خلاف ہو ورنہ نہیں۔ اور وہ اچھے کام جو خلافِ سنت و شرح نہ ہوں۔ بلکہ از روئے شرع اچھا ہو تو اگرچہ حضور ﷺ نے نہ بھی کیے ہوں پھر بھی ان کے اختیار کرنے میں حرج نہیں۔ بلکہ ایسے اچھے کاموں پر اجر و ثواب بھی ملتا ہے۔ مثلاً قرآن و احادیث کا جمع کرنا، دینی مدارس کا قیام وغیرہ۔

ایک دیوبندی کی جہالانہ تاویل

تاویل ......:ایک دیوبندی صاحب کا خطاب سننے کا موقع ملا تو وہ یہاں یہ تاویل کر رہے تھے کہ یہ عمل بطور علاج ہے بطور ثواب نہیں۔صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے بطور علاج یہ عمل کیا لہٰذا اس سے اچھے نئے کام یا بدعت حسنہ کی دلیل نہیں بنتی۔

ازالہ

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بطور علاج والا اصول کون سی دلیل خاص سے ثابت ہے؟ کہاں یہ لکھا ہے کہ اگر نیا کام بطور علاج کیا جائے تب بدعت نہیں کہلائے گا؟ اور بطور ثواب ہوگا تو بدعت کہلائے گا۔عجیب بات ہے کہ خود علماء وہابیہ جو مرضی گھر میں بیٹھ کر اصول بنا لیتے ہیں اور اپنے کاموں کو جائز کرا لیتے ہیں لیکن سنیوں کے لئے ہمیشہ دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں۔

پھر اس روایت پر ہی غور کریں تو بات واضح ہے کہ وہ اس عمل کو بطور علاج نہیں کر رہے تھے اگر ایسی بات ہوتی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً یہ فرما دیتے کہ بے شک یہ کام کرنا چاہیے کیونکہ یہ بطور علاج ہے، اس میں حضور ﷺ کے عمل کے ہونے یا نہ ہونے سے کچھ حرج نہیں لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوا جیسا کہ روایت شاہد ہے تو اس لئے بطور علاج کی یہ تاویل باطل اور من گھڑت ہے۔بلکہ جس بات پر اس وقت تمام صحابہ علیہم الرضوان اجمعین کا اجماع ہو گیا تھا وہ تو یہ ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل نہیں کیا لیکن [''ھذا واللہ خیرا''] یعنی اچھا کام ہو تو کر سکتے ہیں۔اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کے اسی اجماعی اصول پر ہم بھی قائم ہیں کہ ایسا نیا کام جو خیر ہو اور شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس کو اختیار کیا جا سکتا ہے وہ بدعت ضلالہ ہرگز نہیں۔

میرے محترم مسلمان بھائیو!

الحمد للہ عزوجل! قرآن وحدیث اور جید اکابرین وعلماء امت کے حوالہ جات سے یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آ گئی کہ بعض نئے کام ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہوتے تو نئے ہیں لیکن کبھی ان پر عمل کرنا واجب، کبھی مکروہ، کبھی مستحب اور کبھی مباح ہوتا ہے۔علماء امت نے مطلقاً ایسے کاموں کو حرام، ناجائز یا بدعت ضلالہ نہیں کہا بلکہ ان کی اقسام بیان فرما کر ان کا حکم شرعی واضح فرمایا ہے۔

لہٰذا ہر نئے کام کو بدعت ضلالہ کہہ کر امت مسلمہ کو بدعتی و جہنمی قرار دینا سراسر غلط اور خارجیوں کا طریقہ ہے۔ اللہ عزوجل! ہمیں اس فعل بد سے محفوظ فرمائے، اور حق بات سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ بتقاضہ بشریت اگر کوئی غلط بات ومسئلہ یا استدلال "دین اسلام و مسلک اہلسنت اور علماء دین" کے خلاف سرزد ہو گیا ہو تو ہم اپنی ان تمام چھوٹی بڑی غلطیوں سے بارگاہ خداوندی میں توبہ و استغفار کرتے ہوئے رجوع کرتے ہیں، اللہ عزوجل نبی پاک ﷺ کے صدقے ہماری تمام چھوٹی بڑی غلطیوں کو معاف فرمائے! اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مقبول ﷺ کے صدقے ہم سب کے علم و عمل و عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں جملہ آفات و بلیات سے محفوظ رکھے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔

طالب دعا: احمد رضا قادری سہارنپوری

نوٹ......: بدعت کے موضوع پر یہ رسالہ جو پیش کیا گیا ہے وہ علماء اہل سنت کی مختلف کتب و رسائل سے ہی ماخوذ ہے اور انہیں کی کتب کے خلاصہ کو اپنے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی غلطی نظر آئے تو علماء اہل سنت ہماری اصلاح فرما کر مطلع فرما دیں۔ جزاک اللہ خیرا۔